علم میراث سیکھو کیونکہ یہ نصف علم ہے (الحدیث)

علمِ میراث اور قانونِ وراثت ایکٹ

تصنیف

ڈاکٹر ظہور اللہ الازہری

ڈاکٹر مفتی محمد کریم خان

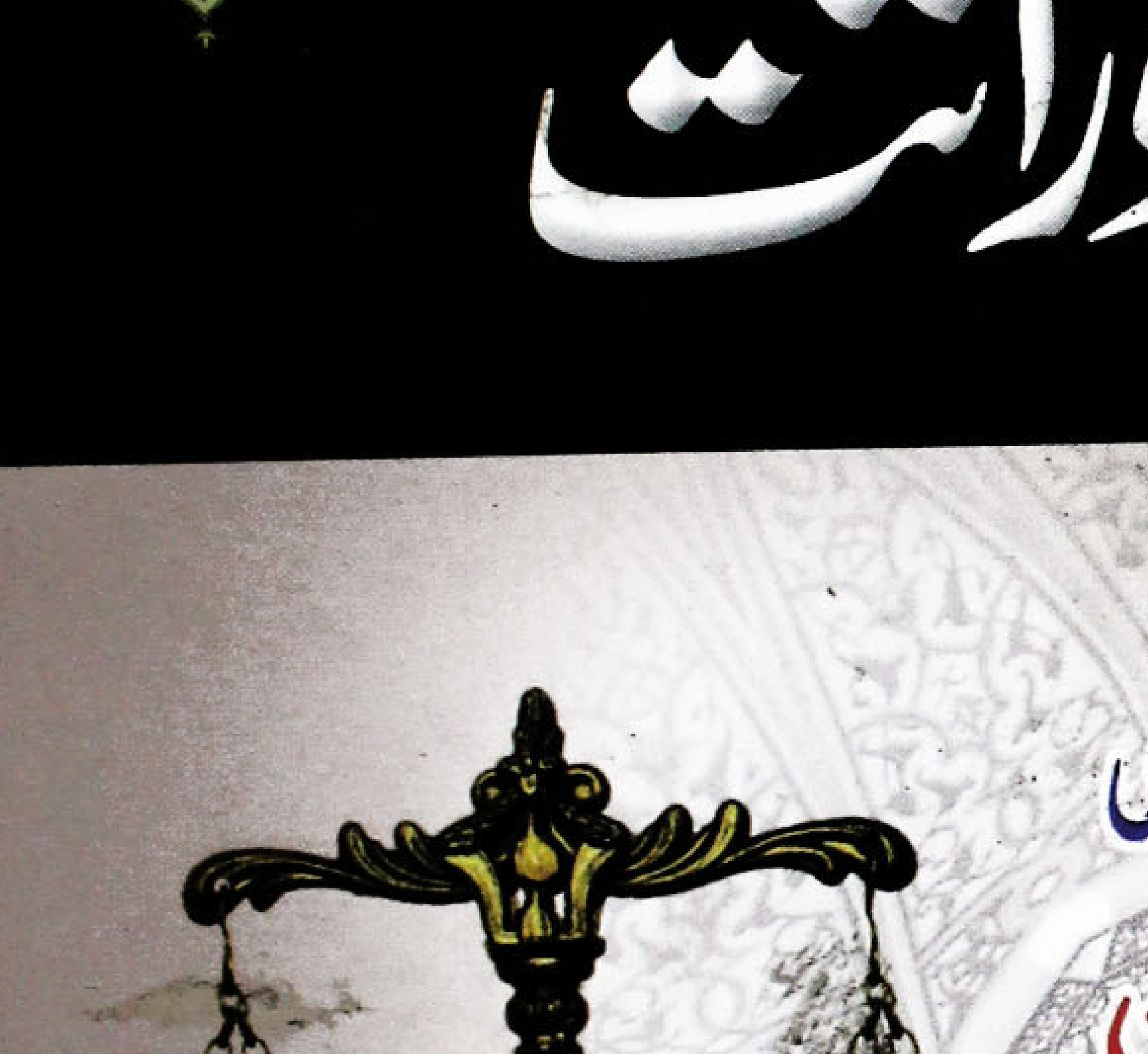

پروگریسو بکس

Marfat.com

علم میراث سیکھو کیونکہ یہ نصف علم ہے (الحدیث)

علم میراث

اور

قانون وراثت ایکٹ

تصنیف

ڈاکٹر ظہور اللہ الازہری

ڈاکٹر مفتی محمد کریم خان

پروگریسو بکس

یوسف مارکیٹ ۰ غزنی سٹریٹ

اردو بازار ۰ لاہور

فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

Marfat.com

علم میراث

اور

قانونِ وراثت ایکٹ

جملہ حقوق الطبع محفوظ للناشر
جملہ حقوق ناشر محفوظ ہیں۔

تصنیف

ڈاکٹر ظہور اللہ الازہری

ڈاکٹر مفتی محمد کریم خان

باراول	.... مارچ 2018ء
پرنٹرز	.... آصف صدیق، پرنٹرز
سرورق	.... النافع گرافکس
تعداد	.... -/600
ناشر	چوہدری غلام رسول۔ میاں جواد رسول میاں شہزاد رسول
قیمت	=/ روپے

297.34
72 ط ل
191 ح 00

ملنے کے پتے

ملت پبلی کیشنز
فیصل مسجد اسلام آباد Ph: 051-2254111
E-mail: millat_publication@yahoo.com

اسلام بک ڈپو
۱۲۔ گنج بخش روڈ لاہور فون 042-37112941
0323-6836776

شوروم ملت پبلی کیشنز دوکان نمبر 5- مکہ سنٹر نیو اردو بازار لاہور 0321-4146464
Ph: 042-37239201 Fax: 042-37239200

پروگریسو بکس
یوسف مارکیٹ ۰ غزنی سٹریٹ
اُردو بازار ۰ لاہور
فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

Marfat.com

PANJAB
UNIVERSITY
LIBRARY

Marfat.com

يُوصِيكُمُ اللّٰهُ فِىٓ أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ

Marfat.com

Marfat.com

انتساب

اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبی ورسول، آدمِ ثانی، قاطع اول شرک وبدعت

حضرت نوح علیہ السلام

کے نام

Marfat.com

Marfat.com

فہرست مشمولات

نمبر شمار		صفحہ نمبر
۱	تقدیم	۴۱
۲	باب اوّل علم میراث کی مبادیات	۴۷
۳	علم میراث کی تعریف	۴۹
۴	قرآن کریم میں مذکور ہے	۵۰
۵	علم میراث کا ایک اور نام	۵۰
۶	اصطلاحی تعریف	۵۰
۷	علم میراث کا موضوع	۵۱
۸	علم میراث کی غرض	۵۱
۹	علم میراث کا فائدہ	۵۱
۱۰	علم میراث سیکھنے کا حکم شرعی	۵۱
۱۱	علم میراث کا واضع	۵۱
۲۱	علم میراث کی حیثیت	۵۱
۱۳	علم میراث کے مصادر	۵۲
۱۴	علم میراث کے مسائل	۵۲
۱۵	علم میراث کی فضیلت	۵۲
۱۶	کتاب اللہ اور علم میراث	۵۳
۱۷	سنت نبوی ﷺ میں اہمیت میراث	۵۳

Marfat.com

۱۸	علم میراث کی اہمیت صحابہ کرام کے فرمودات کی روشنی میں	۵۳
۱۹	علم میراث کو نصف علم کہنے کی وجہ	۵۴
۲۰	ماقبل اسلام میراث کی تاریخ	۵۴
۲۱	قدیم رومیوں اور یونانیوں کا نظام میراث	۵۴
۲۲	قدیم مشرقی اقوام کا نظام میراث	۵۵
۲۳	اہل مصر کا نظام میراث	۵۵
۲۴	یہود کا نظام میراث	۵۵
۲۵	ہندوستان کا نظام میراث	۵۵
۲۶	حق سرداری	۵۶
۲۷	پگ ونڈ	۵۶
۲۸	چونڈہ ونڈ	۵۶
۲۹	عربوں کا نظام میراث	۵۶
۳۰	اسلام کا نظام وراثت	۵۷
۳۱	میراث میں عورتوں کا حصہ ثابت کرنے والی آیت	۵۷
۳۲	آیت مبارکہ کا شان نزول	۵۸
۳۳	آیات میراث کا شان نزول	۵۸
۳۴	آیات میراث	۵۹
۳۵	اسلام میں اسباب میراث	۶۱
۳۶	شروط ارث	۶۲
۳۷	باب دوم میت کے ترکہ کے متعلق حقوق	۶۳

Marfat.com

۳۸	ترکہ کے متعلق پہلا حق ــــــــــ تجہیز و تکفین	۶۵
۳۹	کفن کی شرائط واحکام	۶۵
۴۰	ترکہ کے متعلق دوسرا حق ـــ ادائیگی قرض	۶۶
۴۱	اعتراض	۶۶
۴۲	جواب	۶۶
۴۳	قرض کے احکام	۶۷
۴۴	ترکہ کے متعلق تیسرا حق ـــ وصیت کا پورا کرنا	۶۸
۴۵	وصیت کے احکام	۶۸
۴۶	دلیل	۶۸
۴۷	نوٹ	۶۹
۴۸	دلیل	۶۹
۴۹	وصیت کی اقسام	۶۹
۵۰	وصیت واجبہ	۶۹
۵۱	وصیت مستحبہ	۷۰
۵۲	۳۔ وصیت مباحہ	۷۰
۵۳	۴۔ وصیت مکروہہ	۷۰
۵۴	وصیت تحریمہ	۷۰
۵۵	ترکہ کے متعلق چوتھا حق	۷۰
۵۶	ورثاء میں تقسیم	۷۰
۵۷	اصحاب الفرائض: (ذوی الفروض)	۷۱

Marfat.com

۵۸	اصحاب الفرائض سببیہ	۷۱
۵۹	عصبات نسبیہ	۷۱
۶۰	عصبات سببیہ	۷۲
۶۱	رد علی اصحاب الفرائض نسبیہ	۷۲
۶۲	ذوی الارحام	۷۲
۶۳	مولیٰ الموالات	۷۲
۶۴	المقرلہ	۷۲
۶۵	موصٰی لہ بجمیع المال	۷۳
۶۶	بیت المال	۷۳
۶۷	عصر حاضر میں ورثاء کی اقسام	۷۳
۶۸	ورثاء کا بیان	۷۳
۶۹	ورثاء کا اجتماع	۷۴
۷۰	باب سوم رحمۃ اللہ علیہ موانع ارث	۷۶
۷۱	نوٹ	۷۷
۷۲	وراثت سے محرومی کا پہلا سبب۔۔۔غلامی	۷۷
۷۳	وراثت سے محرومی کا دوسرا سبب۔۔۔غلامی	۷۷
۷۴	دلیل	۷۸
۷۵	قتل کی اقسام اور انکی سزاؤں کا بیان	۷۸
۷۶	ا۔قتل عمد	۷۸

Marfat.com

۷۷	سزائیں	۷۸
۷۸	۲۔قتل شبہ عمد	۷۸
۷۹	سزائیں	۷۹
۸۰	۳۔قتل خطاء	۷۹
۸۱	۴۔قتل شبہ خطاء	۷۹
۸۲	مثال	۷۹
۸۳	قتل خطاء اور شبہ خطاء میں فرق	۸۰
۸۴	۵۔قتل سبب	۸۰
۸۵	سزائیں	۸۰
۸۶	قاتل کے وراثت سے محروم نہ ہونے کی صورتیں	۸۰
۸۷	نوٹ	۸۱
۸۸	وراثت سے محرومی کا تیسرا سبب ۔۔۔۔اختلاف دین	۸۱
۹۸	دلیل	۸۱
۹۰	باب چہارم اصحاب الفراض (مرد)	۸۳
۹۱	تعریف	۸۵
۹۲	اصحاب الفرائض کی اقسام	۸۵
۹۳	اصحاب الفرائض نسبیہ	۸۵
۹۴	اصحاب الفرائض سببیہ	۸۵
۹۵	صنف اوّل	۸۶

Marfat.com

۹۶	صنف ثانی	۸۶
۹۷	حصوں کی ترتیب	۸۶
۹۸	ورثاء کے حصوں کی تفصیل	۸۷
۹۹	باپ کے احوال	۸۷
۱۰۰	ا۔ صاحب فرض	۸۷
۱۰۱	دلیل	۸۷
۱۰۲	۲۔صاحب فرض اور عصبہ کی صورت	۸۷
۱۰۳	دلیل	۸۸
۱۰۴	۳:۔صرف عصبہ کی صورت	۸۸
۱۰۵	دلیل	۸۸
۱۰۶	استنباط	۸۹
۱۰۷	دادا کے احوال	۸۹
۱۰۸	حصہ پانے کی صورتیں	۸۹
۱۰۹	حصہ پانے کی صورتیں	۹۰
۱۱۰	دوسری صورت	۹۰
۱۱۱	تیسری صورت (حصہ نہ پانے کی)	۹۱
۱۱۲	کلالہ سے مراد	۹۱
۱۱۳	بیٹی اور پوتی کی صورت میں حصہ نہ پانے کی وجہ	۹۱
۱۱۴	اخیافی بہن بھائی کی خصوصیات	۹۱

Marfat.com

۱۱۵ زوج کے احوال ۹۴
۱۱۶ پہلی صورت ۹۴
۱۱۷ دوسری صورت ۹۴
۱۱۸ دلیل ۹۴

---

۱۱۹ مثال سے وضاحت ۹۴
۱۲۰ باب پنجم　اصحاب الفرائض (عورتیں) ۹۴
۱۲۱ زوجہ کے دو احوال ہیں ۹۷
۱۲۲ دلیل ۹۷
۱۲۳ بیٹی کے احوال ۹۷
۱۲۴ پہلی صورت ۹۸
۱۲۵ دلیل ۹۸
۱۲۶ دوسری صورت ۹۸
۱۲۷ دلیل ۹۸
۱۲۸ تیسری صورت ۹۸
۱۲۹ دلیل ۹۸
۱۳۰ پوتی کے احوال ۹۹
۱۳۱ پہلی صورت ۹۹
۱۳۲ دوسری صورت ۹۹
۱۳۳ تیسری صورت ۹۹

Marfat.com

۱۳۴	چوتھی صورت	۹۹
۱۳۵	دلیل	۹۹
۱۳۶	استنباط	۹۹
۱۳۷	پانچویں صورت: (مجوب ہونے کی صورت)	۱۰۰
۱۳۸	دلیل	۱۰۰
۱۳۹	دلیل	۱۰۰
۱۴۰	عصبہ	۱۰۰
۱۴۱	اصول	۱۰۱
۱۴۲	حقیقی بہن کے احوال	۱۰۱
۱۴۳	پہلی صورت	۱۰۱
۱۴۴	دلیل	۱۰۱
۱۴۵	دوسری صورت	۱۰۱
۱۴۶	دلیل	۱۰۱
۱۴۷	تیسری صورت	۱۰۲
۱۴۸	دلیل	۱۰۲
۱۴۹	چوتھی صورت	۱۰۲
۱۵۰	دلیل	۱۰۲
۱۵۱	پانچویں صورت	۱۰۲
۱۵۲	علاتی بہن کے احوال	۱۰۳

Marfat.com

۱۵۳	پہلی صورت	۱۰۳
۱۵۴	دوسری صورت	۱۰۳
۱۵۵	تیسری صورت	۱۰۳
۱۵۶	چوتھی صورت	۱۰۳
۱۵۷	دلیل	۱۰۳
۱۵۸	پانچویں صورت	۱۰۳
۱۵۹	چھٹی صورت	۱۰۴
۱۶۰	نوٹ	۱۰۴
۱۶۱	ماں کے احوال	۱۰۴
۱۶۲	پہلی صورت	۱۰۴
۱۶۳	دلیل	۱۰۴
۱۶۴	دوسری صورت	۱۰۵
۱۶۵	دلیل	۱۰۵
۱۶۶	تیسری صورت	۱۰۵
۱۶۷	دلیل	۱۰۵
۱۶۸	استنباط	۱۰۶
۱۶۹	دادی اور نانی کے احوال	۱۰۶
۱۷۰	نوٹ	۱۰۶
۱۷۱	جدہ صحیحہ کی تعریف	۱۰۶
۱۷۲	جد فاسد	۱۰۶

Marfat.com

۱۷۳	جدہ فاسدہ کی تعریف	۱۰۵
۱۷۴	جدہ فاسدہ کی مثالیں	۱۰۷
۱۷۵	جدصحیحہ کی مثالیں	۱۰۷
۱۷۶	دادی اور نانی کا حصہ	۱۰۷
۱۷۷	دلیل	۱۰۷
۱۸۷	محجوب ہونے کی صورت	۱۰۷
۱۷۹	دادی اور نانی کے احکام	۱۰۷
۱۸۰	باب ششم عصبات کا بیان	۱۰۹
۱۸۱	عصبہ کی اصطلاحی تعریف	۱۱۱
۱۸۲	عصبات کی اقسام	۱۱۱
۱۸۳	عصبہ نسبیہ	۱۱۱
۱۸۴	عصبہ سببیہ	۱۱۱
۱۸۵	عصبہ نسبیہ کی اقسام	۱۱۲
۱۸۶	عصبہ بنفسہ	۱۱۲
۱۸۷	جہت بنوت (اولاد کی طرف)	۱۱۲
۱۸۸	جہت ابوت (باپ کی طرف)	۱۱۲
۱۹۸	جہت اخوت	۱۱۲
۱۹۰	جہت عمومت	۱۱۳
۱۹۱	عصبہ بنفسہ کے حصہ پانے کی دلیل	۱۱۳

Marfat.com

۱۹۲	عصبہ بنفسہ کے احکام	۱۱۳
۱۹۳	عصبہ بغیرہ	۱۱۴
۱۹۴	دلیل	۱۱۴
۱۹۵	نوٹ	۱۱۴
۱۹۶	عصبہ مع غیرہ	۱۱۴
۱۹۷	دلیل	۱۱۵
۱۹۸	عصبہ مع غیرہ کے احکام	۱۱۵
۱۹۹	عصبہ نہ بننے والی عورتیں	۱۱۵
۲۰۰	باب ہفتم حجب کا بیان	۱۱۷
۲۰۱	حجب کا شرعی مفہوم	۱۱۹
۲۰۲	محجوب اور محروم میں فرق	۱۱۹
۲۰۳	حجب کی اقسام	۱۱۹
۲۰۴	حجب نقصان	۱۱۹
۲۰۵	حجب نقصان والے ورثاء	۱۱۹
۲۰۶	حجب نقصان کی مختلف صورتیں	۱۲۰
۲۰۷	۲۔فرض سے عصبہ کی طرف حصہ کا کم ہونا	۱۲۰
۲۰۸	۵۔حصوں کا تنگ پڑ جانا	۱۲۱
۲۰۹	حجب حرمان	۱۲۱
۲۱۰	ورثاء جن میں حجب حرمان نہیں ہوتا	۱۲۱

Marfat.com

۲۱۱	ورثاء جن میں حجب حرمان ہوتا ہے	۱۲۱
۲۱۲	حجب حرمان کے قواعد	۱۲۲
۲۱۳	کیا حاجب محجوب بنتا ہے؟	۱۲۲
۲۱۴	مثال	۱۲۳
۲۱۵	حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کے ہاں اس کی تقسیم	۱۲۳
۲۱۶	مثال ۲	۱۲۴
۲۱۷	حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کے ہاں اس کی تقسیم	۱۲۴
۲۱۸	باب ہشتم عول کا بیان	۱۲۵
۲۱۹	عول کا اصطلاحی معنی	۱۲۷
۲۲۰	عول کی شرعی حیثیت	۱۲۷
۲۲۱	عقلی دلیل	۱۲۸
۲۲۲	عول کے اصول	۱۲۸
۲۲۳	عول کی مثالیں	۱۲۹
۲۲۴	۱۲ کے عول کی مثال	۱۳۰
۲۲۵	۲۴ کے عول کی مثال	۱۳۰
۲۲۶	فصل ثانی: رد کا بیان	۱۳۱
۲۲۷	اصطلاحی تعریف	۱۳۱
۲۲۸	رد کی شرائط	۱۳۱
۲۲۹	رد کے قواعد	۱۳۱

1411700

Marfat.com

۲۳۰	قاعدہ نمبر۱	۱۳۱
۲۳۱	قاعدہ نمبر۲	۱۳۲
۲۳۲	مخرج کے تعین کے لیے اصول	۱۳۲
۲۳۳	ثلثین اور سدس کی مثال	۱۳۳
۲۳۴	تیسرا قاعدہ	۱۳۴
۲۳۵	چوتھا قاعدہ	۱۳۴
۲۳۶	باب نہم جد (دادا) کے احوال کا بیان	۱۳۵
۲۳۷	دادا کے تفصیلی احوال	۱۳۷
۲۳۸	۱۔ صاحب فرض کے طور پر	۱۳۷
۲۳۹	۲۔ صاحب فرض اور عصبہ کی صورت	۱۳۷
۲۴۰	۳۔ صرف عصبہ کے طور پر	۱۳۷
۲۴۱	۴۔ محجوب ہونے کی صورت	۱۳۷
۲۴۲	دادا کے ساتھ حقیقی وعلاتی بھائی	۱۳۸
۲۴۳	المذہب الاول	۱۳۸
۲۴۴	دلائل	۱۳۸
۲۴۵	المذہب الثانی	۱۳۹
۲۴۶	دلائل	۱۳۹
۲۴۷	المذہب المختار	۱۳۹
۲۴۸	حصہ پانے کی صورتیں	۱۴۰

Marfat.com

۲۴۹	باب دہم ذوی الارحام	۱۴۱
۲۵۰	اصلاحی تعریف	۱۴۳
۲۵۱	ذوی الارحام کے میراث پانے میں اقوال	۱۴۳
۲۵۲	المذھب الاول	۱۴۳
۲۵۳	دلائل	۱۴۳
۲۵۴	المذھب الثانی	۱۴۳
۲۵۵	دلائل	۱۴۳
۲۵۶	ذوی الارحام کے حصہ پانے کی شرائط	۱۴۴
۲۵۷	ذوی الارحام کے حصہ پانے کے اصول	۱۴۴
۲۵۸	مذھب اھل الرحم	۱۴۴
۲۵۹	مذھب اھل التنزیل	۱۴۵
۲۶۰	مذھب اھل القرابہ	۱۴۵
۲۶۱	ا۔قوت سبب	۱۴۵
۲۶۲	۲۔قوت درجہ	۱۴۵
۲۶۳	۳۔قوت قرابت	۱۴۵
۲۶۴	نوٹ	۱۴۶
۲۶۵	ذوی الارحام کی اصناف: (اہل قرابت کے نزدیک)	۱۴۶
۲۶۶	باب یازدہم تصحیح کے قواعد	۱۴۹
۲۶۷	فصل اوّل: مخارج فروض کا بیان	۱۵۱

Marfat.com

۲۶۸	مخرج معلوم کرنے کا طریقہ (صاحب سراجی کے مطابق)	۱۵۲
۲۶۹	صنف اوّل	۱۵۲
۲۷۰	صنف ثانی	۱۵۲
۲۷۱	مخرج کے قواعد کا بیان	۱۵۲
۲۷۲	قاعدہ نمبر ۱	۱۵۲
۲۷۳	قاعدہ نمبر ۲	۱۵۲
۲۷۴	قاعدہ نمبر ۳	۱۵۳
۲۷۵	قاعدہ نمبر ۴	۱۵۳
۲۷۶	قاعدہ نمبر ۵	۱۵۳
۲۷۷	فصل ثانی: تماثل کی تعریف	۱۵۴
۲۸۷	تداخل کی تعریف	۱۵۴
۲۷۹	توافق کی تعریف	۱۵۴
۲۸۰	تباین کی تعریف	۱۵۴
۲۸۱	فصل ثالث: قاعدہ نمبر ۱	۱۵۵
۲۸۲	قاعدہ نمبر ۲	۱۵۵
۲۸۳	عول کی مثال	۱۵۶
۲۸۴	قاعدہ نمبر ۳	۱۵۶
۲۸۵	رؤس اور رؤس کے درمیان جاری ہونے والے قواعد	۱۵۷
۲۸۶	قاعدہ نمبر ۱	۱۵۸
۲۸۷	قاعدہ نمبر ۲	۱۵۹

Marfat.com

۲۸۸	قاعدہ نمبر۳	۱۵۹
۲۸۹	**باب دوازدہم تخارج کا بیان**	۱۶۵
۲۹۰	تخارج کی اصطلاحی تعریف	۱۶۷
۲۹۱	تخارج کے جواز کی دلیل	۱۶۷
۲۹۲	تخارج کی شرائط	۱۶۷
۲۹۳	تخارج کی صورت میں تقسیم کا طریقہ	۱۶۷
۲۹۴	تقسیم میں شامل کرنے کی وجہ	۱۶۹
۲۹۵	**باب سیزدہم مناسخہ کا بیان**	۱۷۱
۲۹۶	مناسخہ کے قواعد	۱۷۳
۲۹۷	قاعدہ نمبرا	۱۷۴
۲۹۸	قاعدہ نمبر2	۱۷۴
۲۹۹	مثال کے ذریعے وضاحت	۱۷۴
۳۰۰	ترکہ کی تقسیم	۱۷۵
۳۰۱	مسئلہ کی وضاحت	۱۷۵
۳۰۲	متوفّیہ اولی سلیمہ کے ترکہ کی تقسیم	۱۷۶
۳۰۳	دوسرے متوفّی یعنی زوج (زید) کے مسئلہ کا حل	۱۷۶
۳۰۴	تیسری متوفّیہ (کریمہ) کے ترکہ کی تقسیم	۱۷۶
۳۰۵	متوفیہ رابعہ (عظیمہ) کے ترکہ کی تقسیم	۱۷۷
۳۰۶	مناسخہ کا آسان حل	۱۷۷

Marfat.com

۳۰۷	ہر وارث کا حصہ	۱۷۹
۳۰۸	متوفیہ کا ترکہ	۱۸۰
۳۰۹	مثال کی وضاحت	۱۸۰
۳۱۰	ہر وارث کا حصہ	۱۸۱
۳۱۱	باب چہاردہم مخصوص وراثتوں کا بیان	۱۸۳
۳۱۲	فصل اول: حمل کی میراث	۱۸۵
۳۱۳	دلیل	۱۸۶
۳۱۴	اکثر مدت حمل	۱۸۶
۳۱۵	اقل مدت حمل	۱۸۶
۳۱۶	حمل کے لیے مدت انتظار	۱۸۶
۳۱۷	حمل کے لیے میراث	۱۸۷
۳۱۸	حنفیہ مسلک	۱۸۷
۳۱۹	مفتی بہ قول	۱۸۷
۳۲۰	امام شافعی کا موقف	۱۸۸
۳۲۷	حصہ رکھنے کا طریق	۱۸۸
۳۲۱	حمل کی میراث	۱۸۹
۳۲۲	لڑکی پیدا ہونے کی صورت میں تقسیم	۱۹۰
۳۲۳	لڑکا پیدا ہونے کی صورت میں تقسیم	۱۹۰
۳۲۴	بچہ مردہ پیدا ہونے کی صورت میں تقسیم	۱۹۰

Marfat.com

۳۲۵ نتیجہ ۱۹۰
۳۲۶ فصل دوم: مفقود کا بیان ۱۹۲
۳۲۷ مفقود کے مال کا حکم ۱۹۲
۳۲۸ مفقود کی زوجہ کے لیے انتظار کی مدت ۱۹۲
۳۲۹ مفقود کے وارث ہونے کا مسئلہ ۱۹۳
۳۳۰ فصل سوم: اسیر (قیدی) کی وراثت ۱۹۴
۳۳۱ زندہ ہونا ۱۹۴
۳۳۲ مجہول الحال ہونا ۱۹۴
۳۳۳ فصل چہارم: حادثاتی موت والوں کی وراثت ۱۹۵
۳۳۴ وارث نہ بنانے کا سبب ۱۹۵
۳۳۵ مثال سے وضاحت ۱۹۵
۳۳۶ وراثت کی تقسیم یوں ہوگی ۱۹۶
۳۳۷ گزشتہ مثال کی اس مذہب کے حوالے سے وضاحت ۱۹۶
۳۳۸ فصل پنجم: مرتد کی وراثت ۱۹۷
۳۳۹ فصل ششم: یتیم پوتے کی وراثت ۱۹۷
۳۴۰ ان کے بارے میں تین مذاہب ہیں ۱۹۸
۳۴۱ پہلا مذہب ۱۹۸
۳۴۲ دوسرا مذہب ۱۹۸
۳۴۳ تیسرا مذہب ۱۹۹
۳۴۴ مذہب مختار ۱۹۹

Marfat.com

۳۴۵	تیسرے مذہب کے دلائل	۲۰۰
۳۴۶	یتیم پوتے کے لیے وصیت	۲۰۰
۳۴۷	وصیت نہ ہونے کا مسئلہ	۲۰۱
۳۴۸	وصیت واجبہ کا ثبوت	۲۰۱
۳۴۹	آیات منسوخہ کے بارے میں علماء کی آراء	۲۰۱
۳۵۰	مذہب مختار	۲۰۲
۳۵۱	وصیت واجبہ کی شرائط	۲۰۳
۳۵۲	فصل ہفتم: خنثیٰ کی میراث	۲۰۵
۳۵۳	خنثیٰ کی اصطلاحی تعریف	۲۰۵
۳۵۴	خنثیٰ مشکل	۲۰۵
۳۵۵	خنثیٰ مشکل کی میراث کا حکم	۲۰۶
۳۵۶	دلیل	۲۰۷
۳۵۷	اعتراض	۲۰۷
۳۵۸	باب پانزدہم متفرق مسائل	۲۰۹
۳۵۹	فصل اوّل: زندگی میں جائیداد تقسیم کرنا یا ھبہ کرنا	۲۱۱
۳۶۰	زندگی میں ترکہ تقسیم کرنے کے نقصانات	۲۱۲
۳۶۱	زندگی میں ترکہ تقسیم کرنے کے اصول	۲۱۳
۳۶۲	اولاد میں مساوات احادیث نبویہ کی روشنی میں	۲۱۴
۳۶۳	اولاد میں مساوات کا وجوب	۲۱۵

Marfat.com

۳۶۴	راجح قول	۲۱۷
۳۶۵	بیٹے اور بیٹی میں مساوات کی کیفیت	۲۱۸
۳۶۶	پہلا مذہب	۲۱۸
۳۶۷	دوسرا مذہب	۲۱۸
۳۶۸	فصل ثانی: متبنّٰی کی وراثت	۲۱۹
۳۶۹	متبنّٰی کے احکام درج ذیل ہیں	۲۱۹
۳۷۰	فصل ثالث: رضاعت کی وجہ سے وراثت	۲۲۰
۳۷۱	سسرالی رشتہ داروں کی میراث	۲۲۰
۳۷۲	فصل رابع: نکاح ثانی کرنے والی عورت کی میراث	۲۲۱
۳۷۳	فصل خامس: ولد الزنا اور ولد اللعان کی میراث	۲۲۱
۳۷۴	فصل سادس: عورت کا حصہ کم ہونے کی حکمت	۲۲۲
۳۷۵	اعتراض	۲۲۲
۳۷۶	جواب	۲۲۲
۳۷۷	نتیجہ	۲۲۳
۳۷۸	فصل سابع: عاق کرنا	۲۲۳
۳۷۹	باب شانزدہم تفسیر آیاتِ وراثت	۲۲۷
۳۸۰	فصل اوّل: وراثت کے ابتدائی احکام	۲۲۹
۳۸۱	آیت نمبر ۱	۲۲۹
۳۸۲	شانِ نزول	۲۲۹

Marfat.com

۳۸۳	ملا جیون لکھتے ہیں	۲۳۰
۳۸۴	مولانا مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں	۲۳۱
۳۸۵	سیّد ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں	۲۳۱
۳۸۶	پیر کرم شاہ الازہری لکھتے ہیں	۲۳۲
۳۸۷	خلاصہ	۲۳۳
۳۸۸	آیت نمبر۲	۲۳۳
۳۸۹	شانِ نزول	۲۳۴
۳۹۰	علامہ قرطبی لکھتے ہیں	۲۳۴
۳۹۱	ملا جیون لکھتے ہیں	۲۳۴
۳۹۲	مولانا مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں	۲۳۵
۳۹۳	سیّد ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں	۲۳۵
۳۹۴	پیر کرم شاہ الازہری لکھتے ہیں	۲۳۶
۳۹۵	خلاصہ	۲۳۶
۳۹۶	فصل دوم: ورثاء کے حصے	۲۳۷
۳۹۷	آیت نمبر۱	۲۳۷
۳۹۸	شانِ نزول	۲۳۷
۳۹۹	ملا جیون لکھتے ہیں	۲۳۹
۴۰۰	مولانا مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں	۲۴۰
۴۰۱	سیّد ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں	۲۴۱
۴۰۲	پیر کرم شاہ الازہری لکھتے ہیں	۲۴۱

Marfat.com

۴۰۳	خلاصہ	۲۴۳
۴۰۵	آیت نمبر۲	۲۴۳
۴۰۶	علامہ قرطبی لکھتے ہیں	۲۴۴
۴۰۷	ملاجیون لکھتے ہیں	۲۴۸
۴۰۸	مولانا مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں	۲۴۹
۴۰۹	سیّد ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں	۲۵۰
۴۱۰	پیر کرم شاہ الازہری لکھتے ہیں	۲۵۱
۴۱۱	خلاصہ	۲۵۲
۴۱۲	آیت نمبر	۲۵۲
۴۱۳	مفسرین کی آراء	۲۵۳
۴۱۴	ملاجیون لکھتے ہیں	۲۵۴
۴۱۵	مولانا مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں	۲۵۴
۴۱۶	سیّد ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں	۲۵۵
۴۱۷	پیر کرم شاہ الازہری لکھتے ہیں	۲۵۵
۴۱۸	خلاصہ	۲۵۵
۴۱۹	فصل سوم: کلالہ کی وراثت کے احکام	۲۵۷
۴۲۰	آیت نمبر۱	۲۵۷
۴۲۱	ملاجیون لکھتے ہیں	۲۵۷
۴۲۲	مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں	۲۵۸
۴۳۲	مفسرین کی آراء	۲۵۸

Marfat.com

۴۲۴	علامہ قرطبی لکھتے ہیں	۲۵۸
۴۲۵	مولانا مودودی لکھتے ہیں	۲۵۹
۴۲۶	پیر محمد کرم شاہ الازہری لکھتے ہیں	۲۶۰
۴۲۷	خلاصہ	۲۶۱
۴۲۸	آیت نمبر۲	۲۶۱
۴۲۹	شانِ نزول	۲۶۲
۴۳۰	مفسرین کی آراء	۲۶۲
۴۳۱	علامہ قرطبی لکھتے ہیں	۲۶۳
۴۳۲	ملا جیون لکھتے ہیں	۲۶۴
۴۳۳	مولانا مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں	۲۶۵
۴۳۴	مولانا مودودی لکھتے ہیں	۲۶۵
۴۳۵	پیر محمد کرم شاہ لکھتے ہیں	۲۶۵
۴۳۶	خلاصہ	۲۶۶
۴۳۷	باب ہفد ہم: قانون وارثت ایکٹ اور شریعت اسلامیہ کا تجزیاتی مطالعہ	۲۶۷
۴۳۸	فصل اول: تعارف وضرورت	۲۶۹
۴۳۹	علم وراثت کی تعریف	۲۶۹
۴۴۰	فرائض کا لغوی معنی	۲۶۹
۴۱۴	علم فرائض کا اصطلاحی معنی	۲۶۹
۴۴۲	علم وراثت کی ضرورت واہمیت	۲۷۰
۴۴۳	امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں	۲۷۲
۴۴۴	قانون وراثت ایکٹ۔۔تعارف	۲۷۴
۴۴۵	قانون وراثت ایکٹ کا 4. Succession:	۲۷۶

Marfat.com

۴۴۶	فصل دوم: ذوی الفروض	۲۷۶
۴۴۷	(ا) ذوی الفروض (Sharers)	۲۷۷
۴۴۸	ذوی الفروض کے حصص قرآن کی رو سے	۲۷۷
۴۴۹	اولاد کے حصے	۲۷۸
۴۵۰	خلاصہ	۲۷۸
۴۱۵	نوٹ	۲۷۸
۴۲۵	ماں باپ کے حصے	۲۷۸
۴۵۳	خلاصہ	۲۷۸
۴۵۴	ماں کے دو حال ہیں	۲۷۸
۴۵۵	میاں بیوی کے حصے	۲۷۹
۴۵۶	خلاصہ	۲۷۹
۴۵۷	شوہر کے دو حال ہیں	۲۷۹
۴۵۸	بیوی کے بھی دو حال ہیں	۲۷۹
۴۵۹	کلالہ کی جائیداد	۲۷۹
۴۶۰	کلالہ کی تعریف	۲۷۹
۴۶۱	حقیقی یا علاتی بہن بھائیوں کے حصے	۲۷۹
۴۶۲	خلاصہ	۲۸۰
۴۶۳	اخیافی بہن بھائیوں کے حصے	۲۸۰
۴۶۴	خلاصہ	۲۸۰
۴۶۵	ضروری تعریفات	۲۸۰

Marfat.com

۴۶۶	فصل دوم :عصبات	۲۸۱
۴۶۷	لغوی معنیٰ	۲۸۱
۴۶۸	اصطلاحی معنی	۲۸۱
۴۶۹	علم میراث میں عصبات	۲۸۱
۴۷۰	قانون وراثت ایکٹ (دفعہ۲/۴)	۲۸۱
۴۷۱	عصبات کے بارے شرعی نقطہ نظر	۲۸۲
۴۷۲	عصبہ نسبی	۲۸۲
۴۷۳	عصبہ بنفسہ	۲۸۲
۴۷۴	اصول تقسیم	۲۸۳
۴۷۵	عصبہ بغیرہ	۲۸۳
۴۷۶	اصول وراثت	۲۸۳
۴۷۷	عصبہ مع غیرہ	۲۸۳
۴۷۸	عصبہ سببی	۲۸۴
۴۷۹	خلاصہ	۲۸۴
۴۸۰	فصل سوم: ذوی الارحام سے متعلق قانون اور شریعت اسلامیہ	۲۸۴
۴۸۱	ذوی الارحام	۲۸۴
۴۸۲	لغوی معنیٰ	۲۸۴
۴۸۳	اصطلاحی معنی	۲۸۴
۴۸۴	ذوی الارحام کی اقسام	۲۸۵
۴۸۵	اصول وراثت	۲۸۵

Marfat.com

۴۸۶	اصول تقسیم	۲۸۵
۴۸۷	ذوی الارحام قسم دوم	۲۸۵
۴۸۸	قانون وراثت اور شریعت اسلامیہ	۲۸۵
۴۸۹	شریعت اسلامیہ	۲۸۶
۴۹۰	قانون وراثت اور شریعت اسلامیہ	۲۸۶
۴۹۱	قانون وراثت	۲۸۶
۴۹۲	شریعت اسلامی	۲۸۷
۴۹۳	خلاصہ بحث	۲۸۷
۴۹۴	فصل چہارم	۲۸۸
۴۹۵	یتیم پوتا، پوتی، نواسہ اور نواسی سے متعلق قانون اور شریعت اسلامیہ	۲۸۸
۴۹۶	یتیم پوتا اور پوتی	۲۸۸
۴۹۷	قانون وراثت ایکٹ (دفعہ ۴)	۲۸۸
۴۹۸	سیاسی تاریخ	۲۸۸
۴۹۹	متجددین کا نظریہ	۲۸۹
۵۰۰	جناب غلام احمد پرویز صاحب لکھتے ہیں	۲۹۰
۵۰۱	دوسری آیت یہ ہے	۲۹۰
۵۰۲	وضاحت	۲۹۱
۵۰۳	پرویز صاحب لکھتے ہیں	۲۹۱
۵۰۴	مزید لکھتے ہیں	۲۹۱

Marfat.com

۵۰۵	خلاصہ	۲۹۱
۵۰۶	ادارہ طلوع اسلام والے لکھتے ہیں	۲۹۱
۵۰۷	نوٹ	۲۹۲
۵۰۸	وضاحت	۲۹۲
۵۰۹	وضاحت	۲۹۲
۵۱۰	پرویز صاحب لکھتے ہیں	۲۹۳
۵۱۱	دیگر علماء کا نظریہ	۲۹۳
۵۱۲	حافظ احمد یار کا نقطہ نظر	۲۹۳
۵۱۳	قانون استثناء	۲۹۳
۵۱۴	قانون وصیت واجب	۲۹۳
۵۱۵	حافظ احمد یار لکھتے ہیں	۲۹۳
۵۱۶	نفقہ واجب	۲۹۴
۵۱۷	حافظ احمد یار لکھتے ہیں	۲۹۴
۵۱۸	حکومتی کفالت	۲۹۴
۵۱۹	ضروری وضاحت	۲۹۴
۵۲۰	مولانا مودودی کا نقطہ نظر	۲۹۴
۵۲۱	مولانا مودودی لکھتے ہیں	۲۹۵
۵۲۲	علامہ غلام رسول سعیدی کا نقطہ نظر	۲۹۵
۵۲۳	علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں	۲۹۵
۵۲۴	مولانا تقی عثمانی کا نقطہ نظر	۲۹۶

Marfat.com

۵۲۵	مولانا تقی عثمانی لکھتے ہیں	۲۹۶
۵۲۶	قرآن مجید	۲۹۶
۵۲۷	مولانا تقی عثمانی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں	۲۹۶
۵۲۸	سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۲۹۷
۵۲۹	اجماع امت	۲۹۷
۵۳۰	مولانا تقی عثمانی لکھتے ہیں	۲۹۷
۵۳۱	مولانا تقی عثمانی نے لفظ ولد پر بھی تفصیلی بحث کی ہے۔ آپ لکھتے ہیں	۲۹۸
۵۳۲	یتیم پوتی	۲۹۸
۵۳۳	قانون وراثت	۲۹۸
۵۳۴	شریعت اسلامیہ	۲۹۸
۵۳۵	یتیم نواسہ اور نواسی	۲۹۸
۵۳۶	قانون وراثت ایکٹ (دفعہ ۴)	۲۹۸
۵۳۷	وضاحت	۲۹۹
۵۳۸	شریعت اسلامیہ	۲۹۹
۵۳۹	خلاصہ	۲۹۹
۵۴۰	خلاصہ تحقیق	۳۰۰
۵۴۱	تجاویز	۳۰۲
۵۴۲	باب ہژدہم : قرآنی نظام وراثت کے بنیادی اصول	۳۰۵
۵۴۳	اہمیت	۳۰۸
۵۴۴	تقسیم وراثت	۳۰۹
۵۴۵	مرد وعورت حقدار	۳۰۹

Marfat.com

۵۴۶	پسِ منظر	۳۱۰
۵۴۷	تقسیم وراثت کے وقت دوسرے ضرورت مندوں کا خیال	۳۱۳
۵۴۸	پسِ منظر	۳۱۴
۵۴۹	نتائج بحث	۳۱۶
۵۵۰	باب نوازدہم: قرآنی احکام وراثت۔۔معاشرتی اعتدال وتوازن	۳۱۷
۵۵۱	پسِ منظر	۳۲۰
۵۵۲	والدین کے وارث بننے کی تین صورتیں ہیں	۳۲۳
۵۵۳	قرآن کے اس حصہ کے بارے میں مفسرین کی آراء درج ذیل ہیں	۳۲۵
۵۵۴	نتائج بحث	۳۲۷
۵۵۵	مصادر ومراجع	۳۴۱

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقدیم

ہر قوم کی تعمیر وترقی اور خوش حالی میں اس کے عائلی قوانین بڑا اہم کردار ادا کرتے ہیں، وہ قوم ترقی کی دوڑ میں ہمیشہ پیچھے رہ جاتی ہے، جس کے افراد عائلی الجھنوں میں گرفتار ہوں، عائلی قوانین کے اثرات اگرچہ افراد پر ہی پڑتے ہیں مگر افراد ہی قوم کی بنیاد ہیں، افراد سے گھر، گھر سے خاندان اور خاندان سے قبیلے بنتے ہیں، اور اسی بنیاد پر تمدن کی عمارت قائم ہوتی ہے، اس لیے عائلی قوانین صرف چند خاندانوں کو متاثر نہیں کرتے، بلکہ ان کے اثرات پوری قوم کے لیے بڑے دوررس ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے، کہ ہر قوم اپنے عائلی قوانین ولی سطح پر بناتی ہے اور اپنے عائلی قوانین کو اپنا مذہبی وملی شعار سمجھتی ہے کیونکہ یہ عائلی مسائل اس قدر نازک ہوتے ہیں کہ اکثر و بیشتر ان کو حل کرنے میں انسانی عقل جواب دے جاتی ہے، وہ اگر کسی ایک مشکل کا حل نکالتی ہے، اور یہ سمجھ بیٹھی ہے کہ مسئلہ کا حل نکل آیا ہے تو دوسری بہت ساری مشکلات کھڑی ہو جاتی ہیں، لیکن آگے چل کر تجربہ بتاتا ہے کہ انسانی عقل کا یہ خیال محض ایک فریب تھا اور اس سے بے شمار خرابیاں جنم پا گئیں ہیں، اور بات ابھی تک وہیں کی وہیں ہے۔ اسی لیے قرآن کریم وحدیث نے جو پوری نوع انسان کے لیے زندگی کے ہر شعبہ میں صلاح و فلاح کا دل نواز پیغام لے کر آیا تھا۔ ان عائلی مسائل کو محض انسانی اجتہاد کے بھروسہ پر نہیں چھوڑا۔ اس کی بجائے قرآن کریم نے عائلی مسائل میں بڑی وسیع اور واضح ہدایات دی ہیں اور عائلی مسائل کے ایک ایک جزئیہ کو خوب کھول کھول کر بیان کیا ہے، تاکہ ان مسائل میں کوئی الجھن اور کسی قسم کا کوئی اشتباہ نہ رہے۔ تاریخ پر ایک سرسری نظر ہی ڈال لیجئے تو آپ پر یہ بات روز روشن کی طرح آشکار ہو جائے گی کہ جب تک انسان ان

Marfat.com

ہدایات کی حدود میں رہ کر زندگی بسر کرتے رہے جو قرآن کریم وحدیث نے انہیں دی تھی، اس وقت تک ان کا عائلی ماحول بڑا خوشگوار رہا، وہ خانگی پیچیدگیوں میں الجھنے کی بجائے قوم کی تعمیر کی طرف متوجہ رہے، اور بجائے اس کے وہ اپنے اپنے اوقات گھریلو جھگڑے نبٹانے میں صرف کرتے، وہ شب و روز اس پیغام کو دنیا تک پہنچانے میں مشغول رہے، جو ان کے آقا ﷺ نے انہیں دیا تھا۔ پھر جب انہوں نے ان قرآنی اور حدیثی ہدایات کو پس پشت ڈال دیا یا اس پر عمل کرنے میں کمزوری نے راستہ پایا، اس وقت سے ان کی عائلی زندگی ناہمواریوں اور مشکلات ومصائب کا ایک روح فرسا مجموعہ بن گئی۔ دوسال کی طویل جدوجہد اور جان و مال کی بیش بہا قربانیوں کے بعد مسلمانوں نے اپنے لیے ایک آزاد اسلامی مملکت حاصل کرلی، جن امنگوں اور ولولوں سے ہم نے یہ ملک حاصل کیا تھا، ان کا تقاضا یہ تھا کہ ہم یہاں پر ایک اسلامی معاشرہ، جو خالصتاً قرآن وسنت کی بنیاد پر ہو، قائم کرتے اور برائیوں سے پاک معاشرہ قائم کرتے، چنانچہ قیام پاکستان کے چند سال بعد غالباً اسی مقصد کے لیے حکومت نے ایک عائلی کمیشن قائم کیا جس کا فرض منصبی تھا، کہ وہ ملک میں عائلی قوانین کے لیے قرآن وسنت پر مبنی تجاویز دے۔ لیکن اس کمیشن کے قائم کرنے میں حکومت سے غلطی یہ ہوئی کہ اس میں ایسے ارکان کا انتخاب کیا گیا جو مغربی تعلیم ومعاشرہ سے متاثر زیادہ اور اسلام سے کم تھے۔ اس لیے انہوں نے حکومت کو ایسی سفارشات پیش کیں، جن پر مذہبی طبقات کی طرف سے شدید تنقید ہوئی اور ہنوز جاری ہے، اللہ ربّ العزت نے اپنے بندوں کی رہنمائی اور ان کی حقیقی فلاح وکامرانی کے لیے جو صحیفہ خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کے قلب منیر پر نازل فرمایا، اسے ہم قرآن مجید کے نام سے جانتے ہیں۔ یہ کتاب بہت ہی اچھی ہے، نرالی شان والی ہے، یہ صحیفہ بیک وقت کتاب بھی ہے اور علم معرفت کا آفتاب جہاں تاب

Marfat.com

بھی ہے۔اس کی تجلیات سے دنیا و عقبیٰ دونوں جگمگا رہے ہیں، یہ کتاب مقدس ہر لحاظ سے سراپا اعجاز ہے۔اس کا ہر پہلو اتنا دلربا ہے کہ اپنے پڑھنے والے کو مسحور کر لیتا ہے۔ اس کتاب نے اپنی فطری جاذبیت سے نوع انسان کے ہر طبقہ سے سنجیدہ اور ذہین افراد کو اپنی طرف متوجہ کیا اور اس میں قطعاً کوئی مبالغہ نہیں کہ "قرآن حکیم" کے متعلق جتنا کچھ لکھا گیا ہے اتنا کسی اور کتاب یا موضوع پر نہیں لکھا گیا ہے اس بحر بے پیدا کنار میں غواصی کرنے والوں نے غواصی کی اور ہر ایک نے اپنی ہمت کے مطابق انمول موتیوں سے اپنی جھولیاں بھریں لیکن اس کے مصارف کے خزینے بھرے کے بھرے رہے اور اس کے رموز کے گنجینوں میں کمی واقع نہ ہوئی ہے۔

اس مقدس کتاب کے بارے میں لکھنے والے مختلف لوگ تھے اس میں اپنے بھی تھے اور بیگانے بھی، ادیب بھی تھے اور فلسفی بھی، عربی بھی تھے اور عجمی بھی، ہر ایک نے اپنی استطاعت کے مطابق لکھا اور کتاب میں بیان کردہ بے شمار موضوعات کے بارے میں لکھا۔لیکن اس کتاب میں بیان کردہ موضوعات میں ایک موضوع بہت ہی اہم ہے اور وہ علم الفرائض کا موضوع ہے۔اس سے مراد وراثت کے احکام ہیں اور یہ فن بہت اہم فن ہے۔قرآن مجید میں جتنی تفصیل سے میراث کے مسائل بیان ہوئے اتنی تفصیل سے مسائل بیان نہیں ہوئے ہیں۔

حضورِ اکرم ﷺ کا ارشادِ پاک ہے "علم الفرائض سیکھو کیونکہ یہ آدھا علم ہے "یعنی آدھے علم میں سارے علوم کہ ان کا تعلق انسان کی زندگی سے ہے اور آدھے علم میں علم الفرائض ہے کہ اس کا تعلق انسان کی موت سے ہے۔علم وراثت میں یہ کتاب پانچ مسائل ورسائل پر مشتمل ہے، جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱۔عرفان الوراثت　　　　از ڈاکٹر ظہور اللہ ازہری

Marfat.com

(ڈاکٹر صاحب نے یہ رسالہ بڑی شرح وبسط اور محنت شاقہ سے ترتیب دیا ہے)

۲۔تفسیر آیات وراثت از ڈاکٹر مفتی محمد کریم خان

۳۔قانون وراثت اور شریعت اسلامیہ کا تجزیاتی مطالعہ

از ڈاکٹر مفتی محمد کریم خان

۴۔قرآنی نظام و ‌ ‌ثت کے بنیادی اصول از ڈاکٹر مفتی محمد کریم خان

۵۔قرآن احکام وراثت۔۔۔معاشرتی اعتدال وتوازن

از ڈاکٹر مفتی محمد کریم خان

اس موضوع پر اگر چہ پہلے بھی بہت کچھ لکھا گیا ہے، لیکن وہ ایک متفرق و منتشر قسم کا مواد ہے، اور اس سے پہلے یہ مواد مختلف کتب میں پھیلا ہوا تھا، اسے ایک کتابی شکل میں جمع کر دیا گیا ہے۔

اس کتاب کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس میں وراثت کے بارے میں شریعت اسلامیہ کی تمام ابحاث کو مختلف زاویوں سے سمیٹنے کی کوشش کی گئی ہے۔اس کے ساتھ ساتھ پاکستان میں رائج قانونِ وراثت ایکٹ پر تجزیاتی وتنقیدی تعمیری بحث کی گئی ہے، اور اس قانون کو مزید بہتر بنانے کے لیے تجاویز دی گئی ہیں۔اللہ تعالیٰ اپنے حبیب مکرم ﷺ کے طفیل ہما ری اس کاوش کو قبول فرمائے، اس کا نفع اہل علم وعوام الناس کے لیے دائمی فرمائے۔آمین بجاہ النبی الکریم و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ اجمین برحمتك یا ارحم الراحمین۔

ڈاکٹر مفتی محمد کریم خان
لیکچرار: شعبہ علوم اسلامیہ
یونیورسٹی آف گجرات، گجرات

۱۶رجب المرجب ۱۴۳۷ھ/۲۴اپریل ۲۰۱۶ء

Marfat.com

باب اوّل

علم میراث کی مبادیات

Marfat.com

Marfat.com

باب اوّل:

علم میراث کی مبادیات

علم میراث کی تعریف:

وراثۃ، ارث، تراث اور میراث کا معنی میت کا ترکہ ہے۔ ثلاثی مجرد میں ''وَرِثَ'' فعل کا معنی ہے ''وارث ہونا'' اور باب افعال پر ''اَوْرَثَ'' کا معنی ہے ''وارث بنانا'' (۱) اور میت کو مُوْرِث کہتے ہیں کیونکہ وہ اپنے بعد دوسروں کو اپنے ترکہ کا وارث بناتی ہے۔

صاحب تاج العروس لکھتے ہیں۔

وَرِثَ یَرِثُ ورثاً، وَرَثَۃً، وَرَاثَۃً، اِرَاثَۃً کا معنی مال اور بزرگی میں وارث ہونا۔ اسی سے ''وَرّثَ'' آتا ہے۔ جس کے معنی ہیں۔ وارث بنانا۔ یعنی اپنی اولاد اور وارثوں کے ساتھ اپنے مال میں کسی ایسے شخص کو وارث ٹھہرانا جو ان میں سے نہیں ہے۔ اور اس کے لئے حصہ رکھنا۔ اسی سے اَوْرَثَ بھی آتا ہے جس کا معنی بھی ''وارث بنانا'' ہے لیکن یہ اس وقت بولا جاتا ہے جب وہ اپنے ورثاء کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ ٹھہرائے۔ (۲)

وَرِثَ یَرِثُ وَرَاثَۃً، مِیْرَاثًا ورثاً، وَرَثَۃً، وارث بننا، مال میں اور بزرگی میں۔ (۳)

وراثت کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) وراثت حسبی

(۲) وراثت مالی

وراثت حسبی سے مراد آباء واجداد کے محاسن وتفاخر میں وارث ہونا۔ جبکہ وراثت مالی سے مراد آباء واجداد کے مال ودولت میں وارث ہونا۔ (۴)

۱۔ المنجد (مادہ ورث) ۱۰۷۸ ۲۔ زبیدی، تاج العروس مادہ ورثہ ص ۳۲

۳۔ ''ابن منظور، لسان العرب، ۲: ۱۹۹ ۴۔ ابن منظور، لسان العرب، ۲: ۱۱۹ مادہ ورث

Marfat.com

قرآن کریم میں مذکور ہے:

وَوَرِثَ سلیمانُ داوٗدَ

(حضرت سلیمان علیہ السلام حضرت داوٗد علیہ السلام کے وارث ہوئے۔(۵)

5۔ امام راغب اصفہانی "مفردات القرآن" میں لکھتے ہیں۔

الوراثة والإرث انتقال قنية اليك عن غيرك من غير عقد ولا ما يجرى مجرى العقد (٦)

جائیداد کا بغیر کسی معاہدہ یا اس کے قائم مقام کسی ایسی شے کے جسے عقد کہا جائے، کے بغیر کسی دوسرے کی ملکیت سے نکل کر تمہاری ملکیت میں آنا "وراثت" اور "ارث" کہلاتا ہے۔

علم میراث کا ایک اور نام:

علم میراث کو علم الفرائض بھی کہتے ہیں۔

اصطلاحی تعریف:

1- وهو علم يعرف به من يرث و من لايرث و مقدار ما لكل وارث (۷) ایسا علم جس سے یہ جانا جائے کہ کون وارث ہے اور کون وارث نہیں ہے اور ہر وارث کے حصہ سے متعلق جانا جائے علم المیراث کہلاتا ہے۔

2۔ انه علم يعرف به كيفية قسمة التركة على مستحقيها (۸)

یہ وہ علم ہے جس سے ترکہ کی اس کے مستحقین پر تقسیم کی کیفیت کا علم آتا ہے۔

3- هو علم باصول من فقه و حساب تعرف حق كل واحد من الورثة من التركة و الحقوق۔(۹)

فقہی اور حسابی اصولوں کا علم جس سے (میت کے) ترکہ اور حقوق میں سے ہر وارث

۵۔ النمل، ۲۷: ۱۶ ۶۔ راغب اصفہانی، مفردات القرآن: ۵۱۸

۷۔ الشرح الصغیر، ۶: ۳۶۵ ۸۔ جرجانی، التعریفات: ۷۵

۹۔ الدر المختار، ۵: ۵۳۴

Marfat.com

کے حق سے متعلق معلومات حاصل ہوں۔علم المیراث کہلاتا ہے۔

4۔ هو قواعد فقهية و حسابية يعرف بها نصيب كل وارث من التركة (۱۰)

فقہی و حسابی قواعد کا علم جس سے ترکہ میں سے ہر وارث کے حصہ سے متعلق معلومات حاصل ہوں۔

5- هو علم بقواعد يعرف بها نصيب كل مستحق في التركة

ایسے قواعد کا علم ہے کہ جن کے ذریعے ہر حق دار کا ترکہ میں حصہ بیان کیا جاتا ہے۔

علم میراث کا موضوع:

ترکہ اور ورثاء

علم میراث کی غرض:

ايصال الحقوق الى أصحابها

حقوق کو ان کے مستحقین تک پہنچانا۔

علم میراث کا فائدہ:

علم میراث سیکھنے کا فائدہ یہ ہے کہ ہر وارث کو اس کا حصہ صحیح طور پر معلوم ہو جاتا ہے۔

علم میراث سیکھنے کا حکم شرعی:

اس علم کا سیکھنا فرض کفایہ ہے۔

علم میراث کا واضع:

اس علم کا واضع خود اللہ تعالیٰ ہے۔اور اس کے اکثر مسائل قرآن کریم میں بیان کیے گئے ہیں۔

علم میراث کی حیثیت:

یہ علم علوم شرعیہ میں سے ہے۔

۱۰۔ وہبہ زحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ، ۸:۲۴۳

Marfat.com

علم میراث کے مصادر:

یہ علم کتاب اللہ، سنت رسول ﷺ اور اجماع سے مستنبط و ماخوذ ہے۔

علم میراث کے مسائل:

اس کے مسائل وہی ہیں جو مختلف ابواب میں حسابی قواعد کی شکل میں پھیلے ہوئے ہیں۔

علم میراث کی فضیلت:

ہم اس علم کی فضیلت تین طرح سے بیان کریں گے۔

۱۔ کتاب اللہ کی روشنی میں

۲۔ سنت نبوی ﷺ کی روشنی میں

۳۔ اقوال صحابہ کرام کی روشنی میں

علمائے کرام نے بیان کیا ہے کہ ہر علم کی درج ذیل دس مبادیات ہوتی ہیں:

مبادی کل علم عشرة

ونسبته و فضله و الواضع

مسائل والبعض بالبعض اکتفی

الحد و الموضوع ثم الثمرة

والإسم والاستمداد حکم الشارع

ومن دری الجمیع حاز الشرفا

کسی بھی علم کے متعلقہ بنیادی امور دس ہیں: ۱۔اس علم کی تعریف جاننا ۲۔ اس کا موضوع جاننا ۳۔اس کا فائدہ معلوم کرنا ۴۔اس کی دیگر علوم سے نسبت (اور تعلق) ۵۔اس کی فضیلت معلوم کرنا ۶۔اس بات کا علم کہ اس علم کا واضع کون ہے؟۔ ۷۔اس علم کی وجہ تسمیہ جاننا ۸۔اس علم کا مصدر ومنبع کی خبر ہونا ۹۔اس علم کے حاصل کرنے کا حکم شرعی (فرض ہے یا مستحب یا فرض کفایہ) ۱۰۔ اس بات کا علم کہ اس علم کے مسائل کس طرح کے ہیں؟

Marfat.com

کتاب اللہ اور علم میراث:

ا۔اللہ تعالیٰ نے اس علم کو تفصیل سے بیان فرمادیا ہے جب کہ دیگر احکام کی تفصیل اس انداز میں بیان نہیں فرمائی۔

۲۔اللہ تعالیٰ نے اس تقسیم کو حدود فرمایا ہے۔جب ان حصوں کا ذکر مکمل ہوا تو ارشاد فرمایا:

"تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ط"(۱۱)

۳۔اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے لیے جو اس کی اطاعت کرتے ہوئے اس تقسیم کے مطابق عمل کریں گے۔ارشاد فرمایا:

وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ یُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ط وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ o(۱۲)

(جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے گا پھر وہ اس کو ایسے باغات میں داخل فرمائے گا جس کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔)

سنت نبوی ﷺ میں اہمیت میراث:

حدیث مبارکہ ہے:

" تعلموا الفرائض وعلموه فانه نصف العلم وإنه ينسىٰ وهو أوّل ما ينزع من أمّتي"(۱۳)

(علم فرائض سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ کیونکہ یہ نصف علم ہے اور یہ علم بھلا دیا جائے گا اور یہ پہلی چیز ہے جو میری امت سے اٹھالی جائے گی۔

علم میراث کی اہمیت صحابہ کرام کے فرمودات کی روشنی میں:

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

تعلموا الفرائض فإنها من دينكم (۱۴)

(علم الفرائض سیکھو کیونکہ یہ تمہارے دین میں سے ہے۔)

۱۱۔ النساء،۴:۱۳ ۱۲۔ النساء،۴:۱۳

۱۳۔ الحاکم، مستدرک،۴:۳۶۹، رقم:۷۹۴۸ ۱۴۔ دارمی، السنن،۲:۴۴۱

Marfat.com

سیدنا عبداللہ بن مسعود ﷺ نے فرمایا:

من تعلم القرآن فلیتعلم الفرائض (۱۵)

(جس نے قرآن سیکھا اسے علم الفرائض سیکھنا چاہیے۔)

علم میراث کو نصف علم کہنے کی وجہ:

۱۔ حدیث مبارکہ میں اسے نصف علم قرار دیا گیا ہے کیونکہ یہ انسان کی دو حالتوں میں سے ایک حالت یعنی موت کے ساتھ بحث کرتا ہے جبکہ باقی سارے علوم انسان کی زندگی سے بحث کرتے ہیں۔

۲۔ اس علم میں بنیادی احکام قرآن حکیم میں مذکور ہیں جبکہ باقی علوم میں ایسا نہیں۔

۳۔ اس علم میں حساب کے مشکل مسائل ہیں اس لیے اس کے سیکھنے میں مشقت ہوتی ہے۔

ماقبل اسلام میراث کی تاریخ:

اسلام سے قبل مختلف ممالک میں جو نظام میراث رائج تھے۔ ان میں اہل روم، اہل یونان، اہل مصر کا نظام اور یہودیوں اور عیسائیوں کا نظام وراثت ہم مختصراً بیان کریں گے۔

قدیم رومیوں اور یونانیوں کا نظام میراث:

شروع میں ان کے ہاں یہ نظام تھا کہ میت موت سے قبل وصیت کے ذریعے اپنا سارا مال قبیلے کے معزز، قوی اور بااثر شخص کے نام کر دیتا اور اس وصیت کے ساتھ ہی میت کی اولاد بھی اسی کی کفالت میں منتقل ہو جاتی ہے بعد میں بجائے قبیلے کے کسی معزز شخص یہ وصیت میت کے قریبی رشتہ داروں میں سے کسی بااثر شخص کے نام ہوتی۔ حصہ ملنے کے اعتبار سے مردوں اور عورتوں کو برابر ملتا قریب والا بعید والے کے لئے حاجت نہیں بنتا اور اگر قرابت داروں میں سے کوئی نہ ہوتا تو سارا مال ملکی خزانے میں منتقل ہو جاتا تھا۔ اختلاف کے ساتھ اہل یونان کے ہاں مال وصیت کے طور پر کسی تنظیم یا مالی ادارہ کے سامنے پیش کیا جاتا بالفرض اگر تنازعہ ہو جاتا تو عدالت فیصلہ کر کے جس کے حق میں وصیت ہوتی اس کے حق میں فیصلہ کر کے مال اور اولاد حوالے کر دیتے تھے۔

۱۵۔ حاکم، المستدرک، رقم: ۷۹۵۳

Marfat.com

قدیم مشرقی اقوام کا نظام میراث:

قدیم مشرقی اقوام کے ہاں نظام میراث میں اولاد میں سب سے بڑے فرد کو باپ کی جگہ تصور کیا جاتا تھا اور اگر کوئی بڑا نہ ہوتا تو زیادہ سمجھدار شخص اس ذمہ داری کا اہل ہوتا تھا۔ میراث پانے کی ترتیب یوں تھی کہ پہلے اولاد پھر بھائی اس کے بعد چچا پھر سسرال میں سے آخر میں اگر ان میں سے کوئی نہ ہوتا تو اہل قبیلہ میراث کے حق دار ہوتے۔

اہل مصر کا نظام میراث:

مصر میں بادشاہوں کے پاس جائیداد کا مکمل کنٹرول ہوتا۔ اور جو خاندان کا سمجھدار ترین شخص ہوتا اس کو زمین کی زراعت چلانے کا حق حاصل ہوتا تھا۔ تقسیم میراث میں تمام ورثاء کو برابر حصہ ملتا اس نظام میں مردوں اور عورتوں میں سے کوئی بھی سربراہ بن سکتا تھا۔

یہود کا نظام میراث:

ان کے ہاں نظام میراث میں سب سے پہلے میت کی فروع (بیٹا) سے کوئی ہوتا تو وراثت کا حق دار ٹھہرتا اگر ان میں کوئی نہ ہوتا تو پھر اصول (باپ، دادا) میں کوئی ایک وارث ٹھہرتا اگر اصول یا فروع اور چچوں میں کوئی نہ ہوتا تو مال کسی شخص کے نام اس شرط سے وصیت کر جاتا کہ اگر ورثاء میں سے کوئی مل گیا تو اس کو دے دینا نہیں تو خود رکھ لینا۔ مرتد اور ماں اور باپ کو شدید مارنے والے شخص کو وراثت سے محروم کر دیا جاتا تھا۔

ہندوستان کا نظام میراث:

ہندوستان کے قدیم رسوم و رواج تک تو زیادہ رسائی نہیں ہو سکی مگر پاکستان سے قبل برصغیر میں جو وراثت کے قوانین متداول تھے غالب گمان یہ ہے کہ یہی قدیم زمانے میں رائج ہوں گے۔ یہ تین طرز کے تھے:

۱۔ حق سرداری
۲۔ پگ ونڈ
۳۔ چونڈا ونڈ

ان نظاموں کے مطابق قریب والے رشتہ داروں کی موجودگی میں باقی ورثاء کو

Marfat.com

نہیں ملتا تھا۔ اس میں رشتہ داروں کی سنیارٹی لسٹ اس طرح تھی:

۱۔ بیٹے اور ان کی مذکر اولادیں

۲۔ بیوہ بشرطیکہ وہ دوبارہ شادی نہ کرے

۳۔ بیٹیاں

۴۔ باپ

۵۔ ماں بشرطیکہ شادی نہ کرے۔

۶۔ بھائی اور پھر ان کی مذکر اولادیں

۷۔ دیگر رشتہ دار

حق سرداری:

اس سے مراد یہ ہے کہ بڑے بیٹے کو خاندان کے سربراہ کے طور پر چوتھائی دیا جاتا اور باقی تین چوتھائی اس بیٹے سمیت سب میں برابر تقسیم کیا جاتا۔

پگ ونڈ:

اس نظام کے مطابق تمام ترکہ تمام بیٹوں میں برابر تقسیم ہوتا تھا خواہ وہ ایک سے زائد بیویوں سے ہوں۔

چونڈہ ونڈ:

اس نظام کے مطابق ایک شخص کی جتنی بیویاں ہوتیں اس کے ترکہ کے اتنے حصے کر لیے جاتے اور ہر بیوی کو ملنے والا حصہ اس کے بیٹوں میں تقسیم ہوتا۔

اس سے ظاہر ہے کہ ہندوستان میں ایک نظام نہ تھا بلکہ بیک وقت کئی نظام تھے۔ اس لیے عام طور پر لوگوں سے پوچھ لیا جاتا تھا کہ وہ کس نظام کے تحت ترکہ کی تقسیم چاہتے ہیں اور پھر اسی نظام کے تحت ترکہ تقسیم کر دیا جاتا۔ پاکستان بننے سے قبل بعض مسلمان بھی میراث ان نظاموں کے مطابق تقسیم کراتے۔

عربوں کا نظام میراث:

اسلام سے قبل زمانہ جاہلیت میں عربوں میں چونکہ کوئی شریعت نہ تھی اس لیے

Marfat.com

اس وقت جو رسم ورواج ان کے ہاں رواج پا گئے تھے وہ اسی پر عمل پیرا تھے۔

عربوں میں میراث پانے کے تین اسباب تھے۔

(۱) القرابہ (نسبی رشتہ داری)

(۲) الموالات (محالفت)

(۳) التبنی (منہ بولا بیٹا)

لیکن ان تینوں میں مرد ہونا شرط تھا۔

اسلام کا نظام وراثت:

ابتدائے اسلام میں یہ تینوں اسباب موجود رہے اور ہجرت کے بعد مواخات کو بھی چوتھا سبب قرار دے دیا گیا یہ اسباب چلتے رہے یہاں تک کہ وصیت کا یہ حکم نازل ہوا:

كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرَاج نِالْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ ج حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ□(۱۶)

(تم پر فرض کیا گیا ہے کہ جب کسی کی موت کا وقت قریب ہو اور اس نے کوئی مال چھوڑا ہو تو وصیت کرے اپنے والدین اور رشتہ داروں کے لئے بھلائی کے ساتھ اور یہ متقی لوگوں پر فرض ہے۔)

جس میں مرنے والے کو اسکی مرضی پر حق دے دیا گیا ہے کہ جس طرح چاہے وصیت کرے۔

میراث میں عورتوں کا حصہ ثابت کرنے والی آیت:

عرب میں چونکہ عورتوں اور بچوں کو وراثت میں حصہ دار نہیں ٹھہرایا جاتا تھا اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کو حقدار بنانے کے لیے یہ حکم نازل فرمایا:

لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ط نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا o (۱۷)

(مردوں کے لئے حصہ ہے جو والدین اور رشتہ نے چھوڑا اور عورتوں کے لئے بھی حصہ ہے جو والدین اور رشتہ داروں نے چھوڑا خواہ وہ کم ہو یا زیادہ اور ہر حصہ مقرر شدہ ہے۔

۱۶۔ البقرۃ،۲:۱۸۰ ۱۷۔ النساء،۴:۷

Marfat.com

پیر کرم شاہ صاحب اس آیت مبارکہ کا پس منظر یوں بیان کرتے ہیں:

''عرب میں میراث کی تقسیم کا یہ قاعدہ تھا کہ عورتیں اور چھوٹے بچے اپنے مرنے والے باپ اور خاوند وغیرہ کی وراثت سے یکسر محروم کر دیے جاتے تھے اور اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی کہ جو میدان جنت میں داد شجاعت دینے کے قابل نہیں وہ میراث پانے کا بھی حقدار نہیں۔ بھارت میں بھی عورت وارث شمار نہیں کی جاتی تھی۔ اور یورپ میں تو گنگا ہی الٹی بہتی تھی۔ صرف بڑا لڑکا وارث بنتا دوسرے لڑکے بھی محروم رہ جاتے۔ یہ حالت تھی جب قرآن کی یہ انقلاب آفرین آیت نازل ہوئی جس نے عورتوں کو مردوں کی طرح وارث قرار دیا۔ بڑے لڑکے کی تخصیص ختم کر کے سب لڑکوں کو اپنے متوفی باپ کی وراثت میں برابر کا شریک بنایا۔'' (۱۸)

آیت مبارکہ کا شان نزول:

مذکورہ آیت مبارکہ کے شان نزول کے حوالے سے قاضی ثناء اللہ پانی پتی بیان فرماتے ہیں:

''سیدنا ابن عباس سے روایت ہے کہ اہل جاہلیت بیٹیوں اور چھوٹے بچوں کو وارث نہ بناتے۔ ایک انصاری فوت ہو گئے جن کا نام اوس بن ثابت تھا ان کی دو بچیاں اور ایک چھوٹا بچہ تھا۔ ان کے چچازاد بھائی خالد اور طرفہ آئے۔ یہی اس کے عصبہ تھے۔ ان دونوں نے ان کی ساری میراث لے لی۔ ان کی زوجہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور تمام واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا میں کچھ نہیں جانتا کہ اس مسئلہ میں کیا فیصلہ کروں تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔'' (۱۹)

آیات میراث کا شان نزول:

میراث میں جب عورتوں کو حصہ دار ٹھہرایا گیا تو عرب معاشرے میں تہلکہ مچ گیا یہ ان کے لیے بہت حیرانی کی بات تھی۔ مگر ابھی تفصیلی احکام نہیں آئے تھے اور ہر وارث کا حصہ بیان نہیں ہوا تھا۔ اس لیے ضرورت تھی کہ واضح احکام نازل ہوں۔ اس دوران ایک واقعہ ہوا جس پر تفصیلی احکام نازل ہوئے۔

۱۸۔ ضیاء القرآن، ۱:۳۲۳ ۱۹۔ تفسیر مظہری، ۲:۵۵۲۔

Marfat.com

امام احمد، امام ترمذی اور دیگر محدثین نے حضرت جابر سے نقل کیا ہے کہ سعد بن ربیع کی بیوی حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی یارسول اللہ یہ دونوں سعد بن ربیع کی بیٹیاں ہیں جو آپ کی معیت میں غزوہ احد میں شہید ہو گئے تھے۔ ان کے چچا نے ان کا تمام مال لے لیا ان کے لئے کچھ مال بھی نہ چھوڑا۔ اب مال کے بغیر ان سے کوئی نکاح بھی نہیں کرتا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس بارے میں فیصلہ فرمائے گا تو آیات میراث نازل ہوئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے چچا کی طرف پیغام بھیجا۔ فرمایا: ''سعد کی دونوں بیٹیوں کو کل مال کا دوتہائی اور ان کی بیوی کو آٹھواں حصہ دے دو جو باقی بچ جائے وہ تمہارا ہے۔''

اس طرح ان آیات کے نزول کے بعد پہلی میراث تقسیم ہوئی وہ حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی تھی۔

آیات میراث:

يُوصِيكُمُ اللّٰهُ فِيٓ أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُ وَلَدٌ وَّوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ فَإِنْ كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا فَرِيضَةً مِّنَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوصِينَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّورَثُ كَلٰلَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَّلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ فَإِنْ كَانُوٓا أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوصٰى بِهَا أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَارٍّ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ حَلِيمٌ (۲۰)

Marfat.com

اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری اولاد (کی وراثت) کے بارے میں حکم دیتا ہے کہ لڑکے کے لیے دو لڑکیوں کے برابر حصہ ہے پھر اگر صرف لڑکیاں ہی ہوں (دو یا) دو سے زائد تو ان کے لیے اس ترکہ کا دو تہائی حصہ ہے اور اگر وہ اکیلی ہو تو اس لے لیے آدھا ہے اور متوفّٰی کے ماں باپ کے لیے ان دونوں میں سے ہر ایک کو ترکہ کا چھٹا حصہ (ملے گا۔) بشرطیکہ متوفّٰی کی کوئی اولاد ہو پھر اگر اس متوفی کی کوئی اولاد نہ ہو اور اس کے وارث صرف اس کے ماں باپ ہوں تو اس کی ماں کے لیے ایک تہائی ہے (اور باقی سب باپ کا حصہ ہے) پھر اگر متوفّٰی کے بھائی بہن ہوں تو اس کی ماں کے لیے چھٹا حصہ ہے (یہ تقسیم) اس وصیت (کے پورا کرنے) کے بعد جو اس نے کی ہو یا قرض (کی ادائیگی) کے بعد (ہوگی) تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے تمہیں معلوم نہیں کہ فائدہ پہنچانے میں ان میں سے کون تمہارے قریب تر ہے یہ (تقسیم) اللہ تعالیٰ کی طرف سے فریضہ (مقرر حصہ) ہے، بیشک اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا بڑی حکمت والا ہے۔ اور تمہارے لیے اس (مال) کا آدھا حصہ ہے جو تمہاری بیویاں چھوڑ جائیں بشرطیکہ ان کی کوئی اولاد نہ ہو، پھر اگر ان کی کوئی اولاد ہو تو تمہارے لیے ان کے ترکہ میں سے چوتھائی ہے۔ (یہ بھی) اس وصیت (پورا کرنے) کے بعد جو انہوں نے کی ہو یا قرض (کی ادائیگی) کے بعد، اور تمہاری بیویوں کا تمہارے چھوڑے ہوئے (مال) میں سے چوتھا حصہ ہے بشرطیکہ تمہاری کوئی اولاد نہ ہو پھر اگر تمہاری کوئی اولاد ہو تو ان کے لیے تمہارے ترکہ میں سے آٹھواں حصہ ہے تمہاری کی گئی وصیت پوری کرنے یا تمہارے قرض کی ادائیگی کے بعد، اور اگر کسی ایسے مرد یا عورت کی وراثت تقسیم کی جا رہی ہو جو کلالہ ہو اور اس کا ایک (ماں شریک) بھائی یا (ماں شریک) بہن ہو تو ان دونوں میں سے ہر ایک کے لیے چھٹا حصہ ہے۔ پھر اگر وہ بھائی بہن ایک سے زیادہ ہوں تو سب ایک تہائی میں شریک ہوں گے (یہ تقسیم بھی) اس وصیت کے بعد (ہوگی) جو (وارثوں کو) نقصان پہنچائے بغیر کی گئی ہو یا قرض (کی ادائیگی) کے بعد یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہے، اور اللہ تعالیٰ خوب علم و حلم والا ہے۔

۲۰۔ النساء،۴: ۲۱

ایک آیت سورہ النساء کے آخر میں نازل ہوئی ہے جو درج ذیل ہے:

يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَآ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ فَإِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ وَإِنْ كَانُوْٓا إِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ يُبَيِّنُ اللهُ لَكُمْ أَنْ تَضِلُّوْا وَاللهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (۲۱)

(لوگ آپ سے فتویٰ (شرعی حکم) دریافت کرتے ہیں۔ فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں کلالہ (کی وراثت) کے بارے میں یہ حکم دیتا ہے کہ اگر کوئی ایسا شخص فوت ہو جائے جو بے اولاد ہو مگر اس کی ایک بہن (حقیقی یا علاتی) ہو تو اس کے لیے اس (مال) کا آدھا (۱/۲) ہے جو اس نے چھوڑا ہے اور (اگر اس کے برعکس بہن کلالہ ہو تو اس کے مرنے کی صورت میں اس کا) بھائی اس (بہن) کا وارث (کامل) ہوگا اگر اس (بہن) کی کوئی اولاد نہ ہو۔ پھر اگر (کلالہ بھائی کی موت پر) دو (حقیقی یا علاتی بہنیں) ہوں تو ان کے لیے اس (مال) کا دو تہائی (۲/۳) ہے جو اس نے چھوڑا ہے اور اگر چند بھائی بہن مرد (بھی) اور عورتیں (بھی وارث) ہوں تو پھر (ہر) ایک مرد کا (حصہ) دو عورتوں کے حصہ کے برابر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے کھول کر بیان فرما رہا ہے تا کہ تم بھٹکتے نہ پھرو۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

اسلام میں اسباب میراث:

پس آیات میراث کے مکمل نزول کے بعد اسلام میں اسباب میراث یہ قرار پائے:

۱۔ قرابت

۲۔ زوجیت

۲۱۔ النساء،۴:۱۷۶

Marfat.com

۳۔ الولاء

شروط ارث:

وراثت پانے کی درج ذیل تین شرائط ہیں:

۱۔ مورث کی موت (خواہ حقیقتاً ہو یا حکماً)

۲۔ وارث کی حیات (خواہ حقیقتاً ہو یا حکماً)

۳۔ وراثت کے سبب کا علم (کہ میراث قرابت، نکاح یا ولاء میں سے کس سبب کی وجہ سے مل رہی ہے؟)

Marfat.com

باب دوم
میت کے ترکہ کے متعلق حقوق

Marfat.com

Marfat.com

باب دوم:

میت کے ترکہ کے متعلق حقوق

ترکہ کے متعلق بالترتیب چار حقوق ہیں۔

۱۔ میت کی تجہیز و تکفین

۲۔ ادائیگی قرض

۳۔ ثلث مال سے وصیت کا پورا کرنا

۴۔ باقی مال کی ورثاء میں تقسیم

نوٹ: ان حقوق کی ترتیب اس طرح ہے کہ سب سے پہلے تجہیز و تکفین کی جائیگی اور اگر اس سے مال بچ جائے تو پھر میت کے قرضوں کی ادائیگی کی جائے گی۔ پھر ادائیگی قرض کے بعد باقی مال سے وصیت کو پورا کیا جائے گا اور وصیت پوری کرنے کے بعد جو مال بچ جائے ورثاء میں تقسیم کیا جائے گا۔

ان حقوق کی تفصیل اس طرح ہے۔

ترکہ کے متعلق پہلا حق ---------- تجہیز و تکفین:

ایک مسلمان کے مرنے کے بعد اس کے ترکہ سے جو حق فی الفور متعلق ہو جاتا ہے وہ اس کا کفن دفن ہے خواہ اس کے ذمے قرض ہو کیونکہ جس طرح زندگی میں لباس ضروری ہے اور لباس بیچ کر قرض ادا کرنا لازم نہیں ہوتا اس طرح مرنے کے بعد بھی کفن سب سے ضروری ہے۔

کفن کی شرائط و احکام:

۱۔ نہ ہی زیادہ مہنگا ہو اور نہ ہی زیادہ سستا ہو۔

۲۔ کفن کسی بھی رنگ کا دیا جا سکتا ہے مگر سفید رنگ کا دینا مستحب ہے۔

Marfat.com

۳۔ مرد کیلئے کفن سنت تین کپڑے ہیں قمیض ،اور دو چادریں اور کفن ضرورت دو چادریں
۴۔ عورت کیلئے کفن سنت پانچ کپڑے ہیں۔ قمیض ، دو چادریں، اوڑھنی اور سینہ بند اور کفن ضرورت دو چادریں اور اوڑھنی۔

۵۔ مرد اور عورت دونوں کے لیے کفن کفایت اتنا ہے جو دستیاب ہو سکے۔

۶۔ اگر میت کا ترکہ نہ ہو تو اس کا کفن اس شخص کے ذمہ ہو گا جس پر میت کا نفقہ واجب تھا اور اگر اس کا کوئی رشتہ دار نہ ہو

تو پھر بیت المال سے تجہیز و تکفین ہو گی۔

ترکہ کے متعلق دوسرا حق۔۔۔ادائیگی قرض:

اعتراض:

قرآن کریم میں جہاں ادائیگی قرض اور وصیت کا حکم آیا ہے وہاں وصیت کو قرض پر مقدم کیا "من بعد وصية يوصى بها أو دين" (میت کی وصیت کو پورا کرنے یا ادائیگی قرض کے بعد مال تقسیم کیا جائے) پھر فقہائے کرام نے وصیت کو مؤخر کیوں کیا؟

جواب:

۱۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے رسول اکرم ﷺ کا عمل مبارک بیان فرمایا ہے۔

أن النبي ﷺ قضى بالدين قبل الوصية(۲۲)

(بے شک رسول اللہ ﷺ نے وصیت سے پہلے قرض ادا کیا۔)

۲۔ وصیت چونکہ کسی شے کے عوض نہیں ہوتی اس لیے ورثاء کو اس کا پورا کرنا بوجھ ہوتا ہے لہذا اندیشہ تھا کہ لوگ اس کے پورا کرنے میں کوتاہی کریں گے اس لیے تاکید کے لیے مقدم کیا جب کہ قرض کسی شی کے عوض ہوتا ہے اور قرض خواہ موجود ہوتا ہے اس لیے

۲۲۔ ترمذی، السنن، رقم: ۲۱۲۲

Marfat.com

اس کی ادائیگی میں تامل نہیں ہوتا۔

۳۔ وصیۃ اور دین کے درمیان لفظ "أو" آیا ہے جس کا مطلب ہے کہ دونوں میں سے کوئی ایک کام پہلے کیا جاسکتا ہے اور یہ ترتیب کیلئے نہیں ہوتا بلکہ ماقبل اور مابعد دونوں میں سے کسی کو بھی اختیار کرنے کیلئے ہوتا ہے۔

قرض کے احکام:

۱۔ اگر قرضے بندوں کے بھی ہوں اور اللہ تعالی کے بھی (کفارات کی ادائیگی یا روزے کے عوض فدیہ وغیرہ) تو سب سے پہلے بندوں کے قرض ادا کیے جائیں گے اور اگر اس سے کچھ بچ جائے تو اللہ تعالی کے قرض بھی ادا کیے جائیں گے۔

۲۔ اگر قرض زیادہ ہو اور ترکہ کم ہو تو جتنا ترکہ ہو قرض خواہ کو دے دیا جائے گا اور اگر قرض خواہ زیادہ ہوں تو ہر ایک کے حصہ کی نسبت کے مطابق ترکہ بانٹ دیا جائے گا۔
مثلاً قرض ایک لاکھ ہے احمد کا چالیس ہزار اور علی کا ساٹھ ہزار اور ترکہ صرف پچاس ہزار ہے تو احمد کو 20 ہزار اور علی کو 30 ہزار ملیں گے۔

۳۔ اگر کچھ قرض حالت صحت میں لیے تھے اور کچھ کے بارے میں میت نے مرض الموت میں اقرار کیا اور اس کا ثبوت نہیں تھا اور ترکہ کم ہو تو پھر حالت صحت کے قرض ادا کیے جائیں گے حالت مرض کے نہیں۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ مرض میں ممکن ہے مریض کے ہوش وحواس صحیح طور پر کام نہ کر رہے ہوں اسی لیے شریعت نے اس پر بعض اور پابندیاں بھی لگائی ہیں۔

نوٹ: اللہ تعالیٰ کے قرض بھی اس صورت ادا کرنے لازم ہوں گے اگر مرنے والے نے ان کی وصیت کی ہو گی۔ اور وہ پورے بھی ثلث مال سے کیے جائیں گے۔ اور اگر وصیت نہ کی ہو تو ایسے قرض ادا کرنا مستحب ہو گا لازم نہیں ہو گا۔

Marfat.com

ترکہ کے متعلق تیسرا حق ۔۔۔وصیت کا پورا کرنا:

تجہیز و تکفین اور ادائیگی قرض کے بعد جو مال بچ جائے اس سے وصیت پوری کی جائے گی۔

وصیت کے احکام

۱۔ وصیت ثلث مال سے پوری کی جائے گی۔

دلیل:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں بہت زیادہ بیمار ہو گیا حتیٰ کہ مجھے موت نظر آنے لگی اس وقت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لئے تشریف لائے۔ عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا مال بہت زیادہ ہے اور میری صرف اس ایک بیٹی کے علاوہ اور کوئی وارث نہیں کیا میں اپنے سارے مال کی وصیت کر سکتا ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں'' میں نے عرض کیا: کیا نصف مال کی وصیت کر دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''نہیں'' میں نے پھر عرض کیا: کیا ثلث مال کی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَالثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ إِنَّكَ أَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَدَعَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ فِي أَيْدِيهِمْ(۲۳)

(ہاں! اور ثلث (مال کی وصیت) کافی ہے تمہارے لئے (اے سعد!) تم اپنے ورثاء کو مال دار چھوڑ دو یہ بہتر ہے اس حال سے کہ تم انہیں مفلس چھوڑ جاؤ اور وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔)

Marfat.com

نوٹ:

اگر وصیت ثلث مال سے زائد میں کی گئی ہو (مثلاً پورے مال کی یا نصف مال کی) تو اس صورت میں ورثاء کو اختیار ہے کہ وہ پورے مال میں بھی وصیت کو نافذ کر سکتے ہیں بشرطیکہ تمام ورثاء عاقل بالغ ہوں اور وہ بغیر جبر و اکراہ اس پر رضامند ہوں۔

۲۔ وصیت غیر وارث کے لئے ہوگی۔

دلیل:

اس کی دلیل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے:

"إِنَّ اللهَ قَدْ أَعْطىٰ لِكُلِّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ فَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ" (۲۴)

اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حق دے دیا ہے پس وارث کے لئے وصیت نہیں۔

نوٹ: وصیت وارث کے حق میں باطل ہے مگر باقی ورثاء چاہیں تو کسی وارث کے حق میں بھی وصیت ہو سکتی ہے۔ حدیث مبارکہ ہے:

لا تجوز الوصيّة لوارث إلّا أن يشاء الورثة (۲۵)

۳۔ وصیت صرف جائز اور مباح امور میں پوری کی جائے گی۔

وصیت کی اقسام:

وصیت کی پانچ اقسام ہیں۔

۱۔ وصیت واجبہ

۲۔ وصیت مستحبہ

۳۔ وصیت مباحہ

۴۔ وصیت مکروہہ

۵۔ وصیت تحریمہ

۱۔ وصیت واجبہ:

ایسے امور کی وصیت جو اس کے ذمہ لازم تھے۔ مثلاً اس نے کسی کا قرض ادا کرنا تھا یا کسی

۲۴۔ ترمذی، السنن، رقم: ۲۱۲۰

۲۵۔ دار قطنی، السنن، ۴:۱۵۲، رقم: ۹

Marfat.com

کی امانت اس کے پاس تھی جس کا کسی دوسرے کو علم نہ تھا۔ اس طرح اس قریبی رشتہ دار کے لیے وصیت جو کسی دوسرے وارث کی وجہ سے حصہ نہیں پارہا تھا جیسے یتیم پوتا کہ وہ حقیقی بیٹے کی وجہ سے حصہ نہیں پاتا۔

۲۔ وصیت مستحبہ:

ایسی وصیت جو امور خیر کے لیے ہو۔ جیسے صدقہ و خیرات کے لیے وصیت یا کسی دور کے غریب رشتہ دار کے لیے وصیت کرنا۔ یا یہ وصیت کہ میرے مرنے کے بعد بین نہیں کرنے اور غیر شرعی رسوم نہیں کرنے۔

۳۔ وصیت مباحہ:

کسی غیر محتاج شخص کے لیے وصیت خواہ وہ رشتہ دار ہو یا رشتہ دار نہ ہو۔

۴۔ وصیت مکروہہ:

کسی فضول مقصد کی وصیت کرنا جس سے ورثاء کو نقصان پہنچے یا مال ضائع ہو۔ جیسے میرے مرنے کے بعد شایان شان طریقے سے میرا ختم دلانا یا میرا عظیم الشان مقبرہ تعمیر کرانا۔

۵۔ وصیت تحریمہ:

کسی معصیت والے کام کی وصیت کرنا جیسے کوئی یہ کہے۔ ''میرے مرنے کے بعد میرے مال سے ایک گرجا بنانا۔ یا میرا سارا مال جلا دیا جائے یا میرے افسوس کے لیے آنے والے ہر شخص کو ایک ایک بوتل شراب کی پلائی جائے۔''

ایسی وصیت کو پورا نہیں کیا جائے گا۔ اور ایسی وصیت کرنے والا گناہگار ہوگا۔

ترکہ کے متعلق چوتھا حق ——— جو مال تجہیز و تکفین، ادائیگی قرض اور وصیت کے بعد بچ جائے وہ میت کے ورثاء میں تقسیم ہوگا۔ ورثاء کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ورثاء میں تقسیم:

(۱) اصحاب الفرائض (۲) عصبات نسبیہ

Marfat.com

(۳) عصبات سببیه (۴) رد علی اصحاب الفرائض نسبیه

(۵) ذوی الأرحام (۶) مولی الموالات

(۷) المقرله (۸) موصٰی له بجمیع المال

(۹) بیت المال

ا۔ اصحاب الفرائض: (ذوی الفروض)

"هم الذین لهم سهام مقدرة فی کتاب الله تعالیٰ أوسنة رسول ﷺ اوالإجماع او الإجتهاد"

اصحاب الفرائض سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے حصے قرآن، سنت رسول ﷺ یا اجماع یا اجتہاد سے ثابت ہیں۔

اصحاب الفرائض کی اقسام

اصحاب الفرائض کی درج ذیل دو اقسام ہیں:

ا۔ اصحاب الفرائض نسبیہ

۲۔ اصحاب الفرائض سببیہ

اصحاب الفرائض نسبیہ

وہ اصحاب الفرائض ہیں جن سے خونی رشتہ ہو جیسے۔ ماں، باپ، بیٹی، بہن وغیرہ۔

اصحاب الفرائض سببیہ:

وہ اصحاب الفرائض ہیں جن کے ساتھ نکاح کا تعلق ہو اور یہ صرف دو ہیں۔ زوج اور زوجہ۔

۲۔ عصبات نسبیہ:

اس سے مراد وہ ورثاء ہیں جو اصحاب الفرائض سے بچا ہوا مال پاتے ہیں اور اگر اصحاب الفرائض نہ ہوں تو سارا مال پاتے ہیں۔ جیسے بیٹا، پوتا، باپ۔

Marfat.com

۳۔ عصبات سببیہ:

عصبات سببیہ سے مراد آزاد کرنیوالا مولیٰ ہے۔

اگر میت کا کوئی قریبی مرد عصبہ نہ ہو تو یہ آقا اسکا عصبہ ہوتا ہے اور اگر یہ آقا فوت ہو چکا ہو تو اس کے عصبات میت کے وارث ہونگے۔ اسلام نے آقا کو غلام آزاد کرنے کی وجہ سے حقیقی رشتہ داروں کی طرح وراثت میں حقدار ٹھہرایا ہے۔

۴۔ رد علی اصحاب الفرائض نسبیہ:

اگر عصبات نسبیہ اور سببیہ نہ ہوں تو پھر اصحاب الفرائض سے بچا ہوا مال ان پر دوبارہ ان کے حصوں کی نسبت سے ان پر لوٹایا جائے گا مگر زوج یا زوجہ پر نہیں لوٹے گا کیونکہ وہ اصحاب الفرائض سببیہ میں سے ہوتے ہیں۔

۵۔ ذوی الارحام:

وہ قریبی رشتہ دار ہیں جو اصحاب الفرائض اور عصبات میں شامل نہ ہوں۔ جیسے نواسہ، نواسی، بھانجا، بھانجی، نانا، پھوپھی، خالہ وغیرہ۔

۶۔ مولیٰ الموالات:

اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص کسی غیر سے کہے کہ تم میرے مولی ہو۔ اگر میں مرا تو تم میرے وارث ہو گے اور اگر میں کوئی جرم کروں تو تم میری طرف سے دیت دو گے تو دوسرا شخص کہے کہ مجھے قبول ہے۔ تو دوسرا شخص پہلے شخص کا مولیٰ ہوگا۔

۷۔ المقرلہ:

مقرلہ سے مراد ایسا مجہول النسب شخص ہے کہ جس کے لئے میت دعویٰ کرے کہ یہ میرا رشتہ دار ہے۔ یہ بھی وارث ہوتا ہے اگر مذکورہ ورثاء موجود نہ ہو اور درج ذیل شرائط ہوں:

۱۔ مرنے والا اس شخص کا نسب غیر کی طرف کرے، اپنی طرف نہ کرے مثلاً یہ کہے کہ یہ میرا بھائی ہے۔ پس اس نے اسکا نسب اپنے باپ کی طرف منسوب کر دیا۔

Marfat.com

۲۔ جس شخص کی طرف اسکا نسب منسوب کیا ہے وہ اس رشتہ کا انکار کرے۔ میت کہتا تھا کہ یہ میرا بھائی ہے (یعنی میرے باپ کا بیٹا ہے) مگر اس میت کا باپ کہتا ہے کہ یہ میرا بیٹا نہیں ہے۔

۳۔ یہ اقرار کرنے والا تادمِ مرگ اپنے قول پر قائم رہا۔

۸۔ موصٰی لہ بجمیع المال:

اس سے مراد ایسا شخص ہے یا کوئی ایسی غرض ہے جسکے لئے میت نے سارے مال کی وصیت کر دی۔ چونکہ کوئی اور وارث نہیں اور اس طرح پورے مال کی وصیت کرنا جائز ہوگا اور اس وصیت کو پورا کر دیا جائیگا۔

۹۔ بیت المال:

اگر مذکورہ بالا ورثاء میں کوئی بھی نہ ہو تو میت کا یہ مال بیت المال میں رکھ دیا جائیگا۔

عصر حاضر میں ورثاء کی اقسام:

آج کل عام طور پر ورثاء کی صرف تین ہی اقسام پائی جاتی ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱۔ اصحاب الفرائض

۲۔ عصبات نسبیہ

۳۔ ذوی الارحام

عام طور پر صرف دو ہی اقسام یعنی اصحاب الفرائض اور عصبات نسبیہ ہی وارث ہوتے ہیں اور ذوی الارحام تک جانے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ اس لیے ہم آئندہ پہلی دو ہی اقسام کی وضاحت کریں گے۔

ورثاء کا بیان:

کل مرد ورثاء پندرہ ہیں (اصحاب الفرائض اور عصبات دونوں اقسام سے)

۱۔ بیٹا ۲۔ پوتا ۳۔ باپ ۴۔ دادا

۵۔ حقیقی بھائی ۶۔ علاتی بھائی

Marfat.com

۷۔ اخیافی بھائی ۸۔ حقیقی بھائی کا بیٹا ۹۔ علاتی بھائی کا بیٹا
۱۰۔ حقیقی چچا ۱۱۔ علاتی چچا ۱۲۔ حقیقی چچا کا بیٹا
۱۳۔ علاتی چچا کا بیٹا ۱۴۔ زوج ۱۵۔ آزاد کرنے والا مولیٰ

کل عورتیں جو وارث ہوتی ہیں وہ دس ہیں۔ (اصحاب الفرائض اور عصبات دونوں اقسام میں سے)

۱۔ زوجہ ۲۔ بیٹی
۳۔ پوتی ۴۔ حقیقی بہن
۵۔ علاتی بہن ۶۔ اخیافی بہن
۷۔ ماں ۸۔ دادی
۹۔ نانی ۱۰۔ معتقہ (آزاد کرنے والی عورت)

ورثاء کا اجتماع:

جب اصحاب الفرائض اور عصبات جمع ہوں تو ان میں کون کون وارث ہوگا؟ اب ہم اس کو وضاحت سے بیان کرتے ہیں۔

۱۔ اگر صرف مرد اصحاب الفرائض جمع ہوں تو زوج اور باپ وارث ہوں گے۔

۲۔ اگر صرف اصحاب الفرائض عورتیں جمع ہو جائیں تو بیوی، بیٹی، پوتی اور ماں وارث ہونگی۔

۳۔ اگر کسی مقام پر تمام اصحاب الفرائض (مرد اور عورتیں) موجود ہوں تو باپ، زوج (یا زوجہ) بیٹی، پوتی، ماں وارث ہوں گے۔ یعنی مرد فوت ہوا تو اس کی زوجہ اور باقی ورثاء اور اگر عورت فوت ہوئی تو اس کا زوج اور دیگر ورثاء کیونکہ زوج اور زوجہ کسی ایک مسئلہ میں جمع نہیں ہو سکتے۔

۴۔ اگر صرف مرد عصبات جمع ہوں تو بیٹا اور باپ وارث ہوں گے۔ باپ صاحب فرض ہوگا اور بیٹا عصبہ ہوگا۔

Marfat.com

۵۔ اگر صرف عورتیں جمع ہوں جو عصبہ ہوتی ہیں تو پھر کون کون وارث ہونگی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ: عورتیں مردوں کے بغیر صرف ایک صورت میں عصبہ ہوتی ہیں اور وہ ہے حقیقی بہن یا علاتی بہن جو بیٹی اور پوتی کی وجہ سے عصبہ ہو جاتی ہے۔ اس لیے صرف عصبہ عورتیں اکٹھی نہیں ہوسکتیں۔

۶۔ اگر تمام عورتیں اصحاب الفرائض اور عصبات آ جائیں تو پھر زوجہ، بیٹی، پوتی اور ماں یہ چار صاحب فرض کے طور پر اور حقیقی بہن عصبہ کے طور پر وارث ہوگی۔

۷۔ اگر تمام عصبات (مرد و عورت) جمع ہو جائیں تو بیٹا، بیٹی اور باپ وارث ہوں گے۔ باپ صرف صاحب فرض کے طور پر حصہ پائے گا مگر بیٹا اور بیٹی عصبہ ہوں گے۔

۸۔ اگر تمام اصحاب الفرائض اور عصبات مرد اور عورتیں جمع ہو جائیں تو باپ، احد الزوجین (یعنی زوج یا زوجہ) اور ماں، یہ تین صاحب فرض کے طور پر۔ بیٹی اور بیٹا عصبہ کے طور پر وارث ہوں گے۔

۹۔ جب تمام مرد اصحاب الفرائض اور عصبات آ جائیں تو زوج اور باپ صاحب فرض کے طور پر اور بیٹا عصبہ کے طور پر وارث ہوگا۔

Marfat.com

باب سوم

موانع ارث

Marfat.com

باب سوم:

موانع ارث

موانع ارث سے مراد ایسے اسباب ہیں کہ جن کی وجہ سے ایک وارث اپنے حصے سے ہمیشہ کے لیے محروم ہو جاتا ہے۔

یہ تین موانع ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱۔ غلامی

۲۔ قتل ناحق

۳۔ اختلاف دین

نوٹ:

فقہائے احناف نے ایک اور مانع "اختلاف دارین" کو بھی ذکر کیا ہے لیکن وہ سبب چونکہ مسلمانوں کے لیے نہیں اس لیے اس کو یہاں ذکر نہیں کیا۔ مسلمان جہاں بھی رہتے ہوں وہ آپس میں ایک دوسرے کے باہم وارث ہوں گے۔

وراثت سے محرومی کا پہلا سبب--------غلامی:

غلام اپنے رشتہ داروں کے ترکہ کا وارث نہیں ہوتا کیونکہ وہ کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا بلکہ وہ خود مال ہے۔ جو اپنے مولیٰ کی ملکیت ہوتا ہے۔ اگر اس کو مال ملے گا تو وہ اس کے مالک کی ملکیت میں چلا جائے گا اور اس طرح ایک غیر شخص ترکہ پائیگا جو کہ باطل ہے۔

وراثت سے محرومی کا دوسرا سبب---------- قتل ناحق:

اگر کوئی شخص اپنے مورث کو قتل کر دے اور وہ قتل ایسا ہو جس کی سزا قاتل کو قصاص یا کفارہ کی صورت میں ملے تو وہ قاتل اپنے مورث (اس مقتول) کی وراثت سے محروم ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

دلیل:

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

الْقَاتِلُ لَا يَرِثُ (۲۶).

قاتل وارث نہیں ہوتا۔

فقہی قاعدہ ہے۔

من استعجل شيئا قبل أوانه عوقب بحرمانه (۲۷)

(جو کسی چیز کو وقت سے پہلے چاہتا ہے وہ اس چیز سے محروم کر دیا جاتا ہے۔)

قتل کی اقسام اور انکی سزاؤں کا بیان:

۱۔ قتل عمد ۲۔ قتل شبہ عمد ۳۔ قتل خطاء ۴۔ قتل شبہ خطاء

۵۔ قتل سبب

۱۔ قتل عمد:

ایسا قتل ہے جس میں قاتل مقتول کو ارادۃً قتل کرے اور آلہ قتل ایسا ہو جسے عام طور پر قتل کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ مثلاً بندوق، بھاری پتھر، خنجر، زہر، آگ، پانی میں ڈبونا، کرنٹ لگانا وغیرہ۔

سزائیں:

۱۔ اخروی گناہ

۲۔ قصاص کے طور پر اس کو بھی قتل کیا جائے گا۔

۳۔ وراثت سے محرومی

۲۔ قتل شبہ عمد:

ایسا قتل جس میں قاتل مقتول کو ارادۃً ضرب لگائے مگر آلہ قتل ایسا ہو جس سے عام طور پر

۲۶۔ ترمذی، السنن، ۴: ۴۲۵، رقم: ۲۱۰۹ ۲۷۔ الأشباہ والنظائر للسیوطی: ۱۵۲

Marfat.com

قتل نہیں کیا جاتا مثلاً چھڑی، ہلکا پتھر، مکا وغیرہ۔

سزائیں:

(۱) گناہ

(۲) قاتل کے رشتہ دار مقتول کے ورثاء کو دیت ادا کریں گے۔

(۳) کفارہ

(۴) وراثت سے محرومی

۳۔ قتل خطاء:

ایسا قتل جس میں مقتول قاتل کی کسی غلطی کی وجہ سے مارا جائے۔

مثال: جیسے شکار پر گولی چلائی مگر کسی شخص کو جا کر لگی اور وہ ہلاک ہو گیا یا کسی شخص کو شکار سمجھ کر اس پر گولی چلا دی اور وہ شخص مارا گیا۔

اسی طرح بس ڈرائیور سے حادثے میں جو افراد مر جاتے ہیں ان کا شمار بھی قتل خطاء میں ہوتا ہے۔

۴۔ قتل شبہ خطاء:

ایسا قتل جس میں مقتول قاتل کے کسی غیر ارادی فعل کی وجہ سے مارا گیا۔

مثال:

ایک شخص سویا ہوا تھا اور اسی حالت نیند میں کسی کے اوپر گر گیا جس کی وجہ سے نیچے آنے والا شخص دم توڑ گیا۔

قتل خطاء اور شبہ خطاء میں فرق:

قتل خطاء میں قاتل ارادۃً کوئی فعل سرانجام دیتا ہے مگر اس کا یہ فعل غلطی سے کسی اور پر واقع ہو جاتا ہے مگر قتل شبہ خطاء میں اس شخص سے بے خبری میں کوئی فعل واقع ہو جاتا ہے ارادہ شامل نہیں ہوتا۔

Marfat.com

قتل خطاء اور شبہ خطاء کی سزائیں:

قتل خطاء اور شبہ خطاء دونوں کی سزائیں ایک جیسی ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

۱۔ کفارہ

۲۔ دیت

۳۔ وراثت سے محرومی

۵۔ قتل سبب:

ایسا قتل جس میں کوئی شخص کسی کے قتل کا سبب بنے مگر وہ وقت قتل، موجود نہ ہو۔ جیسے راستے میں کوئی گڑھا کھود دیا، یا بہت بڑا پتھر رکھ دیا، یا کرنٹ چھوڑ دیا جس کی وجہ سے کوئی شخص مر گیا۔

نوٹ: اگر کوئی شخص اپنی ملکیت میں گڑھا کھودتا ہے یا اپنے گھر میں یا کھیت میں حفاظت کے لیے بجلی کا کرنٹ چھوڑتا ہے تو اس کی وجہ سے اگر کوئی شخص مارا گیا تو اس کے ذمہ کچھ نہیں ہوگا۔

سزائیں:

صرف دیت لازم آتی ہے۔ قصاص اور کفارہ نہیں ہوتا اور نہ ہی وراثت سے محرومی ہے۔

قاتل کے وراثت سے محروم نہ ہونے کی صورتیں:

۱۔ مقتول ایسا شخص ہو جس کو حد یا قصاص کی وجہ سے قتل کیا جا رہا ہو اور قاتل نے اس کو قتل کر دیا ہو۔

۲۔ کسی شخص نے اپنے ایسے مورث کو قتل کر دیا جو اسلامی ریاست کا باغی تھا۔

۳۔ جو شخص جان یا مال پر حملہ آور ہو اور اس کو اپنے دفاع کے لئے قتل کر دیا۔

۴۔ قتل کرنے والا بچہ یا پاگل ہو۔

Marfat.com

نوٹ:

اگر باپ بیٹے کو قتل کرے تو باپ وراثت سے محروم ہوگا مگر اس کو قصاص کے طور پر قتل نہیں کیا جائے گا۔

وراثت سے محرومی کا تیسرا سبب........اختلاف دین

اگر وارث اور مورث میں سے ایک کافر ہو اور دوسرا مسلمان تو وہ ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوں گے۔

دلیل:

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَا يَتَوَارَثُ أَهْلُ مِلَّتَيْنِ(۲۹)

(دو مختلف ملتوں والے ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوتے)

البتہ کفار آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہوتے ہیں کیونکہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

الکفر کلّه ملة واحدة(۳۰)

(کفار ایک ہی قوم ہیں۔)

بعض علمائے کرام کے نزدیک یہود و نصاریٰ آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہوتے ہیں مگر مجوسیوں کے وارث نہیں ہوتے کیونکہ وہ توحید پر یقین نہیں رکھتے۔

۲۹۔ ترمذی، السنن، ۴: ۴۲۴، رقم: ۲۱۰۸ ۳۰۔ ابن عبدالبر، التمہید، ۹: ۱۶۹

Marfat.com

Marfat.com

باب چہارم
اصحاب الفرائض (مرد)

Marfat.com

Marfat.com

باب چہارم:

اصحاب الفرائض (مرد)

تعریف:

"هم الذين لهم سهام مقدّرة في كتاب الله تعالىٰ أو سنة رسول ﷺ أو الاجماع او الاجتهاد"

اصحاب الفرائض سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے حصے قرآن کریم، سنت یا اجماع یا اجتہاد سے ثابت ہیں۔

اصحاب الفرائض کی اقسام:

اصحاب الفرائض کی درج ذیل دو اقسام ہیں:

(i) اصحاب الفرائض نسبیہ

(ii) اصحاب الفرائض سببیہ

اصحاب الفرائض نسبیہ:

ان سے مراد وہ اصحاب الفرائض ہیں جن سے خونی رشتہ ہو۔ جیسے ماں، باپ، بیٹی، بہن۔

اصحاب الفرائض سببیہ:

اس سے مراد وہ اصحاب الفرائض ہیں جن کے ساتھ نکاح کا تعلق ہو۔ یہ صرف دو ہیں: زوج اور زوجہ۔

اصحاب الفرائض کل (۱۳) ہیں۔ چار مرد اور نو عورتیں

مرد اصحاب الفرائض درج ذیل ہیں:

۱۔ باپ ۲۔ دادا ۳۔ اخیافی بھائی (ماں شریک بھائی)

۴۔ زوج

Marfat.com

اصحاب الفرائض عورتیں درج ذیل ہیں:

۱۔ زوجہ	۲۔ بیٹی
۳۔ پوتی	۴۔ حقیقی بہن
۵۔ علاتی بہن (باپ شریک بہن)	۶۔اخیافی بہن (ماں شریک بہن)
۷۔ ماں	۸۔ دادی
۹۔ نانی	

اصحاب الفرائض کے حصوں کی تفصیل

قرآن کریم میں کل چھ حصے مذکور ہیں۔

صنف اوّل:

۱۔ نصف (آدھا) 1/2

۲۔ ربع (چوتھائی) 1/4

۳۔ ثمن (آٹھواں) 1/8

صنف ثانی:

۴۔ ثلثان (دو تہائی) 2/3

۵۔ ثلث (تہائی) 1/3

۶۔ سدس (چھٹا) 1/6

نوٹ: میراث میں ایک اور حصہ "ثلث مابقی" بھی استعمال ہوتا ہے۔ یہ حصہ اجتہاد سے ثابت ہے۔

حصوں کی ترتیب:

یہ حصے ایک دوسرے کے تضعیفاً (دگنے) ہیں یا تنصیفاً (نصف) ہیں۔

Marfat.com

مثال کے طور پر ۱/۲ یہ ۱/۴ کا دگنا ہے اور ۱/۴ یہ ۱/۸ کا دگنا ہے۔ اور اسی طرح ۱/۸ یہ ۱/۴ کا آدھا ہے۔ اور ۱/۴ یہ ۱/۲ کا آدھا ہے۔

ورثاء کے حصوں کی تفصیل:

ہر وارث کے حصے کی تفصیل اس طرح ہے

باپ کے احوال:

اس کے حصہ پانے کی تین صورتیں ہیں:

۱۔ صاحب فرض

۲۔ صاحب فرض اور عصبہ

۳۔ صرف عصبہ

۱۔ صاحب فرض:

جب میت کا بیٹا یا پوتا موجود ہو تو یہ صاحب فرض ہوتا ہے۔

اس صورت میں اس کا حصہ سدس (۱/۶) ہوتا ہے

دلیل:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ

اور متوفی کے ماں باپ کے لیے ان دونوں میں سے ہر ایک کو ترکہ کا چھٹا حصہ (ملے گا۔) بشرطیکہ متوفی کی کوئی اولاد ہو۔

۲۔ صاحب فرض اور عصبہ کی صورت:

جب میت کی مونث اولاد (بیٹی یا پوتی) موجود ہو تو یہ دونوں طرح یعنی صاحب فرض بھی ہوتا ہے اور عصبہ بھی۔

اس صورت میں اس کا حصہ صاحب فرض کے طور پر ۱/۶

اور پھر عصبہ کے طور پر اصحاب الفرائض سے بچا ہوا مال۔

Marfat.com

دلیل:

۱۔ صاحب فرض ہونے کی دلیل تو گزشتہ آیت مبارکہ ہے۔

۲۔ عصبہ ہونے کی دلیل یہ حدیث مبارکہ ہے۔

أَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا فَمَا بَقِيَ فَهُوَ لِأَوْلَى رَجُلٍ ذَكَرٍ (۳۱)

(اصحاب الفرائض کو ان کے مقررہ حصے دے دو اور پھر جو بچ جائے وہ قریبی مرد کو دیدو۔)

مذکورہ صورت میں چونکہ قریبی مرد باپ ہے اس لیے بقیہ حصے اسے ہی ملتے ہیں۔

بیٹی	باپ
1/2	1/6

اس مثال میں بیٹی کو ۳ اور باپ کو ا ملے گا اور پھر دوبارہ (۲) بطور عصبہ بھی باپ کو ملیں گے۔

اس طرح باپ کو ٦ میں سے کل ۳ ملیں گے ا بطور صاحب فرض اور پھر ۲ بطور عصبہ

۳:۔ صرف عصبہ کی صورت:

جب میت کی اولاد ہی نہ ہو تو اس صورت میں صرف عصبہ ہوتا ہے۔

دلیل:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُ وَلَدٌ وَّوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ

پھر اگر اس متوفی کی کوئی اولاد نہ ہو اور اس کے وارث صرف اس کے ماں باپ ہوں تو اس کی ماں کے لیے ایک تہائی ہے (اور باقی سب باپ کا حصہ ہے)

۳۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب الفرائض، ٦:٦ ۲۴۷، رقم: ٦۳۵۱

Marfat.com

استنباط:

مذکورہ آیت مبارکہ میں دو ورثاء کا ذکر ہے۔ پھر ماں کے حصہ کا ذکر کر دیا اور باپ کا ذکر نہیں کیا جس کا مطلب ہے۔ باقی بچا ہوا باپ کا ہوگا اور چونکہ حصہ مقرر نہیں اسلئے باپ جو کچھ لے رہا ہے بطور عصبہ لے رہا ہے وہ بطور عصبہ لے رہا ہے۔

دادا کے احوال:

اس کے سات احوال ہیں۔

حصہ پانے کی صورتیں:

۱۔ صاحب فرض

۲۔ صاحب فرض اور عصبہ

۳۔ عصبہ محض

ان تینوں صورتوں میں شرط یہ ہے کہ باپ موجود نہ ہو
اگر باپ موجود ہو تو یہ محجوب ہو جاتا ہے یعنی حصہ نہیں پاتا

اصول:

جو وارث کسی واسطے سے میت کی طرف منسوب ہو وہ اس واسطے کی موجودگی میں حصہ نہیں پاتا۔ مثال کے طور پر پوتا میت کے بیٹے یعنی اپنے باپ کی موجودگی میں حصہ نہیں پاتا کیونکہ وہ اس باپ کی وجہ سے میت کی طرف منسوب ہے

نوٹ:

دادا کی باقی صورتوں کا آگے تفصیلی ذکر آئے گا

اخیافی بھائی (ماں کی طرف سے بھائی)

اخیافی بھائی اور بہن کے احوال ایک جیسے ہیں اس لئے ان دونوں کے احوال اکٹھے یہیں بیان کئے جاتے ہیں۔

Marfat.com

ان کے کل تین احوال ہیں:

دو صورتوں میں حصہ پاتے اور ایک صورت میں مجوب ہو جاتے ہیں۔

حصہ پانے کی صورتیں:

حصہ: ۱/۶ ہے بشرطیکہ اکیلا یا اکیلی ہو

دلیل:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُوْرَثُ كَلٰلَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ

(اگر کسی ایسے مرد یا عورت کی وراثت تقسیم کی جا رہی ہو جو کلالہ ہو اور اس کا ایک (ماں شریک) بھائی یا (ماں شریک) بہن ہو تو ان دونوں میں سے ہر ایک کے لیے چھٹا حصہ ہے۔)

(۱) اس آیت مبارکہ میں (اخ) اور (اخت) سے مراد وہ بھائی یا بہن ہے جو ماں کی طرف سے ہوں کیونکہ اس پر اجماع ہے۔

(۲) بعض قراء نے "ولہ اخ بالأم" بھی پڑھا ہے اور قراءت شاذہ تفسیر کا فائدہ دیتی ہیں۔

دوسری صورت:

صاحب فرض کے طور پر ثلث (۱/۳) ملے گا جب اخیافی بھائی بہن دو یا دو سے زائد ہوں۔

دلیل:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَإِنْ كَانُوْا أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَا أَوْ دَيْنٍ

Marfat.com

(اگر وہ بھائی بہن ایک سے زیادہ ہوں تو سب ثلث میں برابر شریک ہوں گے۔)

تیسری صورت (حصہ نہ پانے کی):

جب میت کا بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، باپ یا دادا ہوں تو یہ حصہ نہیں پاتے۔

دلیل:

حصہ نہ پانے کی دلیل اسی آیت سے ہے جہاں حصہ پانے کی صورت کا ذکر ہے۔ وہاں لفظ کلالۃ آیا ہے (اگر کوئی شخص کلالہ ہو تو پھر اس کے بہن بھائی حصہ پاتے ہیں)

کلالہ سے مراد:

کلالہ سے مراد وہ شخص جسکی نہ مذکر اولاد ہو ورنہ ہی باپ دادا میں سے زندہ ہو۔ یعنی نہ اصل میں سے اور نہ فرع میں سے کوئی ہو۔

بیٹی اور پوتی کی صورت میں حصہ نہ پانے کی وجہ:

کلالہ شخص کی اگر بیٹی یا پوتی ہو تو اس کی موجودگی میں بھی اخیافی بھائی حصہ نہیں پاتے کیونکہ اس صورت میں اخیافی بھائی بہن عصبہ کی صورت میں بھی حصہ پا سکتے ہیں اور چونکہ یہ عصبہ بننے کی صلاحیت نہیں رکھتے اس لئے حصہ نہیں پاتے۔

اخیافی بہن بھائی کی خصوصیات:

۱۔ میراث میں یہ واحد صورت ہے جہاں مرد اور عورت ایک ہی جہت میں آتے ہیں مگر برابر حصہ پاتے ہیں اس کے علاوہ جہاں بھی آئیں مرد، عورت سے دگنا حصہ پاتا ہے۔ جیسے بیٹا بیٹی، پوتا پوتی، حقیقی بھائی بہن وغیرہ کی صورت میں۔

۲۔ حقیقی اور علاتی بھائی بہن عصبہ بنتے ہیں مگر اخیافی بھائی بہن کبھی عصبہ نہیں بنتے۔

۳۔ میراث کا ایک اور اصول ہے جو وراث کسی واسطے سے میت کی طرف منسوب ہو تو وہ اس واسطے کی موجودگی میں حصہ نہیں پاتا جیسے پوتا بیٹے کی موجودگی اور دادا باپ کی

Marfat.com

موجودگی میں حصہ نہیں پاتے مگر اخیافی بھائی بہن اس اصول سے مستثنیٰ ہیں کیونکہ یہ والدہ کی موجودگی میں حصہ پاتے حالانکہ والدہ کے واسطے سے میت کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔

زوج کے احوال:

اس کے حصہ پانے کی دو صورتیں ہیں۔

پہلی صورت:

شوہر کا حصہ نصف (۱/۲) ہوتا ہے اگر زوجہ کی اولاد نہ ہو۔

دلیل:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ

اے شوہر و تمہارے لیے نصف حصہ ہے۔ جو تمہاری بیویوں نے چھوڑا اگر ان کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہے۔

دوسری صورت:

شوہر کا حصہ ربع (۱/۴) ہوتا ہے اگر زوجہ کی اولاد ہو خواہ مذکر ہو یا مؤنث اور خواہ پہلے شوہر سے ہو یا دوسرے سے۔

دلیل:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَأِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ

(اگر انکی اولاد ہو تو ان کے شوہر کے لیے ۱/۴ چوتھائی مال ہے جو انہوں نے چھوڑا۔)

مثال سے وضاحت:

اگر کوئی عورت مرے اور اس کے ورثاء میں زوج، باپ اور بیٹا ہوں تو تقسیم درج ذیل طریقے سے ہوگی:

Marfat.com

زوج	باپ	بیٹا
۱/۴	۱/۶	
۳	+ ۲ =	۵/۱۲
	۱۲	

تو باقی سات حصے بیٹے کو بطور عصبہ ملیں گے۔

Marfat.com

Marfat.com

باب پنجم:

اصحاب الفرائض (عورتیں)

اصحاب الفرائض عورتیں نو ہیں۔ اب ان کے احوال کی تفصیل بیان کی جاتی ہے۔

ا۔ زوجہ کے احوال

زوجہ کے دو احوال ہیں:

ا۔ زوجہ کا حصہ ربع (1/۴) ہوتا ہے۔ اگر میت کی اولاد نہ ہو۔

دلیل:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ

(ان بیویوں کو ربع ملے گا جو تم نے چھوڑا اگر تمہاری اولاد نہ ہو۔)

۲۔ بیوی کا حصہ ثمن (1/۸) ہوتا ہے۔ اگر میت کی اولاد ہو۔

دلیل:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ

(اے شوہرو) اگر تمہاری اولاد ہو تو تمہارے ترکہ میں سے ان (بیویوں کو) ثمن ملے گا تمہاری وصیت اور ادائیگی قرض کے بعد۔

نوٹ: اگر ایک شخص کی ایک سے زائد بیویاں ہوں تو اس صورت میں جو حصہ ایک بیوی کو ملتا ہے اسی کو ان سب بیویوں کے درمیان برابر تقسیم کیا جائے گا۔

۲۔ بیٹی کے احوال:

اس کے حصہ پانے کی تین صوتیں ہیں۔

Marfat.com

پہلی صورت:

اگر اکیلی ہو تو اس کو نصف (1/2) ملتا ہے۔

دلیل:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ

(اگر وہ بیٹی اکیلی ہو تو اس کو نصف (1/2) ملے گا۔)

دوسری صورت:

جب یہ دو یا دو سے زائد ہوں تو ان کو ثلثین (2/3) ملتا ہے

دلیل:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ

اگر بیٹیاں دو یا دو سے زائد ہوں تو ان کو بچے ہوئے مال سے ثلثین (2/3) ملے گا۔

تیسری صورت:

جب ان کے ساتھ بیٹے آجائیں تو یہ عصبہ ہو جاتی ہیں۔

عصبہ کا مطلب ہے کہ دو بیٹیوں کا ایک بیٹے کے برابر حصہ ملے گا۔ مثلاً دو بیٹے اور دو بیٹیاں ہوں تو اس مال کے کل چھ حصے ہوں گے۔ ہر بیٹے کو دو حصے اور ہر بیٹی کو ایک حصہ ملے گا۔ اگر تین بیٹیاں ایک بیٹا ہو تو کل مال کے پانچ حصے ہوں گے۔ بیٹے کو دو حصے اور ہر بیٹی کو ایک حصہ ملے گا۔

دلیل:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يُوصِيكُمُ اللّٰهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ

اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے (وراثت کی تقسیم میں) تمہاری اولاد کے بارے

Marfat.com

میں کہ ایک مرد (بیٹے) کا حصہ دو عورتوں (بیٹیوں) کے برابر دو۔

پوتی کے احوال:

اس کے کل چھ احوال ہیں۔

پہلی صورت:

اس کو نصف (۱/۲) ملتا ہے جب پوتی اکیلی ہو (اور میت کی بیٹی اور بیٹا بھی نہ ہو۔)

دوسری صورت:

ان کو ثلثین (۲/۳) ملتا ہے جب یہ دو یا دو سے زائد ہوں۔

تیسری صورت:

یہ عصبہ ہو جاتی ہیں جب ان کے ساتھ پوتے آ جائیں۔

نوٹ: پہلی تین صورتوں میں چونکہ میت (دادا) کی حقیقی بیٹی، بیٹا نہیں ہے تو پوتی، پوتے کو بیٹوں اور بیٹیوں کے قائم مقام رکھتے ہوئے حصہ دیا جائے گا۔ اور ان کے حصہ پانے کے دلائل بھی وہی ہیں جو حقیقی اولاد کے ہیں۔

چوتھی صورت:

پوتی ایک ہو یا زیادہ ہوں ان کو سدس (۱/۶) ملتا ہے جب ایک بیٹی موجود ہو۔

دلیل:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ

استنباط:

بیٹیوں کا حصہ اس آیت مبارکہ میں ثلثین بیان کیا گیا ہے۔ جب حقیقی بیٹی نے نصف (۱/۲) لے لیا تو باقی سدس (۱/۶) پوتی کو ملے گا اور یوں ثلثین (۲/۳) پورا ہو جائے گا۔

Marfat.com

پانچویں صورت: (مجحوب ہونے کی صورت):

جب دو یا دو سے زائد بیٹیاں ہوں تو پوتی کو کچھ نہیں ملتا۔

دلیل:

قرآن کریم میں بیٹیوں کا بطور صاحب فرض زیادہ سے زیادہ حصہ ثلثین (۲/۳) بیان ہوا ہے۔ حقیقی بیٹیاں مقدم ہوتی ہیں اس لیے پہلے حصہ ان کو دیا جاتا ہے اور اس صورت میں وہ ثلثین لے چکی ہیں اس لئے یہاں پوتیوں کو کچھ نہیں ملے گا کیونکہ ان کے لیے کچھ بچا ہی نہیں۔

نوٹ:۔ اگر دو حقیقی بیٹیاں ہوں مگر پوتیوں کے ساتھ پوتا بھی موجود ہو تو اس صورت میں وہ عصبہ ہو جائیں گی۔

دلیل:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ

حقیقی بیٹیوں کو دینے کے بعد جو بچا ہے وہ پوتیوں کو پوتوں کے عصبہ ہونے کے سبب مل جائے گا۔

مثال: اگر حامد نامی شخص مرا اور اس نے یہ ورثاء چھوڑے۔

بیٹیاں	ماں	باپ	بیوی	پوتی	پوتا
۲/۳	۱/۶	۱/۶	۱/۸		
				عصبہ	

۲۷/۲۴ = ۳ + ۴ + ۴ + ۱۶

۲۴

چھٹی صورت: (مجحوب ہونے کی صورت)

اگر حقیقی بیٹا موجود ہو تو پوتیاں اور پوتے مجحوب ہو جاتے ہیں۔

Marfat.com

اصول:

میراث کا ایک متفقہ اصول ہے: **الأقرب فالأقرب**

جو زیادہ قریبی ہوتا ہے وہ زیادہ مستحق ہوتا ہے۔

اور چونکہ بیٹا قریبی ہے اس لیے اس کی موجودگی میں پوتیاں پوتے محجوب ہو جائیں گے۔

حقیقی بہن کے احوال:

اس کے پانچ احوال ہیں۔

پہلی صورت:

اس کو نصف (۱/۲) ملتا ہے اگر اکیلی ہو۔

دلیل:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَه وَلَدٌ وَلَه أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ

(اگر کوئی شخص مرے جس کی اولاد نہ ہو صرف ایک بہن ہو تو اس کو ترکے سے نصف ملے گا۔)

دوسری صورت:

ان کو ثلثین (۲/۳) ملتا ہے جب یہ دو یا دو سے زائد ہوں۔

دلیل:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَإِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ

اگر بہنیں دو یا دو سے زائد ہوں تو ان کو بچے ہوئے مال سے ثلثین (۲/۳) ملے گا۔

Marfat.com

تیسری صورت:

یہ عصبہ ہو جاتی ہیں جب ان کے ساتھ بھائی آ جائیں۔

دلیل:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِنْ كَانُوا إِخْوَةً رِجَالًا وَنِسَاءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ

اگر میت کے بھائی بہن مرد اور عورتیں دونوں طرح کے ہوں تو مرد کو عورت سے دوگناہ ملے گا۔

چوتھی صورت:

میت کی مونث اولاد (بیٹی یا پوتی) ہو تو اس صورت میں عصبہ ہو جاتی ہیں۔

دلیل:

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کا قول ہے:

أَقْضِي فِيهَا بِمَا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ لِلابْنَةِ النِّصْفُ وَلابْنَةِ ابْنٍ السُّدُسُ تَكْمِلَةَ الثُّلُثَيْنِ وَمَا بَقِيَ فَلِلأُخْتِ (۳۲)

میں اس میں وہی فیصلہ کروں گا جو فیصلہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تھا: بیٹی کے لیے نصف اور پوتی کے لیے سدس تاکہ ان دونوں کو ثلثین مل جائے اور جو باقی بچے وہ بہن کے لیے ہے۔

نوٹ: بنات سے مراد حقیقی بیٹیاں یا پوتیاں دونوں مراد ہیں خواہ ایک ہوں یا ایک سے زیادہ۔

پانچویں صورت:

(محجوب ہونے کی صورت)

بیٹا، پوتا، باپ کے ہوتے ہوئے حقیقی بہنیں محجوب ہو جاتی ہے۔ مگر دادا کی صورت میں محجوب ہونے پر اختلاف ہے۔ امام صاحب کے نزدیک محجوب ہو جاتی ہیں جبکہ صاحبین کے نزدیک بہن کو حصہ ملے گا۔

۳۲۔ البخاری، الصحیح، کتاب الفرائض، باب میراث ابنۃ الابن مع بنت رقم: ۶۳۵۵

Marfat.com

علاتی بہن کے احوال:

اس کی چھ صورتیں ہیں۔

پہلی صورت:

اگر اکیلی ہو تو اس کو نصف (۱/۲) ملتا ہے۔

دوسری صورت:

جب یہ دو یا دو سے زائد ہوں تو ان کو ثلثین (۲/۳) ملتا ہے

تیسری صورت:

جب ان کے ساتھ بھائی آ جائیں تو یہ عصبہ ہو جاتی ہیں۔

نوٹ: مذکورہ تینوں صورتوں میں دلائل وہی ہیں جو حقیقی بہن کی صورت میں تھے۔

چوتھی صورت:

بطور صاحب فرض ان کا حصہ سدس (۱/۶) ہوتا ہے جب علاتی بہن کے ساتھ ایک حقیقی بہن ہو۔

دلیل:

جہاں حقیقی بہنوں کا حصہ بیان ہوا ہے وہاں ان کا حصہ ثلثین (۲/۳) ہے اور اس سے مراد بالاجماع علاتی بہن بھی ہیں۔ اور جب دونوں اقسام کی بہنیں موجود ہوں تو حقیقی بہنیں حصہ پانے کی زیادہ مستحق ہیں کیونکہ وہ میت کے زیادہ اقرب ہیں۔ اس لیے اگر ایک حقیقی بہن ہو تو وہ نصف پائے گی اور علاتی بہن کو سدس (۱/۶) ملے گا۔ اور یہ نصف اور سدس مل کر ۲/۳ ہو جائے گا۔

پانچویں صورت:

بیٹی اور پوتی کی صورت میں علاتی بہنیں عصبہ ہو جاتی ہیں بشرطیکہ حقیقی بہن عصبہ نہ ہو چکی ہو۔ اور اس کی دلیل حقیقی بہن کے احوال میں بیان ہو چکی ہے۔

Marfat.com

نوٹ: یہ واحد صورت ہے کہ عورت عورت کو عصبہ کر دیتی ہے یعنی بیٹی بہن کو عصبہ کر دیتی ہے۔

چھٹی صورت:

(مجوب ہونے کی صورت)

علاتی بہنیں دو صورتوں میں مجوب ہو جاتی ہیں:

ا۔ اگر دو حقیقی بہنیں آ جائیں تو علاتی بہنوں کو کچھ نہیں مل سکتا۔

کیونکہ جس طرح بیٹیوں کا حصہ ۲/۳ سے زیادہ نہیں ہوسکتا اسی طرح بہنوں کا حصہ بھی دو تہائی سے زیادہ نہیں ہوسکتا۔

نوٹ:

علاتی بہنوں کے ساتھ علاتی بھائی ہو تو وہ ان کو عصبہ کر دیگا اور ان کے درمیان تقسیم ''للذکر مثل حظ الانثیین'' کے اصول کے مطابق ہوگی۔

۲۔ علاتی بہنیں میت کے بیٹے، باپ اور حقیقی بھائی کی موجودگی میں بالاتفاق مجوب ہو جاتی ہیں مگر دادا کی موجودگی میں ان کے مجوب ہونے میں اختلاف ہے۔ امام صاحب کے نزدیک مجوب ہو جاتی ہیں مگر صاحبین کے نزدیک نہیں ہوتیں۔

ماں کے احوال:

اس کے کل تین احوال ہیں۔

پہلی صورت:

بطور صاحب فرض اس کا حصہ۔ سدس (۱/۶) ہوتا ہے جب میت کی اولاد ہو یا دو یا دو سے زیادہ بھائی بہن ہوں۔

دلیل:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

Marfat.com

۱۔ وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ

(والدین میں سے ہر ایک کے لئے ۱/۶ حصہ ہے بچے ہوئے مال سے اگر اس میت کی اولاد ہو۔)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

۲: فَإِنْ كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ

اور اگر میت کے بھائی یا بہن دو یا دو سے زائد ہوں تو ماں کو ۱/۶ ملے گا۔

پس ان دونوں صورتوں میں ماں کو سدس ملتا ہے۔

دوسری صورت:

ماں کا حصہ ثلث (۱/۳) ہوتا ہے جب نہ تو اولاد ہو اور نہ ہی دو یا دو سے زائد بہن بھائی ہوں۔

دلیل:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُ وَلَدٌ وَّوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ

اگر مرنے والے کی اولاد نہیں ہے اور اس کے وارث والدین ہیں تو ماں کا حصہ ثلث (۱/۳) ہے۔

تیسری صورت:

ماں کا حصہ ثلث باقی ہوتا ہے جب میت کے والدین اور میاں بیوی میں سے کوئی ایک ہو۔

دلیل:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُ وَلَدٌ وَّوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ

Marfat.com

استنباط:

مذکورہ بالا آیت مبارکہ میں شرط ہے کہ اگر اولاد نہ ہو تو ماں کو ۱/۳ ملے گا اور باقی سارا مال باپ کو بطور عصبہ ملے گا۔ اس صورت میں عورت کو ایک حصہ اور باپ کو دو حصے ملتے ہیں۔ لیکن میراث میں ایک ایسی صورت ہے کہ جس میں والدین کے ساتھ شوہر یا بیوی آ جائے تو اس صورت میں اگر ماں کو ۱/۳ دیں تو اس صورت میں والد کو ماں کی نسبت بطور عصبہ حصہ کم ملتا ہے۔ اس لئے علم میراث میں اسی قاعدے کو سامنے رکھتے ہوئے (مذکر کو مونث سے دوگنا حصہ ملتا ہے) پہلے شوہر یا بیوی کو اس کا حصہ دے دیں گے۔ پھر بچے ہوئے مال سے ۱/۳ اماں کو دے گے۔ اور باقی بطور عصبہ والد کو ملے گا اور یوں والد کو دو حصے اور ماں کو ایک حصہ ملے گا۔

دادی اور نانی کے احوال:

نوٹ:

عربی زبان میں نانی اور دادی دونوں کے لیے جدہ کا لفظ بولتے ہیں۔ پھر جدہ کی دو اقسام ہیں۔ جدہ صحیحہ اور جدہ فاسدہ۔

جدہ صحیحہ کی تعریف:

جدہ صحیحہ سے مراد وہ عورت ہے کہ جس کا میت کے ساتھ رشتہ بیان کریں تو درمیان میں ''جد فاسد'' نہ آئے۔

جد فاسد:

جد فاسد سے مراد وہ مرد ہے جس کا میت کے ساتھ رشتہ قائم کریں تو درمیان میں عورت کا واسطہ آئے۔ جیسے ماں کا باپ (نانا) دادی کا باپ وغیرہ۔

جدہ فاسدہ کی تعریف:

جدہ فاسدہ سے مراد وہ عورت ہے کہ جس کا میت کے ساتھ رشتہ بیان کریں تو درمیان میں ''جد فاسد'' آئے۔ جیسے نانے کی ماں۔

Marfat.com

جدہ فاسدہ کی مثالیں:

نانی کے باپ کی ماں، دادی کے باپ کی ماں

جدہ صحیحہ کی مثالیں:

ماں کی ماں (نانی)، باپ کی ماں (دادی)، دادے کی ماں، دادی کی ماں، نانی کی ماں

دادی اور نانی کا حصہ:

اس کا حصہ سدس (۱/۶) ہوتا ہے خواہ اکیلی ہو یا زیادہ ہوں۔

دلیل:

عبداللہ بن بریدہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں:

أن رسول الله ﷺ أطعم الجدة السدس إذا لم تكن أمّ (۳۳)

رسول اکرم ﷺ نے دادی (یا نانی) کو سدس دیا جب ماں موجود نہ ہو۔

مجوب ہونے کی صورت:

ماں کی موجودگی میں نانی اور دادی دونوں مجوب ہو جاتی ہیں اور دادی باپ کی وجہ سے بھی مجوب ہو جاتی ہے۔

دادی اور نانی کے احکام:

۱۔ اگر نانیاں اور دادیاں زیادہ ہوں تو ایک ہی درجے میں آنے والی اس سدس میں برابر شریک ہوں گی جیسے ماں کی ماں اور باپ کی ماں موجود ہوں تو ۱/۶ دونوں میں تقسیم کر دیا جائے گا لیکن اگر ایک درجے میں قریب ہو اور دوسری، دور ہو تو قریب والی پائے گی اور دور والی حصہ نہیں پائے گی۔ (۲) اگر ایک دادی یا نانی ذوالقرابتین (دو قرابتوں والی) ہو اور دوسری ایک قرابت والی ہو تو ذوالقرابتین کو دو حصے اور ایک قرابت والی کو ایک حصہ ملے گا جیسے ایک جدہ بیک وقت دادے اور نانی کی ماں ہو اور دوسری صرف دادی کی ماں اس صورت میں پہلی کو دو حصے اور دوسری کو ایک حصہ ملے گا۔

۳۳۔ سنن البیہقی الکبریٰ: ۱۲۰۷۰

Marfat.com

Marfat.com

باب ششم:

عصبات کا بیان

عصبہ کا لغوی معنی ہے: پٹھے۔ یعنی مضبوط کرنا، سہارا دینا اور طاقت کے معنی میں بھی آتا ہے۔ سورۃ یوسف میں ہے:

ونحن له عصبة

(ہم اس کے لیے سہارا و محافظ ہیں۔)

رشتہ داروں کو عصبہ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ پٹھوں کی طرح انسان کو تقویت دیتے ہیں۔

عصبہ کی اصطلاحی تعریف:

عصبہ سے مراد وہ شخص ہے جو اصحاب الفرائض سے بچا ہوا مال پائے یا ان کی عدم موجودگی میں سارا مال پائے۔

عصبات کی اقسام:

عصبہ کی بنیادی طور پر دو اقسام ہیں۔

۱۔ عصبه نسبیه

۲۔ عصبه سببیه

عصبہ نسبیہ:

وہ قریبی رشتہ دار جو اصحاب الفرائض سے بچا ہوا مال پاتا ہے اور اصحاب الفرائض کے نہ ہونے کی صورت میں سارا مال پاتا ہے۔ جیسے بیٹا، پوتا، باپ، اور چچا وغیرہ۔

عصبہ سببیہ:

عصبہ سببیہ سے مراد کسی غلام کو آزاد کرنے والا مولیٰ ہے۔ آزاد شدہ غلام کے مرنے کے بعد اگر اس کا کوئی عصبہ نسبیہ موجود نہ ہو تو یہ مولیٰ اس کا وارث ہوتا ہے۔

Marfat.com

عصبہ نسبیہ کی اقسام:

اس کی مزید تین اقسام ہیں:

۱۔ عصبہ بنفسہ

۲۔ عصبہ بغیرہ

۳۔ عصبہ مع غیرہ

عصبہ بنفسہ:

وہ قریبی مرد جس کی نسبت میت کی طرف کریں تو درمیان میں مرد کا واسطہ آئے۔(یا مرد اور عورت دونوں کا آئے یعنی صرف عورت کا واسطہ نہ ہو۔) جیسے بیٹا، پوتا، باپ دادا، بھائی، بھتیجا، چچا اور اس کے بیٹے وغیرہ۔

اخیافی بھائی عصبہ کے طور پر اسی لیے حصہ نہیں پاتا کیونکہ میت اور اس کے درمیان واسطہ صرف عورت (ماں) کا آتا ہے۔

عصبہ بنفسہ کی چار جہات ہیں

۱۔ جہت بنوت ۲۔ جہت ابوت

۳۔ جہت اخوت ۴۔ جہت عمومت

جہت بنوت (اولاد کی طرف):

اس سے مراد میت کی اولاد یا فرع میت ہے۔ بیٹا اور پوتا خواہ نیچے تک ہوں۔

جہت ابوت (باپ کی طرف):

اس سے مراد میت کی اصل ہے یعنی متوفی کا باپ، دادا اور پردادا۔ خواہ اس سے اوپر تک ہوں۔

جہت اخوت:

متوفی کے باپ کی اولاد یعنی بھائی، بھتیجا اور ان کی اولادیں۔ اس سے حقیقی اور علاتی دونوں طرح کے بھائی مراد ہیں۔

Marfat.com

جہت عمومت:

اس سے مراد متوفی کے دادا کی اولاد یعنی چچا اور چچا کی اولاد اور میت کے باپ کے چچا اور اس کا بیٹا اور ان کی اولادیں۔

عصبہ بنفسہ کے حصہ پانے کی دلیل:

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ألحقوا الفرائض بأهلها فما بقي فلأولىٰ رجل ذكر (۳۴)

اصحاب فرائض کو ان کے حصے دے دو اور جو بچ جائے وہ قریبی مرد کو دے دو۔

عصبہ بنفسہ کے احکام:

۱۔ اگر عصبہ بننے والا فرد اکیلا ہو تو وہ میت کا سارا مال لے گا۔

۲۔ اگر اصحاب الفرائض ہوں تو ان سے بچا ہوا مال پائے گا۔

۳۔ ان عصبات میں سے صرف بیٹا ایسا ہے جو عصبہ کے طور پر ہر حال میں حصہ پاتا ہے۔

۴۔ باپ اور دادا ایسے عصبات ہیں جو کبھی اصحاب الفرائض اور عصبہ دونوں کے طور پر حصہ پائیں گے اور کبھی صرف صاحب فرض کے طور پر اور کبھی صرف عصبہ کے طور پر۔

۵۔ اگر عصبات زندہ ہوں تو ان کو مال دینے کی ترتیب اس طرح سے ہوگی:

(ا) سب سے پہلے جہت کا اعتبار کیا جاتا ہے یعنی پہلے جہت بنوت پھر جہت ابوت پھر جہت اخوت پھر جہت عمومت۔

(ب) اگر جہت ایک ہو پھر درجہ کا اعتبار ہوگا۔ پس بیٹے اور پوتے کی موجودگی میں بیٹا۔ باپ اور دادا کی موجودگی میں باپ۔ بھائی اور بھتیجے کی موجودگی میں بھائی عصبہ ہوگا۔

(ج) اگر درجہ اور جہت ایک ہو تو پھر قوت قرابت والا فرد مقدم ہوگا۔ جیسے حقیقی بھائی اور علاتی بھائی موجود ہوں تو چونکہ دونوں کی جہت اور درجہ ایک ہے مگر حقیقی بھائی کو قوت قرابت (ماں اور باپ دونوں کا رشتہ) حاصل ہے اس لئے وہ عصبہ ہوگا اور علاتی بھائی

۳۴۔ بخاری، الصحیح، کتاب الفرائض، رقم: ۶۳۵۱

Marfat.com

محجوب ہو جائے گا۔ کیونکہ اصول ہے:

الأقرب فالأقرب

(سب سے زیادہ قریبی ہی مقدم ہوگا)

عصبہ بغیرہ:

عصبہ بغیرہ سے مراد ایسی عورتیں ہیں جو اکیلی ہوں تو صاحب فرض کے طور پر نصف اور زیادہ ہونے کی صورت میں ثلثین پاتی ہیں اگر ان کے ساتھ بھائی آجائے تو عصبہ ہو جاتی ہے۔

دلیل:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

۱۔ يُوصِيكُمُ اللهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ

یہ بیٹی اور پوتی کے عصبہ ہونے کی دلیل ہے۔

۲۔ وَإِنْ كَانُوا إِخْوَةً رِجَالًا وَنِسَاءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ

یہ حقیقی اور علاتی بہن کے عصبہ ہونے کی دلیل ہے۔

نوٹ:

جو عورت صاحب فرض کے طور پر حصہ نہیں پاتی اگر اس کا بھائی عصبہ بن جائے تو وہ عصبہ نہیں بن سکتی۔ جیسے چچا کی موجودگی میں پھوپھی عصبہ نہیں ہوتی کیونکہ یہ صاحب فرض نہیں ہوتی۔ اخیافی بہن اس لیے عصبہ نہیں بنتی کیونکہ اس کا بھائی عصبہ نہیں بنتا اور یہ صاحب فرض کے طور پر نصف اور ثلثین نہیں پاتی۔

عصبہ مع غیرہ:

عصبہ مع غیرہ سے مراد وہ عورت ہے جو دوسری عورت کی وجہ سے عصبہ بن جائے۔ یہ دو عورتیں ہیں۔ حقیقی بہن اور علاتی بہن جو بیٹی اور پوتی کی وجہ سے عصبہ ہو جاتی ہیں۔

Marfat.com

دلیل:

حضرت عبداللہ ابن عباس کا قول ہے:

أقضى فيها بما قضىٰ النبي ﷺ للإبنة النصف و لإبنة إبن السدس تكملة الثلثين و ما بقي فللأخت(۳۵)

میں اس میں وہی فیصلہ کروں گا جو فیصلہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تھا: بیٹی کے لیے نصف اور پوتی کے لیے سدس تا کہ ان دونوں کو ثلثین مل جائے اور جو باقی بچے وہ بہن کے لیے ہے۔

عصبہ مع غیرہ کے احکام:

۱۔ اگر حقیقی بہن کے ساتھ بھائی بھی ہو اور بیٹی بھی ہو تو پھر وہ بھائی کی وجہ سے عصبہ بغیرہ ہوگی عصبہ مع غیرہ نہیں ہوگی۔

۲۔ اگر حقیقی اور علاتی دونوں بہنیں موجود ہوں تو بیٹی کی وجہ سے صرف حقیقی بہن عصبہ ہوگی۔ علاتی بہنیں عصبہ نہیں ہوں گی۔

۳۔ اگر حقیقی بہن عصبہ بن جائے تو پھر علاتی بھائی بہن محجوب ہو جاتے ہیں۔

عصبہ نہ بننے والی عورتیں:

درج ذیل صورتوں میں بہن، بھائی کے ساتھ عصبہ نہیں ہوتی بلکہ محجوب ہو جاتی ہے:

۱۔ پھوپھی چچا کی وجہ سے ۲۔ چچا کی بیٹی اپنے بھائی کی وجہ سے اور ۳۔ بھتیجی بھتیجے کی وجہ سے۔

ان تمام صورتوں میں بھائی عصبہ ہوگا مگر بہن کو کچھ نہیں ملے گا۔

۳۵۔ البخاری، الصحیح، کتاب الفرائض، باب میراث ابنۃ الابن مع بنت رقم: ۶۳۵۵

Marfat.com

Marfat.com

باب ہفتم:

حجب کا بیان

حجب کا لغوی معنی ہے روکنا۔ اسی لیے دربان کو حاجب کہتے ہیں، کیونکہ وہ دروازے کے اندر جانے سے روکتا ہے۔

حجب کا شرعی مفہوم:

کسی وارث کا دوسرے وارث کے آنے کی وجہ سے بالکل حصہ نہ پانا یا کم پانا۔ جیسے باپ کی موجودگی میں دادا بالکل حصہ نہیں پاتا۔ اور ماں کا حصہ اولاد کی وجہ سے ۱/۳ سے کم ہو کر ۱/۶ ہو جاتا ہے۔

محجوب اور محروم میں فرق:

محجوب اس شخص کو کہتے ہیں جو میت کے قریبی شخص کے آنے کی وجہ سے حصہ نہ پائے اور اگر وہ قریبی نہ رہے تو پہلا شخص حصہ پائے گا۔ محروم سے مراد وہ وارث ہے جو کبھی بھی حصہ نہیں پا سکتا۔ محروم کر دینے والے اسباب قتل، غلامی اور اختلاف دین ہیں۔

حجب کی اقسام:

حجب کی دو اقسام ہیں:

۱۔ حجب نقصان

۲۔ حجب حرمان

حجب نقصان:

حجب نقصان سے مراد یہ ہے کہ ایک وارث کا حصہ کسی دوسرے وارث کی وجہ سے کم ہو جائے۔ جیسے بیوی کا حصہ ربع (۱/۴) ہوتا ہے مگر اولاد کی وجہ سے ربع سے کم ہو کر ثمن (۱/۸) ہو جاتا ہے۔

حجب نقصان والے ورثاء:

حجب نقصان پانچ اصحاب الفرائض میں ہوتا ہے:

Marfat.com

زوج، زوجہ، پوتی، علاتی بہن، ماں

۱۔ زوج کا حصہ نصف سے کم ہو کر ربع (اولاد کی وجہ سے)

۲۔ زوجہ کا حصہ ربع سے کم ہو کر ثمن (اولاد کی وجہ سے)

۳۔ پوتی کا حصہ نصف سے کم ہو کر سدس (ایک بیٹی کی وجہ سے)

۴۔ علاتی بہن کا حصہ نصف سے کم ہو کر سدس (حقیقی بہن کی وجہ سے)

۵۔ ماں کا حصہ ثلث سے کم ہو کر سدس (اولاد کی وجہ سے)

حجب نقصان کی مختلف صورتیں:

۱۔ عصبہ سے عصبہ کی طرف حصہ کم ہونا:

ایک وارث پہلے کسی وجہ سے عصبہ ہوتا ہے پھر کسی دوسرے وارث کی وجہ سے عصبہ ہو جاتا ہے۔ پہلی صورت میں عصبہ بننے کی صورت میں زیادہ حصہ ہوتا ہے مگر دوبارہ عصبہ ہو جانے کی صورت میں اس کا حصہ کم ہو جاتا ہے۔ جیسے حقیقی بہن، بیٹی کے ساتھ عصبہ ہو سکتی ہے، مگر اس کے ساتھ حقیقی بھائی آجائے تو بھی یہ عصبہ ہی رہے گی مگر حصہ کم ہو جائیگا۔

۲۔ فرض سے عصبہ کی طرف حصہ کا کم ہونا:

اس صورت میں وارث پہلے صاحب فرض ہوتا ہے تو اس کا حصہ زیادہ ہوتا ہے پھر کسی دوسرے وارث کے سبب یہ عصبہ ہو جاتا ہے مگر اس کا حصہ پہلے کی نسبت کم ہو جاتا ہے۔ جیسے بیٹی، اگر اکیلا ہونے کی وجہ سے صاحب فرض ہو تو نصف پاتی ہے مگر حقیقی بیٹا آجانے کی صورت میں یہ عصبہ ہو جاتی ہے اور اس کا حصہ کم ہو جاتا ہے۔

۳۔ عصبہ سے صاحب فرض ہونے کی وجہ سے حصہ کم ہونا:

اس صورت میں وارث کا حصہ عصبہ ہونے کی وجہ سے زیادہ ہوتا ہے مگر پھر کسی دوسرے وارث کے آنے کی وجہ سے یہ صاحب فرض ہو جاتا ہے اور اس کا حصہ پہلے کی نسبت کم ہو جاتا ہے۔ جیسے بیٹا نہ ہو تو باپ عصبہ ہوتا ہے اور اگر بیٹا ہو تو اس صورت میں

Marfat.com

یہ صرف صاحب فرض ہوتا ہے۔

۴۔ فرض سے (تھوڑے) فرض کی طرف:

اس صورت میں وارث صاحب فرض کے طور پر زیادہ حصے کا مستحق ہوتا ہے مگر پھر کسی دوسرے وارث کے سبب اس کے حصے میں کمی ہو جاتی ہے حالانکہ یہ صاحب فرض ہی ہوتا ہے جیسے زوج۔ اگر اولاد نہ ہو تو یہ صاحب فرض کے طور پر نصف پاتا ہے مگر اولاد آنے کی صورت میں یہ رہتا صاحب فرض ہی ہے مگر اس کا حصہ کم ہو کر ربع رہ جاتا ہے۔

۵۔ حصوں کا تنگ پڑ جانا:

عول کی صورت میں حصہ کم ہو جاتا ہے اور ہوسکتا ہے کہ جس کا حصہ ثمن ہے اس کو تسع (1/9) ملے۔ اس کی وضاحت آگے عول کے باب میں آ رہی ہے۔

حجب حرمان:

حجب حرمان کا مطلب ہے کسی بعید وارث کا کسی اقرب وارث کیوجہ سے حصہ نہ پانا۔ جیسے نانی، یہ ماں کی وجہ سے محجوب ہو جاتی ہے۔

ورثاء جن میں حجب حرمان نہیں ہوتا:

چھ ورثاء ایسے ہیں جن میں حجب حرمان نہیں ہوتا۔

ولدین (بیٹا، بیٹی)

ابوین (ماں، باپ)

زوجین (زوج، زوجہ)

ورثاء جن میں حجب حرمان ہوتا ہے:

درج ذیل ورثاء ایسے ہیں جن میں حجب حرمان ہوتا ہے۔

۱۔ دادا ۲۔ دادی	۳۔ نانی	۴۔ حقیقی بھائی
۵۔ علاتی بھائی	۶۔ اخیافی بھائی	۷۔ حقیقی بہن
۸۔ علاتی بہن	۹۔ اخیافی بہن	۱۰۔ پوتا

Marfat.com

۱۱۔ پوتی ۱۲۔ چچا اور دیگر رشتہ دار

حجب حرمان کے قواعد:

۱۔ جو وارث کسی واسطے کے ذریعے میت سے تعلق رکھتا ہو وہ اس واسطے کی موجودگی میں محجوب ہو جاتا ہے۔ جیسے کہ دادا۔ یہ باپ کی موجودگی میں اور پوتا بیٹے کی موجودگی میں محجوب ہو جاتا ہے۔

اس قاعدہ سے ایک صورت مستثنیٰ ہے اور وہ ہے اولادِ ام (اخیافی بھائی بہن) یہ ماں کے واسطے سے میت کی طرف منسوب ہوتے ہیں مگر اس کے باوجود ماں کی موجودگی میں بھی حصہ پاتے ہیں۔ بعض لوگوں نے اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ اگر وہ واسطہ ایسا ہو کہ جو سارا مال لے لیتا ہو تو پھر اس واسطے کی موجودگی میں وہ (واسطے والا) وارث حصہ نہیں پاتا۔ جیسے باپ عصبہ کے طور پر سارا مال لے لیتا ہے اور پھر جد کے لیے کچھ بچتا ہی نہیں۔ اور چونکہ ماں سارا مال نہیں لے سکتی اس لیے اخیافی بھائی بہنوں کے لیے بچ جاتا ہے۔

دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ ماں ماں کے طور پر حصہ لیتی ہے مگر اخیافی بھائی بہن، اخوۃ (بھائی بہنوں) والا حصہ لیتے ہیں اور یہ دو مختلف اسباب اور مختلف جہات ہیں۔ ایک جہت اخوت اور دوسری جہت امومت ہے۔

۲۔ قریبی رشتہ دار بعید والے رشتہ داروں کو محجوب کر دیتے ہیں۔ جیسے ماں کی وجہ سے نانی اور بیٹیوں کی وجہ سے پوتیاں محجوب ہو جاتی ہیں۔

اسی طرح دو قرابتوں والا ایک قرابت والے سے مقدم ہوتا ہے۔ اس لیے وہ حصہ پاتا ہے اور ایک قرابت والا محجوب ہو جاتا ہے۔ جیسے حقیقی بھائی اور علاتی بھائی دونوں موجود ہوں تو دو قرابتوں کی وجہ سے صرف حقیقی بھائی حصہ پائے گا مگر علاتی بھائی ایک قرابت ہونے کی وجہ سے محجوب ہو جائے گا۔

کیا حاجب محجوب بنتا ہے؟:

محجوب دوسرے کے لیے حاجب بنتا ہے مگر محروم کسی کے لیے حاجب نہیں بنتا۔

Marfat.com

جیسے دو حقیقی بھائی۔ ماں اور باپ ہوں تو اس صورت میں ماں کا حصہ بھائیوں کی وجہ سے ثلث سے کم ہو کر سدس ہو جائے گا باوجودیکہ وہ بھائی خود باپ کی وجہ سے مجوب ہو رہے ہیں اور حصہ نہیں پا رہے۔

اس کے برعکس محروم کسی کے لیے حاجب نہیں بنتا۔ جیسے زوجہ۔ کافر بیٹا اور باپ ہوں تو زوجہ کو ربع ملے گا اور اس کافر بیٹے کی وجہ سے زوجہ کے حصے میں کمی نہیں آئے گی۔

نوٹ: جو وارث محروم ہو (مثلاً قاتل، غلام یا کافر ہو) وہ کسی دوسرے وارث کے لیے حجب نقصان یا حجب حرمان کا سبب نہیں بنتا البتہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک محروم کسی دوسرے کے وارث کے لیے حجب ' رمان تو نہیں البتہ حجب نقصان کا باعث بنتا ہے۔

مثال: ایک میت کے ورثاء: زوج، 2 اخیافی بھائی اور کافر بیٹا ہیں:

احناف کے نزدیک تقسیم:

زوج	۲ اخیافی بھائی	کافر بیٹا
۱/۲	۱/۳	محروم
۳	۲	

۶

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہاں اس کی تقسیم:

زوج	۲ اخیافی بھائی	کافر بیٹا
۱/۴	۱/۳	محروم
۳	۴	

۱۲

Marfat.com

مثال ۲: ایک میت کے ورثاء: زوجہ، ام، حقیقی بہن، 2 اخیافی بہنیں اور کافر بیٹا ہیں:

احناف کے نزدیک تقسیم:

زوجہ	ام	حقیقی بہن	2 اخیافی بہنیں	کافر بیٹا
۱/۴	۱/۶	۲/۳	۱/۳	محروم
۳	۲	۸	۴	۱۷=
			۱۲	۱۲

حضرت عبداللہ ابن مسعود ؓ کے ہاں اس کی تقسیم:

زوجہ	ام	حقیقی بہن	۲ اخیافی بہنیں	کافر بیٹا
۱/۸	۱/۶	۲/۳	۱/۳	محروم
۳	۴	۱۶	۸	۳۱=
			۱۲	۲۴

اس مثال میں احناف کے نزدیک کافر بیٹے کی وجہ سے کسی وارث کے حصے پر کوئی فرق نہیں پڑتا اور اسے مردہ کی طرح سمجھا جائے گا جبکہ حضرت عبداللہ ابن مسعود ؓ کے ہاں کافر بیٹے نے بہنوں کو محروم تو نہیں کیا مگر اس نے میت کی زوجہ یعنی اپنی ماں کے حصے میں کمی کر دی ہے۔

Marfat.com

باب ہشتم

عول کا بیان

Marfat.com

Marfat.com

فصل اول:

عول کا بیان

عول کا لغوی معنی ہے جور، ظلم، حد سے تجاوز کرنا اور تنگ دست ہونا۔

عول کا اصطلاحی معنی:

اصحاب الفرائض کے حصے ذواضعاف اقل سے بڑھ جائیں اور ہر وارث کے حصے میں کمی آجائے۔ جیسے اگر ذواضعاف اقل ۲۴ ہو تو زوجہ کو اسمیں سے ۳ ملتے ہیں۔ کیونکہ اس کا حصہ 1/8 ہے۔ مگر عول کی صورت میں 27 میں سے ۳ ملیں گے۔ پس اس صورت میں اس کا حصہ 1/9 ہوگا۔ مسئلہ کی شکل:

بیٹیاں	بیوی	ماں	باپ
۲/۳	۱/۸	۱/۶	۱/۶
		۱۶	۳
۴		۴ = ۲۷	

۲۴

پس اس مثال میں ہر وارث کا حصہ کم (چھوٹا) ہو گیا ہے۔ جیسے بیٹیوں کو 24 میں سے ۱۶ ملیں تو یہ دو تہائی بنتا ہے اور ۲۷ میں سے ۱۶ مل رہے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ حصہ چھوٹا ہو گیا ہے۔

عول کی شرعی حیثیت:

سب سے پہلے عول کا فیصلہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ آپ کے عہد مبارک میں آپ کی بارگاہ میں ایک مسئلہ پیش کیا گیا جس میں شوہر اور دو بہنیں وارث تھیں یعنی صورت مسئلہ مندرجہ ذیل تھی:

Marfat.com

زوج		دو بہنیں
۱/۲		۲/۳
۳	+ ۴	= ۷/۶

۶

اس صورت میں چھ حصے پورے پورے تقسیم نہیں ہوتے تھے۔ آپ نے حضرت عباس یا حضرت زید سے مشورہ فرمایا۔ انھوں نے عول کا مشورہ دیا۔ پس آپ نے اس کا فیصلہ فرما دیا اور آئندہ کیلئے اس کو اصول بنا دیا۔ یوں اس کو اجماع کی حیثیت حاصل ہوگئی۔

عقلی دلیل:

تمام اصحاب الفرائض حق کے اعتبار سے برابر ہوتے ہیں اور ہر ایک کا حصہ متعین ہوتا ہے۔ اس لیے کسی وارث کو پورا حصہ دینا اور کسی کو یہاں بالکل محروم کر دینا ظلم ہوگا اور یہ ترجیح بلا مرجح ہے۔ پس جو کمی واقع ہوئی ہے وہ ہر وارث کے حصے میں ہوگی۔

عول کے اصول:

۱۔ اصحاب الفرائض کے درمیان حصہ تقسیم کرتے ہوئے ہمیشہ پہلے ذو اضعاف (مخرج) معلوم کرتے ہیں۔

۲۔ یہ مخارج کل سات ۷ ہیں: جو کہ ۲، ۳، ۴، ۶، ۸، ۱۲، ۲۴ ہیں۔

۳۔ ان میں سے صرف تین مخارج ۶، ۱۲، ۲۴ میں عول ہوتا ہے۔

۴۔ ۲، ۳، ۴ اور ۸ ایسے مخارج ہیں جن میں عول نہیں ہوتا۔

۵۔ ۶ کا عول ۷، ۸، ۹ یا ۱۰ ہو سکتا ہے۔

۶۔ ۱۲ کا عول ۱۳، ۱۵ یا ۱۷ ہو سکتا ہے۔

۷۔ ۲۴ کا عول صرف ۲۷ ہو سکتا ہے۔

Marfat.com

۶۔عول کی مثالیں:

(۱)

شوہر	دو حقیقی بہنیں
۱/۲	۲/۳

۳ + ۴ = ۷/۶

۶

(۲)

شوہر	دو حقیقی بہنیں	ماں
۱/۲	۲/۳	۱/۶

۳ + ۴ + ۱= ۸

۶

(۳)

شوہر	دو حقیقی بہنیں	دو اخیافی بہنیں
۱/۲	۲/۳	۱/۳

۳ + ۴ + ۲ = ۹

۶

(۴)

شوہر	دو حقیقی بہنیں	دو اخیافی بہنیں	ماں
۱/۲	۲/۳	۱/۳	۱/۶

۳ + ۴ + ۲ + ۱ = ۱۰/۶

۶

(۵)

شوہر	دو بیٹیاں	ماں	باپ
۱/۲	۲/۳	۱/۶	۱/۶

۳ ۴ ۱

۱ = ۹

Marfat.com

۶

۱۲ کے عول کی مثال:

ماں	دو اخیافی بہنیں	دو حقیقی بہنیں	بیوی
۱/۶	۱/۳	۲/۳	۱/۸

۳ + ۸ + ۴ + ۲ = ۱۷

۱۲

۲۴ کے عول کی مثال:

باپ	ماں	دو بیٹیاں	بیوی
۱/۶	۱/۶	۲/۳	۱/۸

۳ + ۱۶ + ۴ + ۴ = ۲۷/۲۴

۲۴

Marfat.com

فصل ثانی:

رد کا بیان

رد کا لغوی معنی ہے لوٹانا۔ یہ عول کی ضد ہے کیونکہ عول میں حصے کم ہو جاتے ہیں اور رد کی صورت میں حصے بڑھ جاتے ہیں۔

اصطلاحی تعریف:

اگر حصے اصحاب الفرائض کو دینے کے بعد بڑھ جائیں اور عصبات میں سے کوئی نہ ہو تو یہ حصے انہی اصحاب الفرائض کو ان کے حصوں کی نسبت سے دوبارہ ان پر لوٹا دیے جاتے ہیں مگر زوجین پر نہیں لوٹائے جائیں گے۔ اس عمل کو رد کہتے ہیں۔

رد کی شرائط:

رد کی دو شرائط ہیں۔

۱۔ حصے اصحاب الفرائض سے بڑھ جائیں۔

۲۔ وہاں کوئی عصبہ موجود نہ ہو۔

رد کے قواعد:

اس کے کل چار قواعد ہیں۔

قاعدہ نمبر ا:

اگر کسی مسئلہ میں مَن لَا یُرَدُّ عَلَیہِ (زوجین میں سے کوئی ایک) نہ ہو بلکہ صرف مَن یُرَدُّ علیہ (اصحاب الفرائض نسبیہ) ہوں اور ان کی بھی صرف ایک ہی صنف ہو، اس صورت میں ورثاء کی تعداد کے مطابق تقسیم کر دیں گے۔ جیسے ۰۳ بیٹیاں ہوں تو متروکہ مال کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ دوسری مثال: اگر ۰۴ حقیقی بہنیں ہوں تو اس صورت میں مخرج ۰۴ ہوگا اور ہر بہن کو ایک ایک حصہ ملے گا۔

Marfat.com

قاعدہ نمبر ۲:

جب کسی مسئلہ میں من لا یرد علیہ نہ ہو اور من یرد علیہ کی دو یا تین اصناف ہوں تو اس صورت میں ان کے حصوں کی نسبت سے مخرج کا تعین ہو گا۔ جیسے

دو اخیافی بہنیں	ماں	
۱/۳	۱/۶	
۲ +	۱	= ۳/۶

6

یعنی اس صورت میں مخرج 3 ہو گا اور اخیافی بہنوں کو 2، اور ماں کو 1 ملے گا۔ جیسے اگر اس مثال میں کل ترکہ 21 ہزار روپے ہو تو اخیافی بہنوں کو چودہ ہزار اور ماں کو بقیہ سات ہزار روپے ملیں گے۔

مخرج کے تعین کے لیے اصول:

۱۔ جب مسئلہ میں دو سدس آجائیں تو مخرج 2 ہو گا۔ ہر فریق کو ایک ایک ملے گا۔ جیسے

اخیافی بہن	دادی	
۱/۶	۱/۶	
۱ +	۱	= ۲/۶

۶

چونکہ مخرج ۰۲ ہے اس لیے دونوں کو ایک ایک حصہ ملے گا۔

۲۔ جب مسئلہ میں ثلث اور سدس آجائیں تو اس صورت میں مخرج 3 ہو گا۔ جیسے:

اخیافی بہنیں	ماں	
۱/۳	۱/۶	
۲	۱+	= ۳/۶

۶

Marfat.com

۳۔ جب مسئلہ میں نصف اور سدس آجائیں تو مخرج 4 ہوگا۔ جیسے:

بیٹی	پوتی		
۱/۲	۱/۶		
۳	۱	=	۴/۶

4۔ جب کسی مسئلہ میں ثلث اور نصف آجائیں یا دو سدس اور نصف آجائیں تو مخرج 5 ہو گا۔ اسی طرح اگر ثلثین اور سدس ہوں تو تب بھی مخرج 5 ہی ہوگا۔ جیسے:

حقیقی بہن	ماں		
۱/۲	۱/۳		
۳	۲ +	=	۵/۶
۶			

حقیقی بہن		علاتی بہن	اخیافی بہن	
۱/۲		۱/۶	۱/۶	
۳	+	۱	۱ +	=۵/۶

ثلثین اور سدس کی مثال:

۲ بیٹیاں		ماں		
۲/۳		۱/۶		
۴	+	۱	=	۵
	۶			

تیسرا قاعدہ:

Marfat.com

اگر کسی مسئلہ میں من لا یرد علیہ بھی ہو اور من یرد علیہ بھی ہوں تو اس صورت میں من لا یرد علیہ کے مخرج سے اسے حصہ دے کر باقی من یرد علیہ پر تقسیم کیا جائے گا اگر پورا پورا تقسیم ہو جائے تو درست ورنہ اس میں تصحیح کی جائے گی۔

مثال: ایک شخص فوت ہوا اس نے درج ذیل ورثاء چھوڑے: زوجہ، ۷ بیٹیاں

اس مسئلہ میں زوجہ کو ثمن ملتا ہے اس لیے اس کو ۸ میں سے ۱ (ایک) دیا جائے گا اور باقی ۷ ان سات بیٹیوں میں برابر تقسیم کیے جائیں گے۔

چوتھا قاعدہ:

اگر من یرد علیہ ایک سے زائد اجناس سے ہوں اور من لا یرد علیہ بھی ہوں تو اس صورت میں من لا یرد علیہ کے مخرج سے اسے دے دیں گے اور باقی ان اجناس میں ان کے حصوں کی نسبت سے تقسیم کر دیں گے۔

مثال: اگر زوجہ، دادی اور اخیافی بہنیں ہوں تو اس طرح تقسیم ہوگی۔

زوجہ کا مخرج ۴ ہوگا لہذا اسے "۱" (ایک) ملے گا اور باقی تین، باقی دو اجناس میں ان کے حصوں کی نسبت سے تقسیم ہو جائیں گے۔ اور وہ ۳ میں سے ۲ اخیافی بہنوں کو ملیں گے اور ۱ (ایک) دادی کو ملے گا۔ کیونکہ ان کے حصوں میں ۲:۱ کی نسبت ہے۔

وہ اس طرح کہ دادی کا حصہ ۱/۶ ہے اور اخیافی بہنوں کا ۱/۳ ہے۔ پس

$$\frac{1}{6} + \frac{1}{3}$$

$$\frac{1 + 2}{6} = 3$$

پس اخیافی بہنوں اور دادی کے حصوں میں دو ایک کی نسبت ہے اس لیے ان کے درمیان تقسیم بھی اسی نسبت سے ہوگا۔

Marfat.com

باب نہم

جد (دادا) کے احوال کا بیان

Marfat.com

Marfat.com

باب نہم:

جد (دادا) کے احوال کا بیان

میراث میں جد باپ کے قائم مقام حصہ پاتا ہے اس کے بعض احوال پر سب کا اتفاق ہے اور بعض پر اختلاف ہے۔ احوال درج ذیل ہیں۔

دادا کے تفصیلی احوال:

۱۔ صاحب فرض کے طور پر:

اگر میت کی مذکر اولاد ہو تو اس کو سدس (۱/۶) ملتا ہے۔ (باپ کے قائم مقام ہو کر)

۲۔ صاحب فرض اور عصبہ کی صورت:

اگر میت کی صرف مونث اولاد (بیٹی یا پوتی) ہو تو اس کو سدس (۱/۶) ملتا ہے اور پھر دوبارہ یہ عصبہ کے طور پر بچا ہوا مال بھی پائے گا۔

۳۔ صرف عصبہ کے طور پر:

اگر میت کی اولاد نہ ہو تو یہ صرف عصبہ ہوتا ہے اور بچا ہوا سارا مال پاتا ہے۔

۴۔ مجوب ہونے کی صورت:

باپ کی صورت میں دادا مجوب ہو جاتا ہے۔

۵۔ دادا کی موجودگی میں دادی مجوب نہیں ہوتی لیکن باپ کی موجودگی میں دادی مجوب ہو جاتی ہے۔

۶۔ دادا کے ساتھ ماں اور زوج یا زوجہ میں سے کوئی ایک ہو:

اگر دادا کے ساتھ ماں اور زوج یا زوجہ میں سے کوئی آ جائے تو اس صورت میں ماں کو کل مال سے ثلث (۱/۳) ملے گا۔ برعکس سابقہ مسئلہ کے کہ اگر باپ کے ساتھ ماں اور میاں یا بیوی میں سے کوئی آ جائیں تو باپ کے حصے میں کمی نہ کرنے کی وجہ سے ماں کو وہاں ''ثلث ماقی'' حصہ دیا گیا تھا۔ یعنی وہاں اس بات کا خیال رکھا گیا تھا کہ مذکر کو

Marfat.com

مونث کی نسبت زیادہ حصہ ملے۔لیکن یہاں اس کے برعکس ماں کو ثلث الکل ملے گا۔

۷۔ دادا کے ساتھ حقیقی وعلاتی بھائی:

باپ کی موجودگی میں حقیقی وعلاتی بھائی بہن سارے مجوب ہو جاتے ہیں۔ اس پر تمام آئمہ کرام کا اتفاق ہے۔کیا دادا کی وجہ سے بھی یہ بھائی مجوب ہوں گے؟ اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔اوراس میں دوقول ہیں:

المذھب الاول:

دادا کی موجودگی میں تمام حقیقی وعلاتی بھائی بہن مجوب ہو جائیں گے۔اس رائے میں سیدہ عائشہ صدیقہ،حضرت ابوبکر صدیق،حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم اور اکثر صحابہ وتابعین اور امام اعظم شامل ہیں۔

دلائل:

۱۔ دادا کو قرآن پاک میں باپ کے اسم کے ساتھ بیان کیا گیا۔ارشاد باری تعالی ہے:

مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ط

(تمہارے باپ ابراھیم کی ملت)

اس مقام پر ابراھیم علیہ السلام کو باپ کہا گیا ہے حالانکہ آپ جد ہیں براہ راست باپ نہیں۔لہذا باپ نہ ہونے کی صورت میں دادا کو وہی درجہ (مرتبہ) دیا جائے جو حصوں کے اعتبار سے باپ کو حاصل تھا۔

۲۔ اسی طرح حدیث مبارکہ ہے:

ألحقوا الفرئض بأهلها.فما بقى فلأولى رجل ذكر(۳۶)

اب اس حدیث سے استدال کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ دادا بھائی بہنوں میں سے میت کے زیادہ قریب ہے کیوں کہ دادا صرف باپ کی وجہ سے مجوب ہو جاتا ہے لیکن اس کے برعکس بھائی اور بہنیں یہ باپ کے علاوہ بیٹوں اور پوتوں کی وجہ سے بھی مجوب ہو جاتے ہیں۔

۳۶۔ بخاری،الصحیح،کتاب الفرائض،رقم:۶۳۵۱

Marfat.com

۳۔ دادا کی قرابت داری کی ایک اور وجہ بیان کی ہے کہ دادا صاحب فرض اور عصبہ دونوں صورتوں میں حصہ پاتا ہے جبکہ بھائی صرف عصبہ کے طور پر حصہ پاتے ہیں۔

اسی لیے سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اَیتقی اللہ زید بن ثابت یجعل ابن الا بن ابناً ولا یجعل اب الأب اباً (۳۷)

کیا زید بن ثابت کو اللہ کا خوف نہیں کہ انہوں نے بیٹے کے بیٹے کو بیٹا تصور کیا اور باپ کے باپ کو باپ تصور نہیں کیا؟

لہٰذا ثابت ہوا کہ جب بھائی بہن اور دادا موجود ہوں تو صرف دادا ہی عصبہ کے طور پر وارث ہوگا اور بھائی بہن مجوب ہو جائیں گے۔

المذھب الثانی:

صحابہ کرام میں سے سیدنا عمر فاروق، سیدنا عثمان غنی، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم اور اکثر تابعین اور جمہور فقہائے کرام کا یہ مذھب ہے کہ دادا بھائی بہنوں کے ساتھ حصہ میں شریک ہوگا۔

دلائل:

۱۔ میت کے ساتھ تعلق و رشتے جس ذریعہ سے بنا ہے اس اعتبار سے دونوں درجہ میں برابر ہیں بلکہ اگر غور کیا جائے تو دادا کی نسبت بھائی بہنیں متوفی کے زیادہ قریب ہیں۔ لہٰذا دونوں کو حصہ ملے گا۔ اور بھائی بہن جد کی وجہ سے مجوب نہیں ہونگے۔

۲۔ بھائی اور بہنوں کے حصے قرآن پاک کی نص سے ثابت ہیں اس لیے یہ درست نہیں کہ ان کو مجوب کیا جائے سوائے اسکے کہ ان کے مجوب ہونے پر نص یا اجماع موجود ہو۔ اور چونکہ ان کے مجوب ہونے پر کوئی نص یا اجماع نہیں اس لیے ان کو مجوب نہیں کر سکتے۔

المذھب المختار:

دونوں مذاہب کے دلائل کے بعد حاصل کلام اور المذھب المختار یہ ہے کہ دونوں حصہ

۳۷۔ بدایۃ المجتھد، ۲: ۲۶۰

Marfat.com

پاتے ہیں۔ اب ہم واضح کریں گے کہ اس کے حصہ پانے کی صورت کیا کیا ہے۔

حصہ پانے کی صورتیں:

۱۔ جب دادا کے ساتھ حقیقی وعلاتی بھائی بہنیں ہوں کوئی اور وارث موجود نہ ہوتو اس طرح کے مسئلہ میں دادا کو "مقاسمہ" یا "ثلث الکل" ملے گا۔

۲۔ اگر دادا اور بھائیوں بہنوں بھی موجود ہوں اور دیگر اصحاب الفرائض میں سے بھی کوئی موجود ہوتو دادا کو حصے دینے کی تین صورتیں ہوں گی۔

۱۔ مقاسمہ ۲۔ ثلث ماقی ۳۔ سدس الکل

۱۔ مقاسمہ سے مراد بھائی اور بہنوں کے ساتھ دادا کو بھی ایک بھائی تصور کریں گے اور عصبہ کے طور پر بھائی کی طرح حصہ دیں گے۔

۲۔ ثلث الکل میں دادا کو صاحب فرض سمجھتے ہوئے کل مال سے ۱/۳ ملے گا اور ثلث ماقی سے مراد یہ ہے کہ اصحاب الفرائض کو حصہ دینے کے بعد جو بچ جائے اس میں سے دادا کو ثلث دے دیا جائے اور پھر باقی مال بطور عصبہ بھائی بہنوں میں تقسیم ہو جائے۔ اس کو ثلث ماقی کہیں گے۔

۳۔ سدس الکل سے مراد یہ ہے کہ دادا کو عام اصحاب الفرائض کی طرح سمجھتے ہوئے ان کے ساتھ سدس دیا جائے۔ اور باقی مال عصبہ کے طور پر بھائی بہنوں کو مل جائے۔

نوٹ:۔ مندرجہ بالا تمام صورتوں میں سے جس میں دادا کو زیادہ حصہ ملے وہی حصہ دیا جائے گا۔

Marfat.com

باب دہم

ذوی الارحام

Marfat.com

Marfat.com

باب دہم:

ذوی الارحام

ذوی الارحام سے مراد ہر قریبی رشتہ دار مراد ہے۔

اصلاحی تعریف:

ہر وہ قریبی رشتہ دار جو نہ تو صاحب فرض کے طور پر حصہ پائے اور نہ ہی عصبہ بنے۔ جیسے پھوپھی۔ خالہ۔ نواسہ۔ ماموں وغیرہ۔

ذوی الارحام کے میراث پانے میں اقوال:

المذهب الاول:

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ذوی الارحام حصہ نہیں پاتے۔

دلائل:

۱۔ قرآن کی نص سے ان کے حصے ثابت نہیں اس لیے یہ حصہ نہیں پاتے۔

۲۔ عطاء بن یسار سے ایک روایت ہے کہ "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے پھوپھی اور خالہ کی میراث چاہی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ان لا میراث لهما (حدیث مرسل) ان دونوں کے لیے میراث نہیں ہے۔

المذهب الثانی:

اکثر صحابہ کرام، تابعین، امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور متاخرین شافعیہ اور مالکیہ کی یہ رائے ہے کہ ذوی الارحام کو حصہ ملتا ہے۔

دلائل:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ ط (۳۸)

۳۸۔ الانفال، ۸: ۷۵

Marfat.com

اور رشتہ دار اللہ کی کتاب میں (صلہ رحمی اور وراثت کے لحاظ سے) ایک دوسرے کے زیادہ حق دار ہیں۔

۱۔ اس نص قرآنی سے بھی استدلال کرتے ہوئے ذوی الارحام کے حصہ پانے کی صورت بھی نکلتی ہے۔

۲۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"الخال وارث من لا وارث له" (۳۹)

(جس کا کوئی وارث نہ ہو اس کا ماموں وارث ہوتا ہے۔)

ذوی الارحام کے حصہ پانے کی شرائط:

۱۔ اصحاب الفرائض (نسبیہ) اور عصبات میں سے کوئی موجود نہ ہو۔

۲۔ اگر زوج یا زوجہ میں سے کوئی ایک ہو تو پھر رد کی بجائے ذوی الارحام کو بقیہ مال میں سے حصہ دیا جائے گا۔

ذوی الارحام کے حصہ پانے کے اصول:

۱۔ اگر ذی رحم وارث اکیلا ہو تو سارا مال پائے گا خواہ کسی بھی طرف سے ہو۔

۲۔ اگر ورثاء زیادہ ہوں اور مختلف اصناف سے ہوں تو ان کے حصہ پانے کے بارے میں تین مذاہب ہیں:

۱۔ مذہب اہل الرحم

۲۔ مذہب اہل التنزیل

۳۔ مذہب اہل القرابہ

مذہب اہل الرحم:

اس مذہب کے مطابق تمام ذوی الارحام خواہ مرد ہوں یا عورت، قریبی ہوں یا بعیدی

۳۹۔ ترمذی، السنن، ۴: ۴۲۲، رقم: ۲۱۰۴

Marfat.com

سب حصہ پائیں گے اور سب میں مال برابر تقسیم ہوگا۔

مذہب اھل التنزیل:

اس مذہب کے مطابق ہر وارث کو اس شخص کے قائم مقام کریں گے جس کے واسطے سے وہ میت کی طرف منسوب ہے تو اس نسبت سے اس کو حصہ دیا جائے گا۔

مذہب اھل القرابہ:

اس مذہب کے مطابق " الاقرب فالأقرب" کے اصول کے مطابق درج ذیل قرابت اور درجے کے مطابق حصہ دیں گے۔

ا۔قوت سبب:

اس سے مراد یہ ہے کہ بعض جہات کو بعض پر ترجیح حاصل ہوتی ہے جیسے۔ اولاد کی اولاد ہے۔ مثلاً نواسی۔ اس کو اجداد کی اولاد مثلا پھوپھی اور خالہ پر ترجیح حاصل ہو گی۔ جس طرح عصبات میں بھی جہت بنوت کو جہت عمومت پر ترجیح حاصل ہے۔

۲۔قوت درجہ:

اس سے مراد مختلف واسطوں سے میت سے تعلق رکھنے والے ذوی الارحام میں سے جس کا درجہ نزدیک کا ہوگا اس کو دور والے درجے پر ترجیح حاصل ہوگی۔ مثلاً نواسی کا بیٹا۔ اور نواسہ۔ اگر یہ دونوں موجود ہوں تو نواسہ درجہ میں نزدیک ہونے کی وجہ سے نواسی کے بیٹے پر ترجیح رکھے گا۔

۳۔قوت قرابت:

میت سے قریبی رشتہ داری والا دور والے رشتہ دار کی نسبت یا دوہری رشتہ داری والا صرف ایک رشتہ داری رکھنے والے کی نسبت مقدم ہوگا جس طرح کے عصبات میں ہوتا ہے۔ مثلاً حقیقی بھائی کی بیٹی اور علاتی بھائی کی بیٹی اگر یہ دونوں موجود ہوں تو حقیقی بھائی کی بیٹی مقدم ہوگی کیونکہ اس کی دو قرابتیں ہیں جبکہ علاتی کی صرف ایک ہی قرابت ہے۔

Marfat.com

نوٹ: مندرجہ بالا اسباب، درجات اور قرابتوں میں ترتیب یوں ہوگی کہ سب سے پہلے قوت سبب بعد میں قوت درجہ اور پھر قوت قرابت کا اعتبار کیا جائے گا۔

مثال: جیسے ☆نواسی ☆نواسی کا بیٹا☆پوتی کی بیٹی

☆ پہلے مذہب والوں کے مطابق سب کو برابر حصہ ملے گا۔

☆ دوسرے مذہب والوں کے مطابق پوتی کی بیٹی ۱/۲ پائے گی۔ نواسی ۱/۴ اور نواسی کا بیٹا ۱/۴ پائے گا۔

☆ تیسرے مذہب والوں کے مطابق "الأقرب فالأقرب" کے اصول کے پیش نظر سارا مال نواسی کو ملے گا۔

نوٹ:

مذہب اہل قرابت یہی احناف کا مذہب ہے۔

ذوی الارحام کی اصناف: (اہل قرابت کے نزدیک)

اس کی چار اصناف ہیں۔

۱۔ میت کی اولاد جیسے نواسا، نواسی وغیرہ۔

۲۔ میت کے اجداد اور جدات فاسدہ جیسے نانا وغیرہ۔

۳۔ میت کے بہن بھائیوں کی اولاد جیسے بھانجا، بھانجی اور بھتیجی وغیرہ۔

۴۔ میت کے اجداد اور جدات کی اولاد، جیسے پھوپھی، ماموں اور خالہ وغیرہ۔

نوٹ:

اگر ذوی الارحام کی تمام اصناف موجود ہوں تو کس کو مقدم کیا جائے گا۔ اس میں فقہائے حنفیہ کا اختلاف ہے۔

۱۔ ابوسلیمان نے محمد بن الحسن سے روایت کیا ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ کی رائے ہے کہ: سب سے مقدم صنف ثانی ہے یعنی نانا وغیرہ پھر صنف اول ہے اور اس کے بعد صنف

Marfat.com

ثالث ہے اور پھر صنف رابع۔

۲۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ اور حسن بن زیاد نے امام اعظم رحمہ اللہ سے ان کا یہ مذہب روایت کیا ہے: سب سے مقدم صنف اوّل ہے پھر صنف ثانی ہے اور اس کے بعد صنف ثالث ہے اور پھر صنف رابع ہے جس طرح کہ عصبات کی ترتیب ہے۔ اور اسی پر فتوی ہے۔

۳۔ صاحبین کے نزدیک سب سے مقدم صنف ثالث ہے اور اس کو صنف ثانی پر مقدم ہے۔

نوٹ: بعض کتب میں ذوی الارحام کی تفصیل اس قدر بیان کی گئی ہے کہ جس کی آج کل ضرورت پیش نہیں آتی۔ اسی لیے ہم نے ضروری مباحث پر اکتفاء کیا ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

باب یازدہم:

تصحیح کے قواعد

اس باب میں تین فصلیں ہیں۔

فصل اوّل--------- مخارج فروض کا بیان

فصل ثانی--------اعداد کے درمیان نسبتوں کا بیان

فصل ثالث------- تصحیح کے قواعد

فصل اوّل:

مخارج فروض کا بیان:

عربی زبان میں ذواضعاف اقل کو مخرج کہتے ہیں۔ ہمارے ہاں ریاضی میں ذواضعاف نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ جس جس رقم کے درمیان ذواضعاف اقل معلوم کرنا ہو ان کو چھوٹی تقسیم کے ذریعے سب سے چھوٹے عدد کے ذریعے تقسیم کرتے ہیں۔ اور پھر ان اعداد جن کے ذریعے ان رقوم کو تقسیم کیا گیا تھا آپس میں ضرب دے دیتے ہیں۔ جیسے ۱۲۸، ۶،۴،۳،۲ اگر ان کے درمیان ذواضعاف اقل معلوم کرنا ہو تو اس کا طریقہ یہ ہوگا۔

۲۲،۳،۴،۶،۸،۱۲

۲ ۱،۳،۲،۳،۴،۶

۳ ،۳،۱،۳،۲،۳

۳ ،۳،۱،۳،۱،۳

۱، ۱، ۱، ۱

۲ ×۲ ×۲×۳= ۲۴

Marfat.com

مخرج معلوم کرنے کا طریقہ (صاحب سراجی کے مطابق)

قرآن کریم میں اصحاب الفرائض کے کل چھے حصے مذکور ہیں۔ ان کو دو اصناف میں تقسیم کیا گیا ہے۔

صنف اوّل:

۱۔ نصف (آدھا) ۱/۲

۲۔ ربع (چوتھائی) ۱/۴

۳۔ ثمن (آٹھواں) ۱/۸

صنف ثانی:

۴۔ ثلثان (دوتہائی) ۲/۳

۵۔ ثلث (تہائی) ۱/۳

۶۔ سدس (چھٹا) ۱/۶

مخرج کے قواعد کا بیان:

قاعدہ نمبر ۱:

اگر ان میں کوئی ایک حصہ مثلاً ۱/۴، ۱/۸، ۲/۳ یا ۱/۳ ہو تو اس کا مخرج اس کا کامل عدد ہوگا۔ مثلاً ثلث کا کامل عدد ثلثۃ ہے پس کسی مسئلہ میں ایک فریق ایسا ہو کہ اس کا حصہ ثلث ہو تو اس کا مخرج ثلاثۃ (۳) ہوگا۔ جیسے ماں ہی اکیلی وارث ہو۔ اور اگر حصہ نصف (۱/۳) ہو تو اس کا مخرج اثنین (۲) ہوگا۔

قاعدہ نمبر ۲:

اگر کسی مسئلہ میں دو یا تین فروض (حصے) آجائیں اور وہ تمام ایک ہی صنف (صنف اوّل یا صنف ثانی) سے ہوں تو جو عدد جز کا مخرج ہوگا وہی عدد اس جز کے دگنے اور اس کے دگنے کا مخرج ہوگا۔ جیسے ثمن (۱/۸) کا مخرج ثمانیۃ (۸) ہے تو یہی ثمن کے

Marfat.com

دگنے یعنی ربع (۱/۴) اور اس کے دگنے یعنی نصف (۱/۲) کا بھی مخرج ہوگا۔

قاعدہ نمبر۳:

اگر صنف اوّل سے نصف (۱/۲) ہو اور صنف ثانی سے کوئی ایک حصّہ یا سارے حصص ہوں تو اس کا مخرج ستہ (۶) ہوگا۔

جیسے زوج، ماں، اخیافی بہنیں اور دو حقیقی بہنیں ہوں تو زوج کا حصّہ نصف، ماں کا سدس، دو اخیافی بہنوں کا ثلث، اور دو حقیقی بہنوں کا ثلثین ہوگا۔ پس صنف اوّل سے نصف (۱/۲) آیا ہے جو کہ زوج کا حصہ ہے اور صنف ثانی سے تمام حصص جمع ہیں لہذا مخرج (۶) ہوگا۔

قاعدہ نمبر4:

اگر صنف اوّل سے ربع (۱/۴) ہو اور صنف ثانی سے ایک حصّہ یا سارے حصص ہوں تو اس کا مخرج اثنا عشر (۱۲) ہوگا۔

جیسے زوجہ۔ ماں۔ اخیافی بہنیں اور دو حقیقی بہنیں ہوں تو زوجہ کا حصّہ ربع، ماں کا سدس، دو اخیافی بہنوں کا ثلث، اور دو حقیقی بہنوں کا ثلثین ہوگا۔ پس صنف اوّل سے ربع (۱/۴) آیا ہے جو کہ زوجہ کا حصّہ ہے اور صنف ثانی سے تمام حصص جمع ہیں لہذا مخرج (۱۲) ہوگا۔

قاعدہ نمبر۵:

اگر صنف اوّل سے ثمن (۱/۸) ہو اور صنف ثانی سے کوئی ایک حصّہ یا سارے حصص ہوں تو اس کا مخرج اربع وعشرین (۲۴) ہوگا۔

جیسے زوجہ، ماں اور دو بیٹیاں ہوں تو زوجہ کا حصّہ ثمن، ماں کا سدس، دو بیٹیوں کا ثلثین ہوگا۔ پس صنف اوّل سے حصہ ثمن (۱/۸) آیا ہے جو کہ زوجہ کا حصّہ ہے اور صنف ثانی سے سدس اور ثلثین آئے ہیں لہذا مخرج (۲۴) ہوگا۔

Marfat.com

فصل ثانی:

اعداد کے درمیان نسبتیں

دو اعداد کے درمیان درج ذیل نسبتیں ہو سکتی ہیں:

۱۔ تماثل ۲۔ تداخل

۳۔ توافق ۴۔ تباین

تماثل کی تعریف:

دو اعداد میں تماثل سے مراد یہ ہے کہ دونوں اعداد ایک ہی جیسے ہوں۔ جیسے ۲ اور ۲۔

تداخل کی تعریف:

دو اعداد میں تداخل سے مراد یہ ہے کہ چھوٹا عدد بڑے عدد کو پورا پورا تقسیم کر دے۔ جیسے ۸ اور ۲ اس میں ۲ یہ عدد بڑے عدد ۸ کو پورا پورا تقسیم کر دیتا ہے۔

توافق کی تعریف:

توافق سے مراد یہ ہے کہ دو اعداد اس طرح ہوں کہ آپس میں تو ایک دوسرے پر تقسیم نہ ہوں مگر تیسرا چھوٹا عدد دونوں کو پورا پورا تقسیم کر دے۔ جیسے کہ ۱۵ اور ۱۲ یہ آپس میں تو ایک دوسرے پر تقسیم نہیں ہوتے مگر ایک تیسرا عدد ۳ ان دونوں کو پورا پورا تقسیم کر دیتا ہے۔ اگر ۳ پر تقسیم کریں تو ۵ اور ۳ آئیں گے۔ اس کو توافق بالثلاثۃ کہیں گے۔

تباین کی تعریف:

دو اعداد میں تباین سے مراد یہ ہے کہ نہ تو وہ اعداد ایک دوسرے پر تقسیم ہوں اور نہ ان کو تیسرا عدد تقسیم کرے جیسے ۹ اور ۱۰

Marfat.com

فصل ثالث:

تصحیح کے قواعد

تصحیح کا لغوی معنٰی ہے صحت والا کر دینا۔ علم میراث کی اصطلاح میں اس کا مطلب ہے: جب ورثاء کے حصوں میں کسر آ جائے (حصّے پورے پورے تقسیم نہ ہو رہے ہوں) تو اس وقت ان حصّوں کی مقدار اور مخرج کو خاص قاعدے کے تحت بڑھا دینا تاکہ وہ حصّے بغیر کسر کے پورے پورے تقسیم ہو جائیں۔

تصحیح کے کل قواعد سات ہیں۔ تین سہام اور رؤس کے درمیان اور چار سہام رؤس اور رؤس کے درمیان۔ پہلے تین قواعد درج ذیل ہیں:

قاعدہ نمبر ۱:

اگر تمام ورثاء میں حصّے پورے پورے تقسیم ہو جائیں تو کسی قسم کی ضرب کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔

مثال: ماں، باپ اور دو بیٹیاں

اس مسئلہ کا حل اس طرح ہوگا:

ماں	باپ	دو بیٹیاں
۱/۶	۱/۶	۲/۳
۱	۱	۴ =

۶

قاعدہ نمبر ۲:

اگر حصّے کسی ایک فریق پر پورے تقسیم نہ ہو رہے ہوں لیکن سہام اور رؤس میں توافق ہو تو اس صورت میں اس فریق (جس پر حصے پورے نہیں آتے) کے عدد کے وفق کو اصل مسئلہ میں ضرب دیں۔ اور اگر مسئلہ میں عول ہو چکا ہو تو عول میں ضرب دیں۔

مثال: ماں ، باپ اور دس بیٹیاں

Marfat.com

اس مسئلہ کا حل اس طرح ہوگا:

دس بیٹیاں	باپ	ماں
۲/۳	۱/۶	۱/۶
۴=	۱	۱
	۶	

اس مسئلہ میں دس بیٹیوں کو کل چار حصے ملے ہیں جو ان پر پورے پورے تقسیم نہیں ہوتے مگر بیٹیوں کی تعداد (10) اور ان کو ملنے والے حصوں میں نسبت توافق ہے لہذا روس (ورثاء کی تعداد) کا وفق (روس اور حصوں کو جو عدد تقسیم کر دے اس تقسیم کے بعد جو کچھ بچ جائے) جو کہ ۵ ہے اس کو اصل مسئلہ جو کہ ۶ ہے اس میں ضرب دی پس یہ ۳۹ ہو گیا۔ پھر اسی وفق کو حصوں میں ضرب دی تو حصے ۲۰ ہو گئے اور حصہ داروں میں پورے پورے تقسیم ہو گئے۔ (ہر بیٹی کو ۲ ملے) اسی طرح دیگر ورثاء کے حصے بھی بڑھ گئے اور ماں جس کو ۶ میں سے 1 مل رہا تھا اس کو ۳۰ میں سے ۵ مل گئے اور اسی طرح باپ کو بھی ۵ ملیں گے۔

عول کی مثال:

اگر ورثاء درج ذیل ہوں تو مسئلہ عول والا ہوگا۔

	چھ بیٹیاں	باپ	ماں	زوج
	۲/۳	۱/۶	۱/۶	۱/۴
۱۵ =	۴	۱	۱	۳
			۱۲	

قاعدہ نمبر۳:

جب حصے کسی فریق پر پورے نہ آ رہے ہوں اور سہام اور روس (اس فریق کی تعداد) کے درمیان تباین ہو تو کل عدد روس کو جن پر کہ حصے ٹوٹ گئے ہوں اصل مسئلہ میں ضرب دیں اور اگر مسئلہ عول والا ہو تو عول میں ضرب دیں۔

Marfat.com

مثال: ماں، باپ اور پانچ بیٹیاں

اس مسئلہ کا حل اس طرح ہوگا:

ماں	باپ	پانچ بیٹیاں
۱/۶	۱/۶	۲/۳
۵×۱	۵×۱	۵×۴ =

۵×۶= ۳۰

اس مثال میں ماں اور باپ پر تو حصے پورے تقسیم ہو گئے مگر بیٹیاں پانچ ہیں اور ان کو حصے چار ملے ہیں اور حصے ان پر پورے پورے تقسیم نہیں ہوتے۔ اب دیکھا تو رؤس اور سھام کے درمیان تباین ہے لہذا جمیع عدد رؤس کو اصل مسئلہ میں اور پھر ہر فریق کے حصے میں ضرب دی تو اب بیٹیوں کو بیس حصے ملے جو ان پر پورے پورے تقسیم ہو جاتے ہیں۔

عول والے مسئلہ کی مثال: زوج اور پانچ حقیقی بہنیں

اس مسئلہ کا حل اس طرح ہوگا:

زوج	پانچ حقیقی بہنیں
۱/۲	۲/۳
۵×۳	۵×۴ = ۵×۷= ۳۵

۶

اس مسئلہ میں چونکہ عول ہو چکا تھا اس لیے جب پانچ بہنوں پر حصے پورے نہ ہوئے تو ان کی ٹوٹل تعداد یعنی پانچ (۵) کو عول یعنی سات (۷) میں ضرب دیا اور اس عدد مضروب کو ہر فریق کے حصے میں بھی ضرب دیا۔ اب یہ حصے پورے پورے تقسیم ہو گئے۔

رؤس اور رؤس کے درمیان جاری ہونے والے قواعد:

یہ کل چار قواعد ہیں۔

Marfat.com

قاعدہ نمبر ا:

جب حصے ایک سے زائد فریقوں پر ٹوٹ جائیں تو اس صورت میں رؤس اور سہام کے درمیان اگر توافق ہو تو رؤس کا وفق الگ لکھ لیں اور اگر توافق نہ ہو تو جمیع عدد رؤس کو لکھ لیں پھر ان تمام لکھے ہوئے اعداد کے درمیان نسبت کو دیکھیں۔ اگر ان کے درمیان تماثل ہو تو کسی ایک عدد کو اصل مسئلہ میں ضرب دیں اور پھر ہر فریق کے حصے میں بھی ضرب دیں۔

مثال: تین ورثاء ہیں۔ ۶ بیٹیاں، ۳ دادیاں، ۳ چچا
ان کے درمیان تقسیم اس طرح ہوگی۔

۶ بیٹیاں	۳ دادیاں	۳ چچا
۲/۳	۱/۶	عصبات
۳×۴	۳×۱	×۱

۶

رؤس = ۳،۳،۳

اس مسئلہ میں دو قواعد کا اجرا کیا ہے پہلے رؤس اور سہام کے درمیان اور اس میں ہم نے دیکھا کہ ۶ بیٹیوں کو ۴ حصے ملے ہیں تو ہم نے ان دو اعداد میں نسبت توافق کی وجہ سے ۶ کا وفق لے لیا جو کہ ۳ ہے۔ دادیوں کو ا حصہ ملا تھا جو ان پر پورا نہیں آتا وہاں اس حصے اور حصہ داروں میں تباین تھا اس لیے پورے اعداد رؤس کو الگ لکھ لیا جو کہ تین ہے۔ اسی طرح یہی عمل چچا کے حالات میں بھی کیا۔

اب ان جمع شدہ حصوں کے درمیاں نسبت کو دیکھا تو ان کے درمیان نسبت تماثل ہے یعنی تمام اعداد ایک ہی جیسے ہیں تو ان میں سے ایک عدد یعنی 3 کو اصل مسئلہ میں ضرب دیا اور پھر اس کو تمام ورثاء کے حصوں میں بھی ضرب دے دیا۔ پس اس کے بعد تمام فریقوں پر حصے پورے پورے تقسیم ہو جاتے ہیں۔

Marfat.com

قاعدہ نمبر ۲:

جب حصے ایک سے زائد فریقوں پر ٹوٹ جائیں تو اس صورت میں رؤس اور سہام کے درمیان اگر توافق ہو تو رؤس کا وفق الگ لکھ لیں اور اگر توافق نہ ہو تو جمیع عدد رؤس کو لکھ لیں پھر ان تمام لکھے ہوئے اعداد کے درمیان نسبت کو دیکھیں۔ اگر ان کے درمیان تداخل ہو تو اس بڑے عدد کو جس کو چھوٹے اعداد پورا پورا تقسیم کر دیتے ہیں اصل مسئلہ میں ضرب دیں اور پھر ہر فریق کے حصے میں بھی ضرب دیں۔

مثال:

۴ زوجات	۳ دادیاں		۱۲ چچا
۱/۴	۱/۶		عصبات
۳×۱۲	۲×۱۲	۷×۱۲	

۱۲×۱۲

رؤس = ۴، ۳، ۱۲

اس مسئلہ میں دو قواعد کا اجرا کیا ہے پہلے رؤس اور سہام کے درمیان اور اس میں ہم نے دیکھا کہ ۴ زوجات کو ۳ حصے ملے ہیں تو ہم نے ان دو اعداد میں نسبت تباین کی وجہ سے کل رؤس کو جو کہ ۳ ہیں ان کو الگ لکھ لیا۔ دادیوں کو ۲ حصے ملے تھے جو ان پر پورے تقسیم نہیں ہوتے اور ان کے حصوں اور رؤس میں تباین تھا اس لیے پورے اعداد رؤس کو الگ لکھ لیا جو کہ تین ہے۔ اسی طرح یہی عمل چچا کے حالات میں بھی کیا۔

اب ان جمع شدہ حصوں کے درمیاں نسبت کو دیکھا تو ان کے درمیان نسبت تداخل ہے یعنی ایک عدد ۳ ہے اور دوسرا عدد ۴ ہے اور تیسرا عدد ۱۲ ہے دونوں چھوٹے عدد بڑے عدد ۱۲ کو پورا پورا تقسیم کرتے ہیں۔ اب اس بڑے عدد ۱۲ کو اصل مسئلہ میں ضرب دیا اور پھر اس کو تمام ورثاء کے حصوں میں بھی ضرب دے دیا۔ پس اس کے بعد تمام فریقوں پر حصے پورے پورے تقسیم ہو جاتے ہیں۔

قاعدہ نمبر ۳:

Marfat.com

جب حصے ایک سے زائد فریقوں پر ٹوٹ جائیں تو اس صورت میں رؤس اور سھام کے درمیان اگر توافق ہو تو رؤس کا وفق الگ لکھ لیں اور اگر توافق نہ ہو تو جمیع عدد رؤس کو لکھ لیں پھر ان تمام لکھے ہوئے اعداد کے درمیان نسبت کو دیکھیں۔ اگر ان کے درمیان توافق ہو تو کسی ایک عدد کے وفق کو دوسرے عدد کے تمام سے ضرب دی جائے اور پھر اس حاصل شدہ مجموعے کو تیسرے عدد کے وفق سے ضرب دی جائے پھر اس مجموعے کو اصل مسئلہ میں ضرب دیں اور پھر ہر فریق کے حصے میں بھی ضرب دیں۔

مثال: ۴ زوجات ۱۸ بیٹیاں ۳ دادیاں ۱۲ چچا

۱/۸	۲/۳	۱/۶	عصبات
۳×۱۸۰	۱۶×۱۸۰	۴×۱۸۰	۱×۱۸۰

۲۴×۱۸۰

رؤس = ۴، ۹، ۱۵، ۶

۴، ۶، ۹، ۱۵

اس مسئلہ میں مخرج ۲۴ تھا۔ اس میں زوجات کا حصہ ثمن تھا اس لیے ان کو کل 3 ملے اور ان کے رؤس اور سھام میں تباین ہے اس لیے جمیع عدد رؤس کو الگ لکھ لیا۔ بیٹیوں کا حصہ ثلثین ہے ان کو ۱۶ ملے جو ان پر برابر تقسیم نہیں ہوتے اور سھام اور رؤس کے درمیان توافق بالنصف کی نسبت ہے لہذا نصف عدد رؤس ۹ الگ لکھ لیے اور دادیوں کے سدس کی وجہ سے ۴ ملے اور ان کے رؤس اور سھام میں بھی تباین ہے لہذا جمیع عدد رؤس کو الگ لکھ لیا اور چچا ان کو عصبہ کے طور پر صرف 1 ملا جو ان پر پورا تقسیم نہیں ہوتا اور رؤس اور سھام میں تباین ہے لہذا کل کل رؤس ۶ کو محفوظ کیا۔

اب ان تمام جمع شدہ اعداد کو ترتیب دیا ۴، ۶، ۹، ۱۵ اور ان کے درمیان نسبت دیکھی تو ۴ اور ۶ میں نسبت توافق بالنصف ہے اس لیے ۴ کے وفق (۲) کو ۶ کے کل کے ساتھ ضرب دی اور پھر اس مجموعہ (۱۲) کو ۹ کے وفق کے ساتھ ضرب دی تو یہ ۳۶ ہو گیا۔

Marfat.com

اب اس مجموعے کو ۱۵ کے وفق کے ساتھ ضرب دیا تو یہ حاصل ضرب ۱۸۰ ہو گیا۔

اب اس حاصل ضرب کو اصل مسئلہ اور تمام فریقوں کے حصوں کے ساتھ ضرب دیا تو اس کے نتیجے میں زوجات کو ۵۴۰ بیٹیوں کو ۲۸۸۰ دادیوں کو ۷۲۰ اور چچوں کو ۱۸۰ ملے۔ جو ان پر پورے پورے تقسیم ہو جاتے ہیں۔ ہر زوجہ کو ۱۳۵ ہر بیٹی کو ۱۶۰ ہر دادی کو ۴۸ اور ہر ایک چچا کو ۳۰ ملے۔

قاعدہ نمبر ۴:

جب حصے ایک سے زائد فریقوں پر ٹوٹ جائیں تو اس صورت میں رؤس اور سہام کے درمیان اگر توافق ہو تو رؤس کا وفق الگ لکھ لیں اور اگر توافق نہ ہو تو جمیع عدد رؤس کو لکھ لیں پھر ان تمام لکھے ہوئے اعداد کے درمیان نسبت کو دیکھیں۔ اگر ان کے درمیان تباین ہو تو ہر عدد کے جمیع کو دوسرے عدد کے جمیع سے ضرب دی جائے اور پھر اس حاصل شدہ مجموعے کو تیسرے عدد کے کل سے ضرب دی جائے پھر اس مجموعے کو اصل مسئلہ میں ضرب دیں اور پھر ہر فریق کے حصے میں بھی ضرب دیں۔

مثال:	۲ زوجات	۱۰ بیٹیاں	۶ دادیاں	۷ چچا
	۱/۸	۲/۳	۱/۶	عصبات
	۳x۲۱۰	۱۶x۲۱۰	۴x۲۱۰	۱x۲۱۰
	(۶۳۰)	(۳۳۶۰)	(۸۴۰)	(۲۱۰)

۲۴x۲۱۰(۵۰۴۰)

رؤس = ۲، ۵، ۳، ۷

اس مسئلہ میں مخرج ۲۴ تھا۔ اس میں زوجات کا حصہ ثمن تھا اس لیے ان کو کل ۳ ملے اور ان کے رؤس اور سہام میں تباین ہے اس لیے جمیع عدد رؤس کو الگ لکھ لیا۔ بیٹیوں کا حصہ ثلثین ہے ان کو ۱۶ ملے جو ان پر برابر تقسیم نہیں ہوتے اور سہام اور رؤس کے درمیان توافق بالنصف کی نسبت ہے لہذا نصف عدد رؤس ۵ الگ لکھ

Marfat.com

لیے اور دادیوں کو سدس کی وجہ سے ۴ ملے اور ان کے سہام اور رؤس کے درمیان توافق بالنصف کی نسبت ہے لہٰذا نصف عدد رؤس ۳ الگ لکھ لیے اور چچا ان کو عصبہ کے طور پر صرف املا جو ان پر پورا تقسیم نہیں ہوتا اور رؤس اور سہام میں تباین ہے لہذا کل رؤس ۷ کو محفوظ کیا۔

اب ان تمام جمع شدہ اعداد کے درمیان نسبت دیکھی تو وہ نسبت تباین ہے اس لیے ایک عدد کے کل کو دوسرے عدد کے کل کے ساتھ ضرب دی اور پھر اس مجموعے کو دوسرے عدد کے کل کے ساتھ ضرب دی تو یہ حاصل ضرب ۲۱۰ ہو گیا۔

اب اس حاصل ضرب کو اصل مسئلہ میں ضرب دیا تو اس کا مجموعہ ۵۰۴۰ ہو گیا اور تمام فریقوں کے حصوں کے ساتھ ضرب دیا تو اس کے نتیجے میں زوجات کو ۶۳۰ بیٹیوں کو ۳۳۶۰ دادیوں کو ۸۴۰ اور چچوں کو ۲۱۰ ملے۔ جو ان پر پورے پورے تقسیم ہو جاتے ہیں۔ ہر زوجہ کو ۳۱۵ ہر بیٹی کو ۳۳۶ ہر دادی کو ۱۴۰ اور ہر ایک چچا کو ۳۰ ملے۔

تصحیح کے قواعد کا متبادل:

تصحیح کے قواعد میں چونکہ کئی امور کو یاد کرنا پڑتا ہے اس لیے اس سے بعض طلبہ گھبراتے ہیں۔ اور ان اصولوں میں بظاہر کسر (اشاریہ یا بٹے میں جواب آنا) اس کو ختم کر دیا گیا ہے مگر دیکھا جائے تو وہ کسر باقی رہتی ہے۔ وہ اس طرح کہ قاعدہ نمبر ۴ کو لیں اس میں بظاہر حصے ہر حصہ دار کو پورے پورے تقسیم ہو رہے ہیں مگر ترکہ تقسیم کرنے کی صورت میں پھر کسر واقع ہو گی۔

۲ زوجات	۱۰ بیٹیاں	۶ دادیاں
۷ چچا		
1/8	2/3	1/6
عصبات		

Marfat.com

۳x۲۱۰ ۱۶x۲۱۰ ۴x۲۱۰ ۱x۲۱۰

(۶۳۰) (۳۳۶۰) (۸۴۰) (۲۱۰)

۲۴x۲۱۰(۵۰۴۰)

ایک زوجہ کو ۳۱۵

ایک بیٹی کو ۳۳۶

ایک دادی کو ۱۴۰

ایک چچا کو ۳۰

اگر ترکہ ایک لاکھ روپے (۱۰۰۰۰۰) ہوتو اس کی تقسیم یوں ہوگی:

زوجات کا حصہ = ۵۰۴۰/۶۳۰x کل ترکہ (۱۰۰۰۰۰)=۱۲۵۰۰ روپے

بیٹیوں کا حصہ = ۵۰۴۰/۳۳۶۰x کل ترکہ(۱۰۰۰۰۰)=۶۶۶۶۶،۶ روپے

دادیوں کا حصہ = ۵۰۴۰/۸۴۰x کل ترکہ(۱۰۰۰۰۰)=۱۶۶۶۶،۶ روپے

چچاؤں کا حصہ = ۵۰۴۰/۲۱۰x کل ترکہ(۱۰۰۰۰۰)=۴۱۶۶،۶ روپے

اگر غور کریں تو اس میں ورثاء کے حصوں میں کسر واقع ہو رہی ہے۔ اگر ان رقوم کو ہر وارث کے حصے میں تقسیم کریں گے تو اور زیادہ کسر واقع ہوگی۔

اب اس کا آسان حل یہ ہے کہ تصحیح کرنے کی بجائے پہلے سے ہی ہر فریق کو جو حصہ مل رہا ہے اس سے ترکہ تقسیم کر دیا جائے اور جواب میں اگر اشاریہ آ جائے تو اس سے معمولی سا فرق پڑے گا۔ اور اتنا زیادہ تردد کرنے کی ضرورت نہیں۔ اب اگر اس مسئلہ کو بغیر تصحیح کے حل کریں تو اس طرح کریں گے۔

زوجات کا حصہ = ۲۴/۳x کل ترکہ(۱۰۰۰۰۰)=۱۲۵۰۰ روپے

بیٹیوں کا حصہ = ۲۴/۱۶x کل ترکہ(۱۰۰۰۰۰)=۶۶۶۶۶،۶ روپے

دادیوں کا حصہ = ۲۴/۴x کل ترکہ(۱۰۰۰۰۰)=۱۶۶۶۶،۶ روپے

چچاؤں کا حصہ = ۲۴/۱x کل ترکہ(۱۰۰۰۰۰)=۴۱۶۶،۶ روپے

Marfat.com

Marfat.com

باب دوازدہم

تخارج کا بیان

Marfat.com

Marfat.com

باب دوازدہم:

تخارج کا بیان

تخارج الشرکاء کا مطلب ہے "شرکاء کا آپس میں باہم تقسیم کرنا"

تخارج کی اصطلاحی تعریف:

ورثاء کا ترکہ سے کسی وارث کے حصے کو کسی شے معلوم کے عوض نکالنا۔

اس کی وضاحت اس طرح ہے کہ ایک متوفی کے ورثاء میں سے کوئی ایک فریق ترکہ میں سے کسی ایک شی کے بدلے اپنے حصے سے دستبردار ہوجائے۔ اور اس پر وہ خود بھی بغیر جبر واکراہ راضی ہو اور دیگر ورثاء بھی اپنی مرضی سے ایسا کرنے پر رضامند ہوں۔

تخارج کے جواز کی دلیل:

اس کے جواز کی دلیل ہمارے پاس وہ واقعہ ہے جس کو امام محمد نے کتاب الصلح میں سیدنا ابن عباس سے نقل کیا ہے۔ سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف نے اپنی مرض الموت میں اپنی زوجہ تماضر الکلبیہ کو طلاق دے دی۔ پھر آپ کا وصال ہوگیا اور وہ ابھی تک عدت میں تھیں۔ پس سیدنا عثمان غنی نے ان کو باقی تین زوجات کے ساتھ وارث ٹھہرایا۔ پس حضرت عبدالرحمٰن کے ورثاء نے ان کی اس زوجہ کو ان کے حصہ (جو کہ ثمن کا چوتھا یعنی بتیسواں حصہ تھا) کے بدلے تیراسی ۸۳ ہزار دینار یا دراہم کے عوض راضی کرلیا۔

تخارج کی شرائط:

۱۔ مصالحت کرنے والا وارث عاقل ہو۔

۲۔ شی معلوم ہو۔ مثلاً یہ واضح ہو کہ کتنی رقم ہے یا کونسی چیز ہے۔

۳۔ ایجاب وقبول ہو جائے جس طرح بیع میں ہوتا ہے۔

وارث کے حصے سے کم یا زیادہ ہو اس سے فرق نہیں پڑتا۔

تخارج کی صورت میں تقسیم کا طریقہ:

تمام ورثاء کو اوّلاً تقسیم میں شامل کیا جائے گا پھر جو وارث دستبردار ہوا ہے اسے

Marfat.com

نکال کر باقی ورثاء میں ان کے حصوں کی نسبت کے مطابق ترکہ تقسیم کیا جائے گا۔

مثال:

ایک شخص فوت ہوا جس کے ورثاء درج ذیل تھے۔ زوج۔ ماں اور چچا۔

اب زوج اپنے حصے سے دستبردار ہو گیا اس مہر کے عوض جو اس کے ذمہ ابھی واجب الادا تھا۔ پس تقسیم یہ ہوگی۔

نصف (۱/۲) ، ربع (۱/۴) ، ثمن (۱/۸) اور ثلثین (۲/۳) ، ثلث (۱/۳) اور سدس (۱/۶)

زوج	ماں	چچا
(۱/۲)	(۱/۳)	عصبہ
۳	۲	۱

۶

پس اس مسئلہ میں پہلے خاوند کو حصہ دیا جائے گا، اور پھر دوسرے ورثاء کو ان کے حصوں کی نسبت سے دیا جائے گا۔ مذکورہ صورت میں ماں کو ۲ اور چچا کو ۱ ملے گا۔ مثلاً ترکہ ۶۰۰۰ روپے ہو تو ماں کو ۴۰۰۰ اور چچا کو ۲۰۰۰ روپے ملیں گے۔

اگر اس تقسیم میں زوج کو شامل نہ کیا جاتا تو صورت اس طرح ہوتی:

ماں	چچا
(۱/۳)	عصبہ
۱	۲

۳

تقسیم میں اس مصالحت کرنے والے وارث کو شامل نہ کرنے سے ورثاء کے حصوں کی نسبتیں بدل جاتی ہیں۔ اب موجودہ تقسیم کے مطابق ماں کو ۲۰۰۰ روپے اور

Marfat.com

چچا کو ۴۰۰۰ روپے ملیں گے۔اس لیے تقسیم میں مصالحت کرنے والے وارث کو شامل کیا جائے گا۔

تقسیم میں شامل کرنے کی وجہ:

مصالحت کرنے والا جس شی کے بدلے مصالحت کرتا ہے وہ تمام ورثاء کا حق ہوتا ہے اور وہ اپنے حصے سے دستبردار ہوا ہے تو وہ بھی ہر ایک وارث کو حق ہے پس اس نے جو چیز لی تھی وہ باقی رہ جانے والے تمام ورثاء کا حق تھا پس اس کی وجہ سے جس فریق کا حصہ کم تھا اس کو کم نقصان ہوا۔اور جس فریق کا زیادہ حصہ تھا اس کو زیادہ نقصان ہوا ہے۔اب اس نے اپنے حصے سے دستبرداری کی ہے تو ورثاء کو فائدہ ہوا ہے تو جس کو پہلے نقصان زیادہ ہوا تھا اس کو اب فائدہ بھی زیادہ ہوگا اور جس کو پہلے نقصان کم ہوا تھا اس کو اب فائدہ بھی کم ہوگا۔

Marfat.com

Marfat.com

باب سیزدہم:

مناسخہ کا بیان

مناسخہ کا مادہ نسخ ہے جس کا معنی ہے: نقل کرنا اور تبدیل کرنا۔

اصطلاح میراث میں اس کا مطلب ہے کہ: کسی میت کے ترکہ تقسیم ہونے سے پہلے اس میت کے ورثاء میں سے کسی اور کا انتقال ہو جائے۔

جیسے ایک شخص احمد فوت ہوا اس کے ورثاء درج ذیل ہیں:

بیٹا علی۔ دوسرا بیٹا اسد۔ بیٹی سعدیہ۔ بیوی صالحہ

ابھی احمد کا ترکہ تقسیم نہیں ہوا تھا کہ اس کا بیٹا اسد فوت ہو گیا۔

مناسخہ کے قواعد:

قاعدہ نمبر ا:

اگر پہلے میت اور دوسرے میت کے ورثاء ایک ہی ہوں اور ان ورثاء کے حصوں کی نوعیت میں بھی فرق نہیں آتا تو دوسرے فریق کے فوت ہو جانے کے باوجود ترکہ صرف پہلے ہی فریق کا تقسیم کریں گے۔

جیسے ایک شخص احمد فوت ہوا اس کے ورثاء درج ذیل ہیں:

بیٹا علی۔ دوسرا بیٹا اسد۔ بیٹی سعدیہ۔

ابھی احمد کا ترکہ تقسیم نہیں ہوا تھا کہ اس کا بیٹا اسد فوت ہو گیا۔ اس میں بظاہر دو فریقوں کا ترکہ تقسیم کرنا ہوگا پہلے باپ (احمد) کا اور پھر بیٹے (اسد) کا۔ مگر غور کریں تو ترکہ دوبارہ دینے سے ورثاء کے حصّوں پر کوئی فرق نہیں پڑتا اس لیے صرف احمد کا ترکہ ہی تقسیم کر دیں گے دوبارہ اسد کا ترکہ تقسیم کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس میں دیکھیں کہ احمد کے ورثاء میں سے اسد، علی اور سعدیہ کو عصبہ کے طور پر للذکر مثل حظ الأنثیین کی

Marfat.com

صورت میں ملا پس کل مال کے کے پانچ حصے ہوئے ہر بیٹے کو 2 اور بیٹی کو 1 ملا۔ اب اسد کے فوت ہو جانے کے بعد اس کا ترکہ بھی اس کے بھائی اور بہن میں دو ایک کی نسبت سے تقسیم ہونا ہے۔ اس لیے اس دوبارہ تقسیم کرنے سے ان کے حصوں میں تبدیلی نہیں آئے گی۔

قاعدہ نمبر 2:

اگر کئی ورثاء یکے بعد دیگرے فوت ہو گئے اور ترکہ کی تقسیم عمل میں نہیں آئی تھی تو اس صورت میں سب سے پہلے میت اول کا مسئلہ قواعد کے مطابق حل کریں گے پھر اس کے ورثاء میں سے جو فریق فوت ہو گیا اس کا مسئلہ حل کریں گے اور اس میت ثانی کو جو کچھ میت اول سے ملا تھا اس کو اس کا ترکہ ظاہر کریں گے اور مافی الید کا لفظ استعمال کریں گے۔ اب اگر میت ثانی کے تصحیح شدہ مسئلہ (اصل مسئلہ کے بعد جو اس میں اضافہ ہوا) اور مافی الید میں نسبت تماثل ہو تو اس میت ثانی کے ورثاء کو پورا پورا دے دیں اور اگر ان میں توافق ہو تو تصحیح ثانی کے وفق کو تصحیح اول (میت اول کا مسئلہ) میں ضرب دو اور اگر ان دونوں میں تباین ہو تو تصحیح ثانی کے جمیع کو تصحیح اوّل کے جمیع میں ضرب دو حاصل ضرب دونوں مسئلوں کا مخرج ہو گا۔

مثال کے ذریعے وضاحت:

جیسے ایک عورت سلیمہ فوت ہو گئی اور اس نے درج ذیل ورثاء چھوڑے:

زوج (زید) بیٹی (کریمہ) ماں (عظیمہ)

ابھی ترکہ تقسیم نہیں ہوا تھا کہ زوج (زید) درج ذیل ورثاء چھوڑ کر فوت ہو گیا:

زوجہ (حلیمہ) باپ (عمرو) ماں (رحیمہ)

پھر ترکہ کی تقسیم سے قبل بیٹی (کریمہ) درج ذیل ورثاء چھوڑ کر فوت ہو گئی:

بیٹی (رقیہ) بیٹا (خالد) بیٹا (عبداللہ) نانی (عظیمہ)

پھر نانی (عظیمہ) بھی اس دنیا سے چل بسی اور اس کے پس ماندگان میں:

زوج (عبدالرحمٰن) بھائی (عبدالرحیم) بھائی (عبدالکریم)

Marfat.com

ترکہ کی تقسیم:

ان کے درمیان ترکہ کی تقسیم اس طرح ہوگی:

سلیمہ (متوفیہ اولیٰ)

زوج (زید) بیٹی (کریمہ) ماں (عظیمہ)

زید (متوفّیٰ ثانی)

زوجہ (حلیمہ) باپ (عمرو) ماں (رحیمہ)

کریمہ (متوفّیہ ثالثہ)

بیٹی (رقیہ) بیٹا (خالد) بیٹا (عبداللہ) نانی (عظیمہ)

عظیمہ (متوفّیہ رابعہ)

زوج (عبدالرحمٰن) بھائی (عبدالرحیم) بھائی (عبدالکریم)

پس ماندگان میں سے ہر ایک کا حصّہ:

حلیمہ	=	۸
عمرو	=	۱۶
رحیمہ	=	۸
رقیہ	=	۱۲
خالد	=	۲۴
عبداللہ	=	۲۴
عبدالرحمٰن	=	۱۸
عبدالرحیم	=	۹
عبدالکریم	=	۹
کل حصے	=	۱۲۸

مسئلہ کی وضاحت:

Marfat.com

اس مسئلہ میں سب سے پہلے ایک عورت سلیمہ فوت ہوئی ہے۔ ابھی اس کا ترکہ تقسیم نہیں ہوا تھا کہ اس کا زوج چل بسا اور پھر کچھ عرصہ بعد اور تقسیم سے پہلے اس کی بیٹی کریمہ بھی فوت ہوگئی۔ اور چند دنوں کے بعد ماں عظیمہ بھی فوت ہوگئی ابھی تک ترکہ تقسیم نہیں ہوا تھا۔ لہذا سب سے پہلے میت اول کا ترکہ تقسیم کیا۔

متوفیہ اولی سلیمہ کے ترکہ کی تقسیم:

اس کے ورثاء میں زوج (زید) کو ربع ملتا ہے اور بیٹی (کریمہ) کو نصف اور ماں (عظیمہ) کو سدس۔ مخرج ۱۲ ہوا پس تمام ورثاء کو حصہ دینے کے بعد "۱" بچ گیا جس کا مطلب ہے کہ یہ مسئلہ رد والا ہے اس لیے زوج کو اس کے اقل مخرج "۴" سے "۱" دیا اور باقی ۳ بچے جو بیٹی اور ماں پر پورے تقسیم نہیں ہوتے اس لیے رد کے قواعد کے مطابق ضرب دینے سے اصل مسئلہ ۱۶ ہوگیا اس میں سے زوج کو ۴، بیٹی کو ۹ اور ماں کو ۳ ملے۔

دوسرے متوفی یعنی زوج (زید) کے مسئلہ کا حل:

اب زوج (زید) کے مسئلہ کو حل کریں گے۔ اور اس کے چار سہام کو جو اسے ملے تھے وہ اب مافی الید اور اصل مسئلہ کہلائے گا۔ اسی چار سے ان ورثاء کو اس طرح دیں گے کہ زوجہ (حلیمہ) کو ۱، باپ (عمرو) کو ۲ اور ماں (رحیمہ) کو "۱" ملے گا۔ اب اصل مسئلہ بھی ۴ ہے اور حصے مطلوب بھی ۴ ہیں اس لیے کسی ضرب کی ضرورت نہیں۔

تیسری متوفیہ (کریمہ) کے ترکہ کی تقسیم:

کریمہ فوت ہوئی تو اس کا مافی الید ۹ تھا اور اس کے ورثاء درج ذیل تھے: بیٹی (رقیہ) بیٹا (خالد) بیٹا (عبداللہ) اور نانی (عظیمہ)۔ اب ان کے درمیان تقسیم اس طرح ہوگی:

نانی (عظیمہ) کو صاحب فرض ہونے کے ناطے سدس ملے گا اور باقی بیٹوں اور بیٹیوں میں للذکر مثل حظ الأنثیین کے طور پر تقسیم ہوگا۔ لہذا اصل مسئلہ ۶ سے ہوگا اور اس میں سے نانی کو "۱" اور بیٹی (رقیہ) کو "۱" اور بیٹے (خالد) کو "۲" اور بیٹے (عبداللہ) کو بھی ۲ ملیں گے۔

Marfat.com

اس کے بعد دیکھا کہ اصل مسئلہ ۶ اور مافی الید ۹ میں نسبت توافق ہے اور توافق بالثلث ہے تو وفق مسئلہ ۲ کو جمیع مال (پہلے میت کے مسئلہ) ۱۶ میں ضرب دی تو حاصل ضرب ۳۲ ہوگیا جو دونوں مسئلوں کا مخرج ہوا۔

متوفّی اوّل کے ورثاء کے سہام میں بھی اس عدد کو ضرب دی

زوجہ (حلیمہ) باپ (عمرو) ماں (رحیمہ)

بیٹی (رقیہ) بیٹا (خالد) بیٹا (عبداللہ) نانی (عظیمہ)

زوج (عبدالرحمٰن) بھائی (عبدالرحیم) بھائی (عبدالکریم)

متوفیہ رابعہ (عظیمہ) کے ترکہ کی تقسیم:

اس کا مافی الید ۹ ہے۔ ۶ بیٹی (سلیمہ) سے اور ۳ نواسی (کریمہ) سے ملے۔ اس کے ورثاء میں زوج (عبدالرحمٰن) بھائی (عبدالرحیم) بھائی (عبدالکریم) زوج کو نصف ملے گا اور دونوں بھائی عصبہ ہوں گے ترکہ کی تقسیم 2 سے ہوگی اور پھر تصحیح ''۴'' سے ہوگی۔ اب اس ''۴'' اور مافی الید ''۹'' میں تباین ہے۔ پہلے تو اس ''۹'' کو اصل مسئلہ میں ضرب دیں اور پھر ہر فریق کے حصے میں بھی ضرب دیں جس سے زوج کا حصہ ''۱۸'' اور ہر بھائی کا حصہ ''۹'' ہو جائے گا۔ پھر اس تصحیح '' 4 '' کو پہلے میت کی تصحیح ''۳۲'' میں ضرب دیں گے تو حاصل ضرب ''۱۲۸'' ہوگیا اور یہی عدد اب مخرج ہوگا۔ اب اس عدد مضروب کو ہر فریق کے حصے میں بھی ضرب دے دیں گے۔

مناسخہ کا آسان حل:

سابقہ مثال کو اتنی لمبی تقسیم اور اس مشکل کلیے کے بغیر بھی حل کر سکتے ہیں۔ وہ اس طرح کہ گزشتہ مثال میں ہر فریق کا حصہ اس طرح ہے:

حلیمہ: ۸

عمرو: ۱۶

رحیمہ: ۸

رقیہ: ۱۲

Marfat.com

خالد: ۲۴

عبداللہ: ۲۴

عبدالرحمٰن: ۱۸

عبدالرحیم: ۹

عبدالکریم: ۹

اب اگر میت اوّل کا ترکہ ۱۰۰۰۰ روپے ہو تو ہر وارث کا حصہ درج ذیل ہوگا:

حلیمہ: ۱۲۸/۸X۱۰۰۰۰= ۶۲۵

عمرو: ۱۲۸/۱۶X۱۰۰۰۰= ۱۲۵۰

رحیمہ: ۱۲۸/۸X۱۰۰۰۰= ۶۲۵

رقیہ: ۱۲۸/۱۲X۱۰۰۰۰= ۹۳۷

خالد: ۱۲۸/۲۴X۱۰۰۰۰= ۱۸۷۵

عبداللہ: ۱۲۸/۲۴X۱۰۰۰۰= ۱۸۷۵

عبدالرحمٰن: ۱۲۸/۱۸X۱۰۰۰۰= ۱۴۰۷

عبدالرحیم: ۱۲۸/۹X۱۰۰۰۰= ۷۰۳

عبدالکریم: ۱۲۸/۹X۱۰۰۰۰= ۷۰۳

اس کا آسان حل یہ ہے کہ سب سے پہلی میت کا ترکہ تقسیم کرلیں۔

سلیمہ (متوفیہ اولی)

زوج (زید)	لڑکی (کریمہ)	ماں (عظیمہ)
۱/۴	۱/۲	۱/۶
۱	۳	
۴	۹	۳

۴x۴ (۱۶)

Marfat.com

زوج (زید) کا حصہ = ۱۶/۴x۱۰۰۰۰= ۲۵۰۰

کریمہ (لڑکی) کا حصہ = ۱۶/۹x۱۰۰۰۰= ۵۶۲۵

عظیمہ (ماں) کا حصہ = ۱۶/۳x۱۰۰۰۰= ۱۸۷۵

زوج (زید) (متوفی ثانی)

زوجہ (حلیمہ)	باپ (عمرو)	ماں (رحیمہ)
۱/۴	عصبہ	۱/۳
۳	بقیہ (۶)	۳

۱۲ـــ۳=۹

زوجہ (حلیمہ) کا حصہ = ۱۲/۳x۲۵۰۰= ۶۲۵

ماں (رحیمہ) کا حصہ = ۱۲/۳x۲۵۰۰= ۶۲۵

باپ (عمرو) کا حصہ = ۱۲۵۰

کریمہ (بیٹی) (متوفیہ ثالثہ)

نانی (عظیمہ)	بیٹی (رقیہ)	بیٹا (خالد)
بیٹا (عبداللہ)		
۱/۶	عصبہ	
عصبہ	عصبہ	
۱	۵(۱+۲+۲	
۶		

ہر وارث کا حصہ:

نانی (عظیمہ) کا حصہ = ۶/۱x۵۶۲۵= ۹۳۷

Marfat.com

بیٹی (رقیہ) کا حصہ = ۹۳۷ =۵۶۲۵X1/6

بیٹا (خالد) کا حصہ = ۱۸۷۵ =۵۶۲۵X2/6

بیٹا (عبداللہ) کا حصہ = ۱۸۷۵ =۵۶۲۵X2/6

سلیمہ (متوفیہ رابعہ)

زوج (عبدالرحمٰن)	بھائی (عبدالرحیم)	بھائی (عبدالکریم)
1/2	عصبہ	عصبہ
۱	۱	
	۲	

متوفیہ کا ترکہ: میت اول (سلیمہ) سے ملا = ۱۸۷۵

میت ثالث (کریمہ) سے ملا = ۹۳۷

کل ترکہ = ۲۸۱۲ روپے

زوج (عبدالرحمٰن) کا حصہ = ۱۴۰۶ =۲۸۱۲X1/2

بھائی (عبدالرحیم) کا حصہ = ۷۰۳

بھائی (عبدالکریم) کا حصہ = ۷۰۳

مثال کی وضاحت:

اوپر بیان کی گئی مثال میں ہم نے سب سے پہلے فوت ہونے والے شخص یعنی سلیمہ کا ترکہ تقسیم کیا ہے۔ اس کا کل ترکہ ۱۰۰۰۰ روپے ہے۔ اس میں سے زید کو ۲۵۰۰، کریم کو ۵۶۲۵ اور عظیمہ کو ۱۸۷۵ ملے۔

اب پہلی میت کے ورثاء میں سے اس کا زوج یعنی زید فوت ہو گیا اور اس کے ورثاء کو اس کا ترکہ تقسیم کیا جو کہ ۲۵۰۰ ہے۔ اس کے ورثاء میں سے اس کی زوجہ حلیمہ کو ۶۲۵ ماں رحیمہ کو ۶۲۵ اور باپ عمرو کو ۱۲۵۰ روپے ملے۔

Marfat.com

اب کچھ عرصہ بعد سب سے پہلی میت کی بیٹی کریمہ فوت ہوگئی جس کے ورثاء میں اس کی نانی عظیمہ اور دو بیٹے خالد اور عبداللہ اور ایک بیٹی رقیہ ہیں۔ اب نانی کو صاحب فرض کے طور پر چھٹا حصہ ملا اور اس میت کریمہ کا ترکہ ۵۶۲۵ روپے ہے لہذا اس نانی کو ۹۳۷ روپے ملے اور باقی مال عصبہ کے طور پر اس کی بیٹی اور بیٹوں میں تقسیم ہو گیا پس رقیہ کو ۹۳۷ اور خالد اور عبداللہ میں سے ہر ایک کو ۱۸۷۵ ملے۔

اس کے بعد عظیمہ بھی انتقال کر گئی جو کہ پہلی میت سلیمہ کی ماں اور تیسری میت کریمہ کی نانی ہے۔ اس نے دو میتوں سے ترکہ حاصل کیا تھا پہلی میت سلیمہ سے ۱۸۷۵ روپے اور تیسری میت کریمہ ۹۳۷ سے روپے۔ یہ دونوں ملا کر کل ۲۸۱۲ روپے ہوئے۔ اس کے ورثاء میں سے اس کا زوج عبدالرحمٰن ہے اور دو بھائی عبدالرحیم اور عبدالکریم ہیں۔ زوج کو نصف مال کے طور پر کل ترکہ سے آدھا ۱۴۰۶ ملا اور باقی مال دونوں بھائیوں میں برابر تقسیم ہو گیا پس ہر بھائی کو ۷۰۳ روپے ملے۔

اس مسئلہ میں آسانی کا پہلو یہ ہے کہ تمام ورثاء کو ایک ہی دفعہ تقسیم کرنے سے جو مشکل پیش آرہی تھی اس سے نجات مل گئی سب سے پہلے فوت ہوتے والے شخص کا ترکہ تقسیم کریں اور پھر اس میں سے ہر وارث کو جو ملا ہے اس کو دے دیں اور دوسرے اور تیسرے نمبر پر فوت ہونے والے شخص کے ورثاء کو اس میت کو جو مال ملا ہے اس میں سے دیں نہ کہ پہلی میت کے مال سے۔

ہر وارث کا حصہ:

حلیمہ: ۸

عمرو: ۱۶

رحیمہ: ۸

رقیہ: ۱۲

خالد: ۱۲

عبداللہ: ۲۴

Marfat.com

عبدالرحمٰن: ۱۸

عبدالرحیم: ۹

عبدالکریم: ۹

اب اگر غور کریں تو ہر وارث کو وہی ملا ہے جو اس کو پہلے والی صورت میں ملا تھا مگر اس میں کئی تقسیمات مشکل قسم کی تھیں ہم نے ایک آسان حل پیش کر دیا ہے۔

Marfat.com

باب چہاردہم
مخصوص وراثتوں کا بیان

Marfat.com

Marfat.com

باب چہاردہم:

مخصوص وراثتوں کا بیان

اس باب میں درج ذیل سات فصول ہیں:

فصل اول	حمل کی میراث
فصل دوم	مفقود کی وراثت
فصل سوم	اسیر (قیدی) کی وراثت
فصل چہارم	حادثاتی موت والوں کی وراثت
فصل پنجم	مرتد کی وراثت
فصل ششم	یتیم پوتے کی وراثت
فصل ہفتم	خنثیٰ کی میراث

فصل اول:

حمل کی میراث:

حمل کے لیے بھی ترکہ میں حصہ ہے جس طرح کہ زندہ ورثاء کے لیے ہے اور اس کے حصہ پانے میں کوئی اختلاف نہیں۔

حمل کے وارث بننے کے لیے شرائط:

حمل کے حصہ پانے کی درج ذیل شرائط ہیں جن کا پورا ہونا ضروری ہے:

۱۔ حمل مقررہ مدت کے اندر پیدا ہو اور اس کے پیدا ہونے کی کم از کم مدت اور زیادہ سے زیادہ مدت کا بیان تفصیل سے آ رہا ہے۔

۲۔ حمل پیدائش کے وقت زندہ ہو۔ اگرچہ تھوڑے وقت کے بعد فوت ہو جائے۔ زندہ پیدا ہونے کی علامت یہ ہے کہ اس کی آواز نکلے یا پیدائش کے بعد اس کے بعض اعضاء

Marfat.com

حرکت کرتے ہوں ۔ اگر اس کے اکثر اعضاء نکلے تو کہا جائے گا کہ یہ اس کے زندہ ہونے کی دلیل ہے ۔ اگر آدھے سے زائد زندہ نکلا پھر مر گیا تو وہ وارث ہوگا کیونکہ اکثر کل کے حکم میں ہوتا ہے۔

اگر حاملہ عورت کے پیٹ پر ضرب لگنے سے اسکا حمل ساقط ہو گیا ہو اور وہ حمل (جنین) ماں سے جدا کیا گیا تو وارث قرار دیا جائیگا۔

دلیل:

شرع نے اس ضرب لگانے والے پر تاوان واجب کیا ہے اور تاوان کا وجوب زندہ پر جنایت کی صورت میں ہی ہوتا ہے چنانچہ جب اسکے زندہ ہونے کا حکم دیا گیا تو اس کو میراث ملے گی اور پھر اس کا حصہ اس کے فوت ہونے کی وجہ سے اس کے وارثوں میں تقسیم کیا جائے گا۔

اکثر مدت حمل:

۱۔ امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک زیادہ سے زیادہ مدت حمل دو سال ہے۔
۲۔ حضرت لیث بن سعد رحمہ اللہ کے نزدیک تین سال ہیں
۳۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک چار سال ہیں۔
۴۔ امام زھری رحمہ اللہ کے نزدیک سات سال ہیں۔

اقل مدت حمل:

اقل مدت حمل بالاتفاق چھ مہینے ہیں۔

حمل کے لیے مدت انتظار:

اگر حمل مرنے والے کا ہو تو اس صورت میں زیادہ سے زیادہ مدت کا اعتبار کیا جائے گا مگر حمل مرنے والے کے کسی رشتہ دار کا ہو جو وارث بن سکتا ہو تو اس صورت میں چھ ماہ سے زائد انتظار نہیں کیا جائے گا۔ اگر اس دوران بچہ پیدا ہو گیا تو اس کو حصہ ملے گا ورنہ باقی ورثاء کو حصہ محفوظ تقسیم کر دیا جائے گا۔

مثلاً کوئی شخص فوت ہوا اور اس کے ورثاء میں ایک بیٹی اور ایک حاملہ

Marfat.com

بھابھی (اس فوت ہونے والے شخص کا بھائی پہلے ہی کچھ عرصہ حاملہ بیوی کو چھوڑ کر فوت ہو چکا تھا) تھی اور ایک چچا تھا۔ اب اگر وہ حمل بیٹا پیدا ہو تو عصبہ کے طور پر وارث ہوگا کیونکہ بیوی کو ثمن ملے گا اور بیٹی کو نصف ملے گا اور باقی عصبہ کے طور پر قریبی مرد کو ملنا ہے۔ اب اگر وہ حمل بیٹا پیدا ہوا تو وہ عصبہ ہوگا ورنہ چچا عصبہ ہو جائے گا۔ اس صورت میں اس حاملہ بھابھی کے وضع حمل کا انتظار اس شخص کے مرنے کے بعد صرف چھ ماہ تک کیا جائے گا۔

اگر وہ حمل اس مرنے والے کا ہوتا مثلاً اس کی اپنی حاملہ بیوی موجود ہوتی تو اس کے وضع حمل کا انتظار دو سال تک کیا جاتا۔

حمل کے لیے میراث:

حمل کے لیے میراث میں کتنا حصہ محفوظ رکھا جائے، اس مسئلہ میں ائمہ کرام کے درمیان اختلاف ہے۔

حنفیہ مسلک:

۱۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک چار لڑکے یا چار لڑکیوں میں سے جس کا حصہ زیادہ ہو وہ حمل کے لیے محفوظ رکھا جائے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ امام اعظم کو چار بچوں تک ایک حمل میں پیدا ہونے کا ثبوت ملا تھا۔

۲۔ امام ابو یوسف سے یہ روایت کی ہے کہ ایک بیٹے یا بیٹی کے حصے میں جس کا حصہ زیادہ ہو اسی کو حمل کے لیے روک رکھا جائے۔

۳۔ امام محمد الشیبانی کا قول یہ ہے کہ دو لڑکوں یا دو لڑکیوں کا حصہ، جو بھی زیادہ ہو، رکھا جائے۔

مفتیٰ بہ قول:

ایک بیٹے یا ایک بیٹی کے حصے میں سے جو حصہ زائد ہو اس کے روکے جانے والا قول اصح ہے اور اسی پر فتویٰ ہے، کیونکہ اکثر حمل سے ایک ہی بچہ پیدا ہوتا ہے۔

چنانچہ اگر کسی شخص نے حاملہ بیوی چھوڑ کر وفات پائی اور اس کا ترکہ حمل کے

Marfat.com

پیدا ہونے سے پہلے تقسیم کیا جائے تو اس صورت میں حمل کو لڑکا یا لڑکی فرض کیا جائے گا۔ جو اس کے حق میں بہتر ہو، یعنی اگر لڑکا فرض کرنے سے اس کو زیادہ حصہ ملتا ہے تو اس کو لڑکا قرار دے کر اس کا حصہ محفوظ رکھا جائے گا اور اگر لڑکی فرض کر کے زیادہ حصہ ملتا ہو تو اس کو لڑکی قرار دے کر اسکا حصہ محفوظ رکھیں گے۔

مثال کے طور پر ایک شخص بیوی، بیٹا اور حمل چھوڑ کر مرا ہے۔ اگر حمل کو لڑکا فرض کیا جائے تو اس صورت میں بیوی کو آٹھواں حصہ دے کر باقی سات حصوں میں دونوں بھائی شریک ہو جاتے ہیں اور اگر حمل کو لڑکی فرض کیا جائے تو بیوی کا آٹھواں حصہ نکال کر باقی سات میں سے دو حصے لڑکے کو ملیں گے اور پیدا ہونے والی لڑکی کو ایک تہائی ملے گا۔ لہٰذا حمل کو لڑکا فرض کیا جائے گا۔

امام شافعی کا موقف:

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حمل کی صورت میں کسی وارث کو حصہ نہ دیا جائے گا۔ البتہ کسی خاص وارث کو جس کا حصہ حمل کے لڑکے یا لڑکی یا ایک سے زائد ہونے کی صورت میں تبدیل نہ ہوتا ہو دیا جاسکتا ہے۔

دراصل حمل کی صورت میں حصہ روکنے کے لیے دیگر ورثاء کی موجودگی کا لحاظ ضروری ہے کہ وہ کس درجہ میں آتے ہیں۔ لڑکے یا لڑکی پیدا ہونے کے سبب ان کے حصوں میں حجب حرمان یا حجب نقصان پیدا ہونے کا امکان پایا جاتا ہے یا نہیں۔ چنانچہ ان امور کا لحاظ رکھتے ہوئے اس کے مطابق ترکہ کی مقدار روک لینی چاہیے۔

حصہ رکھنے کا طریق:

حمل کو ایک دفعہ مذکر تصور کیا جائے گا اور ایک دفعہ مونث اور ایک دفعہ حمل کو مردہ تصور کیا جائے پھر تینوں طریق سے ترکہ کی تقسیم کی جائے گی۔ پس جس صورت میں حمل کے لیے ترکہ زیادہ بنتا ہو اور ورثاء کے لیے ترکہ کم بنتا ہو وہ صورت اختیار کی جائے گی۔ مثلاً مذکر تصور کرنے کی صورت میں اس کا حصہ زیادہ بنتا تھا تو مذکر سمجھ کر حصہ رکھا جائے گا اور اگر مونث تصور کرنے میں زیادہ حصہ بنتا ہو تو مونث سمجھتے ہوئے وہ زیادہ

Marfat.com

حصہ موقوف رکھا جائے گا۔ اگر بچہ پیدا ہوا اور وہ اس تقسیم کے مطابق اپنا حصہ لے لیتا ہے تو درست نہیں تو وہ زائد حصہ باقی ورثاء میں تقسیم ہو جائے گا۔

حمل کی میراث:

مثال: ایک شخص ماں، باپ اور زوجہ حاملہ چھوڑ کر فوت ہوا۔ اس کے ورثاء میں حمل کو ایک دفعہ لڑکا فرض کریں گے اور دوسری بار لڑکی۔

حمل کو لڑکا فرض کرنے کی صورت میں تقسیم:

ماں	باپ	زوجہ حاملہ	حمل (لڑکا)	
1/6	1/6	1/8	عصبہ	
۴	۴	۳		۱۱
۹۶	۹۶	۷۲		
	۲۴		۲۴	

حمل کو لڑکا فرض کیا گیا تھا اس لیے اس کو ۱۳ بطور عصبہ ملے۔ اور پھر ۲۴x۱۳ = ۳۱۲ ہوئے۔

حمل کو لڑکی فرض کرنے کی صورت میں:

ماں	باپ	زوجہ حاملہ	یعنی حمل (لڑکی)
1/6	1/6	1/8	1/2
۴	۴	۳	۱۲=۲۳
۹۶	۹۶	۷۲	۲۸۸
	۲۴		۲۴

حمل کو لڑکی فرض کیا تھا اس لیے اس کو ۱۲ بطور صاحب فرض ملے۔ اور باپ کو دوبارہ (1) بطور عصبہ ملے۔ اور پھر 1x۲۴=۲۴ ہوئے۔

مثال: ایک شخص فوت ہوا اس کے ورثاء درج ذیل ہیں:

Marfat.com

حاملہ بیوی ، ماں ، ایک بہن

اس میں تین ممکنہ صورتیں ہیں

۱۔ لڑکی پیدا ہو

۲۔ لڑکا پیدا ہو

۳۔ مردہ بچہ پیدا ہو

لڑکی پیدا ہونے کی صورت میں تقسیم:

زوجہ	ماں	بیٹی	دو بہنیں
ثمن	سدس	نصف	عصبہ
۳	۴	۱۲	(۵)= ۱۹/۲۴
		۲۴	

لڑکا پیدا ہونے کی صورت میں تقسیم:

زوجہ	ماں	بیٹا	دو بہنیں
ثمن	سدس	عصبہ	محجوب
۳	۴	(۱۷) ۷/۲۴	
		۲۴	

بچہ مردہ پیدا ہونے کی صورت میں تقسیم:

زوجہ	ماں	دو بہنیں
ربع	سدس	ثلثین
۳	۲	۸ =۱۳
	۱۲	

نتیجہ:

اس مسئلہ میں حمل کو بیٹا تصور کرتے ہوئے باقی ورثاء کو حصہ دے دیں گے۔

Marfat.com

یعنی کل مال کے ۲۴ حصے کریں گے۔ اس میں سے زوجہ کو ۳ ماں کو ۴ اور ۱۷ حصے حمل (بیٹے) کے لیے محفوظ رکھے جائیں۔

اب اگر بیٹا پیدا ہوتا ہے تو تقسیم برقرار رہے گی۔ اگر بیٹی پیدا ہوتی ہے تو اس کو محفوظ رکھے گئے ترکہ میں سے ۱۲ حصے مل جائیں گے اور باقی ۵ حصے بہنوں کو مل جائیں گے کیونکہ یہ حصہ اسی کا ہے۔

ایک اور صورت بھی ہوسکتی ہے۔ اور وہ یہ کہ بچہ مردہ پیدا ہو۔ اس صورت میں تقسیم بدل جائے گی اور تمام ورثاء کے حصے میں تبدیلی آ جائے گی۔ اور صورت یوں ہو گی کہ اب تقسیم ۱۳ سے ہو گی کیونکہ اس مسئلہ میں عول ہو چکا ہے۔ اور اس میں ۱۳ میں سے زوجہ کو ۳ ماں کو ۲ اور بہنوں کو ۸ ملیں گے۔

اگر ترکہ ایک لاکھ (۱۰۰۰۰۰ روپے) ہو تو اس تقسیم کے مطابق ہر وارث کا حصہ یوں ہوگا:

زوجہ: ۱۰۰۰۰۰×۳/۱۳ = ۲۳۰۷۷ روپے

Marfat.com

فصل دوم:

مفقود کا بیان

مفقود سے کیا مراد ہے؟

ایسا شخص جو طویل عرصہ سے غائب ہو اور اس کی زندگی اور موت کے بارے میں کسی کو کوئی خبر نہ ہو۔

نوٹ: اگر کوئی شخص کہیں قید ہے اور اس کا علم ہے یا دیار غیر میں موجود ہے تو اس پر مفقود کا حکم جاری نہیں ہوگا۔

مفقود کے مال کا حکم:

اس کا مال محفوظ رہے گا تقسیم نہیں کیا جائے گا۔ اور اس کی واپسی کا انتظار کیا جائے گا یہاں تک کہ اس کی موت کی یقینی خبر آ جائے یا اس پر ایک طویل مدت گزر جائے۔ اور پھر قاضی اس کی موت کا حکم لگائے گا اور پھر اس کا مال تقسیم کیا جائے گا۔ اور اس کی موت کا حکم جس دن لگایا گیا تھا اس وقت جو لوگ موجود ہوں گے صرف وہی ورثاء ہوں گے اور مفقود کے غائب ہونے کے بعد جو رشتہ دار فوت ہو گئے تھے ان کو کچھ نہیں ملے گا کیونکہ اس وقت تک اس کی موت کا حکم نہیں لگایا گیا تھا اور وراثت پانے کے لیے مورث کی موت کی شرط ہے۔

اگر موت کا حکم لگانے اور ترکہ تقسیم کرنے کے بعد مفقود واپس آ گیا تو جو مال ورثاء کے پاس موجود ہوگا یہ اس کو لے لے گا۔

مفقود کی زوجہ کے لیے انتظار کی مدت:

اس مدت میں آئمہ کرام کا اختلاف ہے کہ کب تک اس کا انتظار کیا جائے گا۔

ا۔ احناف کے ہاں اس کا انتظار کیا جائے گا یہاں تک کہ اس کے تمام ہم عمر فوت ہو جائیں۔ اب اس مدت کا تعین سالوں میں کیسے کیا جائے اس میں مختلف اقوال ہیں۔

Marfat.com

جس میں ایک سو بیس سال (۱۲۰) اور نوے سال کا قول بھی ہے۔
بعض حنفیہ کی رائے یہ ہے کہ یہ قاضی کے اجتھاد پر موقوف ہے۔ اور یہی قول مفتی بہ ہے۔

۲۔ مالکیہ کے نزدیک یہ مدت چار سال ہے۔ اس کے بعد قاضی مفقود کی موت کا حکم لگائے گا۔ اور زوجہ مفقود عدت کے بعد نکاح ثانی کر سکتی ہے۔

مفقود کے وارث ہونے کا مسئلہ:

مفقود کی عدم موجودگی میں جو مورث فوت ہو جائیں مفقود کو ان کا وارث بنایا جاتا ہے۔ اور اگر یہ واپس زندہ سلامت آ گیا تو اپنے اس ترکہ کو جو اس کے لیے محفوظ رکھا گیا تھا پائے گا۔ اس ترکہ کی تقسیم کا طریقہ درج ذیل ہوگا:

جب مفقود کا کوئی مورث فوت ہوگا تو اس مفقود کو ایک دفعہ زندہ سمجھتے ہوئے ترکہ تقسیم کریں گے اور ایک دفعہ مردہ سمجھتے ہوئے تقسیم کریں گے۔ اب اس کا حصہ محفوظ کر لیں گے اور اگر یہ واپس نہ آیا تو ورثاء کو اس مال محفوظ میں سے اس تقسیم کے مطابق دیا جائے جس میں اسے مردہ فرض کیا گیا تھا۔

Marfat.com

فصل سوم:

اسیر (قیدی) کی وراثت

قیدی کی وراثت کا حکم بھی عام مسلمانوں جیسا ہے اور یہاں قیدی سے مراد وہ شخص ہے جو دارالحرب میں دشمن کے ہاتھوں قیدی ہو گیا ہو۔

اس کے دو حالات ہو سکتے ہیں۔

۱۔ زندہ ہو

۲۔ مجہول الحال ہو

زندہ ہونا:

اگر قیدی زندہ ہو تو اس کا معاملہ عام مسلمانوں کی طرح ہو گا۔ اس کو دوسرے لوگوں کی وراثت ملے گی اور جب وہ دوران قید مر جائے گا تو اس کا ترکہ اس کے ورثاء میں تقسیم کر دیا جائے گا۔

اس کا دارالحرب میں ہونا وارث ہونے سے مانع نہیں کیونکہ مسلمانوں کے لیے دارالحرب موانع میں سے نہیں اور اگر وہ دشمن کی قید میں خدانخواستہ مرتد ہو گیا تو اس کا معاملہ مرتد والا ہو گا۔

مجہول الحال ہونا:

اگر قیدی کے بارے میں علم نہ ہو کہ وہ دارالحرب میں زندہ ہے یا مر گیا۔ اور اس حالت میں عرصہ دراز گزر گیا تو اس کا معاملہ مفقود والا ہو گا۔ اور اس کا ترکہ تقسیم نہیں کیا جائے گا یہاں تک کہ اس کی موت کا یقین ہو جائے۔

Marfat.com

فصل چہارم:

حادثاتی موت والوں کی وراثت

اگر کچھ لوگ اکٹھے کسی حادثے میں مر جائیں، آگ میں جل جائیں یا ڈوب جائیں اور یہ افراد ایسے ہوں جو کہ آپس میں باہم وارث ہوں اور اس بات کا علم نہ ہو کہ کون پہلے مرا ہے تو ان کو آپس میں میراث کا حکم درج ذیل ہوگا:

۱۔ سب سے پہلے تو اس بات کی کوشش کی جائے گی کہ اس بات کا علم ہو کہ پہلے کون فوت ہوا ہے اور کون بعد میں۔ خواہ یہ علم کسی عینی شاھد سے ہو یا پوسٹمارٹم رپورٹ سے یا دیگر طبی ذرائع سے۔

جب اس چیز کا علم ہو جائے تو بعد میں مرنے والا پہلے کا وارث ہوگا بیشک چند لمحات کا فرق ہو۔

۲۔ اگر اس بات کا علم نہ ہو کہ پہلے کون فوت ہوا ہے اور بعد میں کون؟ تو پھر ان کو آپس میں ایک دوسرے کا وارث نہیں بنائیں گے۔

وارث نہ بنانے کا سبب:

وراث ہونے کی شرائط میں سے یہ شرط ہے کہ مورث کی وفات کے وقت ''وارث زندہ ہو'' اور جب یہ شرط نہیں پائی گئی تو وراثت نہیں ملے گی۔

مثال سے وضاحت:

اگر باپ بیٹا اکٹھے کسی حادثہ میں فوت ہو گئے اور ان کی موت کا علم نہیں کہ پہلے کون مرا تو ان کی وراثت کی آپس میں تقسیم اس طرح ہوگی:

کسی ایک شخص کی وراثت پہلے تقسیم کریں گے۔ مثلاً بیٹے کی وراثت پہلے تقسیم کریں گے اور باپ کو اس میں وارث نہیں بنائیں گے۔ پھر باپ کی واثت تقسیم کریں گے تو بیٹے کو وارث نہیں بنائیں گے۔ جیسے: احمد۔ اس کا بیٹا علی۔ دوسرا بیٹا اسد۔ بیٹی

Marfat.com

سعدیہ۔ بیوی صالحہ اکٹھے سفر کر رہے تھے حادثے میں احمد اور اس کی بیٹا اسد اکٹھے فوت ہو گئے ان کی وراثت کی تقسیم یوں ہو گی:

دونوں میں سے کسی ایک کی بھی وراثت پہلے تقسیم ہو سکتی ہے۔ اگر احمد کی میراث پہلے تقسیم کریں تو اس کے ورثاء درج ذیل ہوں گے:

اس کا بیٹا علی۔ بیٹی سعدیہ۔ بیوی صالحہ

پھر اسد کی وراثت تقسیم کریں گے تو اس کے ورثاء درج ذیل ہوں گے۔

اس کا بھائی علی۔ اس کی بہن سعدیہ اور اس کی ماں صالحہ

اکٹھے مرنے والوں کی وراثت کی تقسیم میں ایک اور قول:

اکٹھے مرنے والوں کے وراثت کے تقسیم میں ایک اور قول سیدنا علی اور سیدنا عبداللہ ابن مسعود کا ہے۔ ان کے نزدیک: ان سب مرنے والوں کو آپس میں ایک دوسرے کا وارث بنایا جائے گا۔ مگر جو ترکہ ایک نے دوسرے سے حاصل کیا اس میں وراثت جاری نہیں ہو گی۔

گزشتہ مثال کی اس مذہب کے حوالے سے وضاحت:

دونوں میں سے کسی ایک کی بھی وراثت پہلے تقسیم ہو سکتی ہے۔ اگر احمد کی میراث پہلے تقسیم کریں تو اس کے ورثاء درج ذیل ہوں گے۔

اس کا بیٹا علی۔ دوسرا بیٹا اسد۔ بیٹی سعدیہ اور بیوی صالحہ

پھر اسد کی وراثت تقسیم کریں گے تو اس کے ورثاء درج ذیل ہوں گے۔

اس کا بھائی علی، بہن سعدیہ، ماں صالحہ اور، باپ احمد

فرق: فرق صرف یہ ہو گا کہ احمد کی تقسیم میں سے اسد کو اگر ایک ہزار روپے ملے ہیں تو اب اسد کی وراثت تقسیم کرتے وقت اس ہزار کے علاوہ باقی رقم سے اس کے باپ احمد کو حصہ ملے گا۔ تمام ترکے سے نہیں ورنہ اس سے اپنے ترکے کا ہی وارث ہونا لازم آئے گا جو کہ درست نہیں۔

Marfat.com

فصل پنجم:

مرتد کی وراثت

مرتد کی وراثت کے درج ذیل احکام ہیں:

۱۔ جب مرتد حالت ارتداد میں مر گیا یا قتل ہو گیا یا دارالحرب چلا گیا اور قاضی نے بھی اس کے دارالحرب منتقل ہونے کا حکم جاری کر دیا جو اس نے حالت اسلام میں کمایا تھا وہ اس کے مسلمان ورثاء کے لیے ہے۔ اس پر تمام فقہاء احناف کا اتفاق ہے

۲۔ جو مال اس نے حالت ارتداد میں کمایا اس کے بارے میں امام ابوحنیفہ کی رائے ہے کہ اس مال کو بیت المال میں رکھا جائے گا جبکہ صاحبین کے نزدیک حالت اسلام اور حالت ارتداد دونوں حالتوں میں کمایا ہوا مال مسلمان ورثاء کے لیے ہے۔

۳۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ دونوں حالتوں میں کمایا ہوا مال بیت المال میں رکھا جائے گا۔

۴۔ مرتد نے جو مال دارالحرب جانے کے بعد کمایا وہ مال بالاتفاق فے ہے۔

۵۔ مرتدہ نے جو بھی مال کمایا وہ اس کے مسلمان ورثاء کے لیے ہے۔ خواہ وہ مال حالت اسلام میں کمایا یا حالت کفر میں۔

۶۔ مرتد نہ تو مسلمان سے ترکہ پاتا ہے اور کسی دوسرے مرتد سے۔

۷۔ جب تمام بستی والے مرتد ہو جائیں تو پھر وہ ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔

فصل ششم:

یتیم پوتے کی وراثت:

یتیم پوتے کی میراث کا مسئلہ آج تک متنازع فیہ رہا ہے کیونکہ اس کے بارے میں براہ راست کوئی آیت یا حدیث موجود نہیں۔ سب سے پہلے ہم یہ واضح کرتے ہیں کہ یتیم پوتے سے کیا مراد ہے؟

اس سے مراد یہ ہے کہ ایک شخص مثلاً احمد کے دو بیٹے ہیں علی اور حسن۔ ان دو بیٹوں میں سے علی کا ایک بیٹا ہے حمزہ۔ اب علی اپنے بیٹے حمزہ کو چھوڑ کر فوت ہو گیا۔

Marfat.com

اس کے کچھ عرصہ بعد احمد فوت ہو گیا۔ اب اس احمد کے دو پس ماندگان ہیں۔ ایک بیٹا حسن اور دوسرا پوتا حمزہ۔ اس حمزہ کو یتیم پوتا کہیں گے۔ اس کے بارے میں اختلاف ہے کہ کیا حمزہ کو حسن کی موجودگی میں وراثت ملے گی یا نہیں۔ کیونکہ اصول ہے کہ قریبی کی موجودگی میں دور والا وراث حصہ نہیں پاتا۔

اب یتیم پوتے سے مراد صرف یتیم پوتا ہی نہیں بلکہ یتیم پوتی، اور یتیم نواسے نواسیاں بھی مراد ہیں۔

ان کے بارے میں تین مذاہب ہیں:

۱۔ وارث نہیں ہونگے۔ (محجوب ہوں گے)

۲۔ وارث ہونگے۔ اوران کو ان کے باپ کا حصہ ملے گا۔

۳۔ ان کو وارث کے طور پر کچھ نہیں ملے گا مگر ان کے لیے وصیت کی جائے گی۔

پہلا مذہب:

ان کے نزدیک یتیم کو کچھ نہیں ملے گا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اصول ہے "الأقرب فالأقرب" پس بیٹے کی موجودگی میں پوتا، باپ کی موجودگی میں دادا وارث نہیں ہوتا۔ اور اس کے علاوہ ہمارے پاس چونکہ ان کو حصہ دینے کی دلیل نہیں اس لیے بلا دلیل حصہ دینا تحکم ہوگا۔

اور اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ "یتیم کو حصہ کیوں نہیں ملتا؟ اور اس کو حصہ نہ ملنا ظلم ہے۔" تو اس کا جواب ہے کہ اللہ تعالی حکیم ہے اور یتیم کو حصہ نہیں ملتا تو اس میں بھی کوئی حکمت ہو گی۔ اور جب اللہ تعالی نے نہیں دیا تو ہم اپنی طرف سے کیسے دے سکتے ہیں؟ اس لیے اس کو محروم ہی رہنے دیا جائے گا۔

دوسرا مذہب:

اگرچہ میراث کے عام اصول "الأقرب فالأقرب" کے مطابق ان کو ترکہ نہیں ملتا مگر ان کو محروم کرنا بھی ظلم ہوگا۔ اس لیے ان کو حصہ دینے کے لیے یہ فرض کر لیا جائے گا کہ ان کا والد زندہ تھا پس پہلے اس کا والد اپنے مرنے والے باپ کی وراثت

Marfat.com

پائے گا اور پھر وہ چونکہ مر چکا ہے اس لیے اس کا مال اس کے بیٹوں بیٹیوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔

ان کی کوئی شرعی دلیل نہیں بلکہ ان کا مؤقف ایک ہمدردی پر مبنی ہے۔ اور اس اعتراض کا جواب بھی ہے جو کسی کی طرف سے ہو سکتا ہے کہ اسلام نے ان کو محروم کیوں کیا ہے۔

تیسرا مذہب:

یتیم پوتے کو وراثت سے تو کچھ نہیں ملے گا مگر اس کو وصیت سے دیا جائے گا۔
اور دادا کے لیے لازم ہے کہ کل مال کے تیسرے حصے سے وصیت کرے۔
اور اگر دادا نے وصیت نہ کی ہو تو اس کے ترکہ سے قاضی خود وصیت جاری کرے گا۔

مذہب مختار:

اگر دیکھا جائے تو تیسرا مذہب شریعت کی روح کے مطابق ہے۔
پہلے مذہب والوں کا مؤقف اس لیے قابل قبول نہیں کیونکہ ان کے نزدیک تو یتیم ترکہ سے کوئی حصہ نہیں پائے گا اور اسے متبادل صورت کے طور پر بھی کہیں سے کچھ نہیں ملے گا۔ اور صرف یہ کہہ دینا کہ اللہ تعالیٰ نے نہیں دیا تو ہم کیا کر سکتے ہیں؟ کوئی جواب نہیں۔ کیا شریعت اسلامیہ میں کہیں ایسی صورت ہے کہ کسی کو بے آسرا چھوڑ دیا گیا ہو؟ اور پھر یتیم! جس کے بارے میں خود باری تعالیٰ نے حسن سلوک کی بار بار تاکید فرمائی ہے، یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اس کے لیے کوئی انتظام ہی نہ کیا ہو؟
دوسرے مذہب والوں نے انسانی ہمدردی کے طور پر یتیم کو حصہ دینے کی کوشش کی ورنہ ان کے مذہب کی کوئی بنیاد نہیں۔ اس لیے یہ بھی نا قابل قبول ہے۔
اگر اسی طرح ہمدردی کی بنیاد پر دینا ہے تو کہیں کسی اور وارث کی مجبوری اور غربت کی بنیاد پر بھی مقررہ حصہ میں تبدیلی ہو سکتی ہے۔ جیسے ایک بیٹا بہت زیادہ غریب ہو اور دوسرا امیر ہو تو ان کے نزدیک امیر کے حصے میں کمی کر کے غریب کو حصہ زیادہ دینا چاہیے جب کہ ایسا کہیں بھی ممکن نہیں۔ اور پھر یہ اس مسئلہ میں بھی صرف یتیم پوتے کے بارے میں یہ کہتے ہیں مگر اس شخص کی بیوہ کو کچھ نہیں دیتے۔ اگر دینا ہی ہے تو مرنے

Marfat.com

والے شخص کے اس بیٹے کو جو اس کی زندگی میں ہی مر گیا تھا زندہ سمجھ کر حصہ دیا جائے اور حصہ دینے کے بعد اس کو مردہ سمجھ کر اس کا ترکہ اس کے تمام ورثاء میں تقسیم کیا جائے خواہ اس کی بیوہ ہو یا ماں یا اولاد میں سے کوئی ایک۔ مگر یہ صرف بیٹے بیٹیوں کے لیے حصہ ثابت کرتے ہیں کسی اور کے لیے نہیں۔

تیسرے مذہب کے دلائل:

اسلام کا نظام میراث دو چیزوں پر مشتمل ہے:

۱۔ وصیت ۲۔ وراثت

اگر کسی رشتہ دار کو وارث کے طور پر حصہ نہیں ملتا تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہمیشہ کے لیے محروم ہو گیا بلکہ اس کے لیے وصیت کا نظام موجود ہے۔

وصیت کا حکم اس ارشاد باری تعالیٰ سے واضح ہے:

كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا ج نِ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ ج حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ ○ (۴۰)

(تم پر فرض کیا گیا ہے کہ جب کسی کی موت کا وقت قریب ہو اور اس نے کوئی مال چھوڑا ہو تو وصیت کرے اپنے والدین اور رشتہ داروں کے لئے بھلائی کے ساتھ اور یہ متقی لوگوں پر فرض ہے۔)

یتیم پوتے کو وراثت سے کچھ نہیں ملے گا کیونکہ یہ مسلمہ اصول ہے کہ "الأقرب فالأقرب" اور اگر اس اصول کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بیٹے کی موجودگی میں دیں گے تو اس سے بہت خرابی لازم آئے گی۔

یتیم پوتے کے لیے وصیت:

اب دوسرا طریقہ موجود ہے اور وہ یہ ہے کہ یتیم پوتے کو وراثت کی بجائے وصیت سے دیا جائے۔ اور جب دادا کو یہ معلوم ہے کہ میرے مرنے کے بعد میرے پوتے کو کچھ نہیں ملنا تو اس کو چاہیے کہ پوتے کے لیے ثلث مال سے وصیت کر جائے۔

۴۰۔ البقرة، ۲: ۱۸۰

Marfat.com

وصیت نہ ہونے کا مسئلہ:

اگر دادا پوتے کے لیے وصیت کر گیا تو اس صورت میں کوئی دشواری نہیں مگر مسئلہ اس وقت درپیش ہوگا جب دادا نے وصیت نہ کی ہو اور وہ فوت ہو جائے۔

اس مسئلہ کا حل موجود ہے اور وہ یہ ہے کہ دادا کے مال سے ثلث مال سے قاضی خود وصیت جاری کرے اور یہ فرض کر لیا جائے گا کہ دادا نے یہ وصیت کی تھی۔ اس کو عرب وصیت واجبہ کا نام دیتے ہیں۔

وصیت واجبہ کا ثبوت:

قرآن کریم میں وصیت کا حکم موجود ہے جس سے وصیت کرنا ثابت ہوتا ہے مگر اس کے بارے میں بعض علماء کی یہ رائے ہے کہ آیت وراثت آ جانے کے بعد اس کا حکم منسوخ ہو گیا ہے۔ جب کہ بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ یہ آیت کاملاً منسوخ نہیں ہوئی بلکہ جن رشتہ داروں کے حصے بیان کر دیے گئے اور ان کو وارث ٹھہرا دیا گیا ان کے بارے میں تو اس آیت کا حکم منسوخ ہو گیا مگر جو قریبی ورثاء ہیں مگر کسی وجہ سے حصہ نہیں پا رہے ان کے لیے اب بھی یہ آیت محکم ہے۔

ورثاء کے حصہ نہ پانے کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں: جیسے کسی شخص کے والدین غیر مسلم ہوں مگر وہ اسلام قبول کر چکا ہو تو وہ والدین بوجہ کفر اپنے اس بیٹے کے وارث نہیں ہوں گے مگر ان کے لیے وصیت کرنا جائز ہوگا۔

اسی طرح بیٹا اور پوتا دونوں موجود ہوں تو چونکہ بیٹے کے قرب کی وجہ سے پوتے کو کچھ نہیں ملتا لہذا اس کے لیے وصیت کی جا سکتی ہے بلکہ وصیت کرنا لازم ہوگا جس طرح آیت میراث کے نزول سے قبل تمام ورثاء کے لیے وصیت کرنے لازم تھا۔

آیات منسوخہ کے بارے میں علماء کی آراء:

اس بارے میں دو آراء ہیں:

۱۔ کاملاً منسوخ ہو گئی۔

۲۔ بعض احکام منسوخ ہو گئے مگر بعض ابھی تک باقی ہیں۔

Marfat.com

مذھب مختار:

کسی بھی آیت کے منسوخ ہو جانے کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ اب اس کی کوئی حکمی افادیت باقی نہیں رہی۔ بلکہ اس کے بعض احکام منسوخ ہوتے ہیں اور بعض باقی رہتے ہیں۔ اگر نسخ کا یہ معنی ہوتا کہ وہ آیت من کل الوجوہ منسوخ ہوگئی تو وہ پھر اس کی تلاوت بھی اٹھالی جاتی۔

لہذا آیت وصیت کے منسوخ ہونے کے بعد اس میں دو چیزیں باقی رہیں۔

۱۔ وصیت پہلے واجب تھی مگر اب اس کا واجب ہونا منسوخ ہوگیا مگر جواز یا مستحب ہونا باقی رہا۔ بلکہ ترغیب باقی رہی جس طرح عاشورہ کا روزہ پہلے فرض تھا پھر اس کی فرضیت منسوخ ہوگئی مگر اس کا مستحب ہونا باقی رہا۔

۲۔ وصیت کے بعد وراثت کا حکم آجانے کے بعد رشتہ داروں کی دو اقسام ہوگئیں۔ ایک وہ جن کو باقاعدہ وارث بنا دیا گیا۔ جیسے ماں باپ بیٹا اور بیٹی وغیرہ۔ اور دوسرے وہ ورثاء جن کو وارث نہیں بنایا گیا۔

اب وصیت ان کے حق میں تو جائز نہ رہی جن کو باقاعدہ وارث بنایا گیا۔ مگر وہ لوگ جن کو وارث نہیں ٹھہرایا گیا ان کے لیے وصیت کا جواز باقی رہا۔ بلکہ امر سے وجوب ثابت ہوتا ہے لہذا ان کے لیے وصیت کا بعض مقامات پر وجوب بھی ثابت ہوگا۔

پھر ایک اور مقام پر یوں ارشاد فرمایا:

وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ (۴۱)

(اور جب حاضر ہوں تقسیم کے وقت رشتہ دار اور یتیم اور محتاج تو انہیں کچھ کھلا دو اس میں سے اور ان کو بھلائی کی بات کہو۔)

وہ ورثاء جن کے حصے کا بیان نہیں ہوا تھا ان کے لیے آیت وصیت سے کم از کم جواز اور استحباب ملتا تھا مگر اس آیت میں رشتہ داروں کے ساتھ بھلائی کرنے اور ان کو مال دینے

۴۱۔ النساء، ۴:۸

Marfat.com

کا حکم آیا ہے تو ان رشتہ داروں میں پوتے سے زیادہ قریبی اور مستحق کون ہوسکتا ہے؟ پس اس آیت کی وجہ سے وصیت کا حکم واجب ہو جائے گا۔

سیدنا عبداللہ ابن عباس کے نزدیک تو یہ حکم ہے کہ اگر وصیت نہ کی گئی ہوتو وراثت سے ان کو کچھ مال دیا جائے گا۔(۴۲)

بعض علماء نے تو اس آیت کو منسوخ ہی نہیں مانا بلکہ وہ کہتے ہیں کہ اس آیت کا ظاہر تو عموم پر دلالت کرتا ہے مگر معنیٰ خصوص پر۔ وہ اس طرح کہ وہ والدین جو کہ وارث نہیں ہوتے کافر یا غلام ہوتے ہیں اور وہ قریبی رشتہ دار جو وارث نہیں بنتے ان کے لیے آیت ہے۔

اس ساری بحث کا خلاصہ یہ ہوا کہ اگر اس آیت مبارکہ کو منسوخ نہ مانا جائے تو پھر بھی اس کا کوئی تعارض آیت وراثت سے نہیں ہے۔ وہ اس طرح کہ یہ صرف ان والدین کے لیے ہے جو غلام ہونے یا کافر ہونے کی وجہ سے وارث نہیں بن رہے اور اسی طرح وہ قریبی رشتہ دار جو کسی وجہ سے وارث نہیں بن رہے اب یتیم پوتا بھی ان ورثاء میں شامل ہوگا کہ وہ قریبی تو ہے مگر وارث نہیں۔ پس اس آیت کی رو سے اس کے لیے وصیت کرنا واجب ہوا۔

اب اگر کسی نے وصیت نہیں کی تو یہ اس کی غفلت تھی پس قاضی اس کے مال میں اپنی طرف سے وصیت جاری کرے گا۔ اور جب کسی کی غفلت یا زیادتی کی وجہ سے دوسرے کی حق تلفی ہو رہی ہو تو قاضی یا حاکم وقت کو افراد کے ذاتی امور میں مداخلت کا حق ہوتا ہے جس طرح اگر ایک شخص اپنی بیوی کے حقوق بھی ادا نہیں کرتا اور اس کو طلاق بھی نہیں دیتا تو قاضی یا حاکم وقت اپنی طرف سے تنسیخ نکاح کرسکتا ہے۔ وصیت واجبہ کا یہی قانون اس وقت کئی اسلامی ممالک میں رائج ہے جن میں مصر اور شام بھی ہیں۔

وصیت واجبہ کی شرائط:

۱۔ وہ یتیم پوتا، پوتی، نواسہ یا نواسی وارث نہ بن رہے ہوں۔ وہ اس طرح کہ مرنے والے شخص کا صرف ایک ہی بیٹا تھا جو اولاد چھوڑ کر مر گیا تو اب صاف ظاہر ہے یہ یتیم

۴۲۔ تفسیر القرطبی، ۲:۴۹

Marfat.com

پوتے پوتیاں با قاعدہ عصبہ کے طور پر حصہ پائیں گے۔

۲۔ دادا نے زندگی میں ہی ان یتیموں کے ان کے والد کے حصہ کے مطابق ھبہ وغیرہ کی صورت میں مال نہ دیا ہو۔ اگر وہ مال دے چکا ہے تو اب وصیت واجب نہیں ہو گی مگر وصیت کر دی تو پوری کی جائے گی۔

۳۔ قاضی وصیت ثلث مال سے زائد میں جاری نہیں کرے گا۔ اور اگر ثلث مال سے زائد کی ہو تو باقی ورثاء کی رضامندی پر موقوف ہے اگر وہ جائز قرار دیں گے تو زیادہ سے بھی پوری کی جائے گی۔

Marfat.com

فصل ہفتم:

خنثٰی کی میراث

خنثٰی یہ خنث سے فعلٰی کے وزن پر آیا ہے اور اس کا معنی ہوتا ہے نرم و نازک ہونا۔ اور خنثٰی کی جمع خناثٰی آتی ہے جیسے حبلٰی کی جمع حبالٰی۔

خنثٰی کی اصطلاحی تعریف:

ایسا شخص جس میں مرد و عورت دونوں کی شرمگاہیں ہوں یا مردانہ و زنانہ شرمگاہوں میں سے کوئی بھی نہ ہو۔ یا دونوں کی علامات ہوں۔

دونوں کی علامات ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی مونچھیں اور داڑھی بھی ہوں اور اس کے پستان بھی ہوں۔ یا پھر اس میں نہ تو مردانہ اعضاء ہیں اور نہ عورت کے۔ مثلاً اس کی کوئی شرمگاہ نہیں بلکہ پیٹ سے کسی سوراخ سے پیشاب خارج ہوتا ہے۔

خنثٰی کی اقسام:

اس کی بنیادی طور پر دو اقسام ہیں۔

۱۔ خنثٰی محض

۲۔ خنثٰی مشکل

خنثٰی محض:

ایسا شخص جس میں مردانہ و زنانہ صفات میں سے بعض کا غلبہ ہو اور اس غلبہ کی بنا پر اس پر مرد یا عورت کا حکم لگایا جا سکے۔

خنثٰی مشکل:

اگر دونوں کی علامات پائی جائیں یا دونوں کی علامات نہ ہوں اور تمیز کرنا مشکل ہو تو اس کو خنثٰی مشکل کہتے ہیں۔

صفات کا تعین کیسے کیا جائے؟

Marfat.com

۱۔ اگر صحبت کر سکتا ہے یا پیشاب مردوں کی طرح کرتا ہے یا اس سے کوئی عورت حاملہ ہو گئی تو مرد ہی سمجھیں گے۔

۲۔ اور اگر اس کو حمل ٹھہر گیا یا اس کو حیض آتا ہے یا وہ عورتوں والی شرمگاہ سے پیشاب کرتا ہے تو اس کو عورت سمجھا جائے گا۔

۳۔ اسی طرح اگر دونوں شرمگاہیں ہیں مگر مردانہ سے منی خارج ہوتی ہے اور پیشاب بھی آتا ہے اور دوسری عورت والی شرمگاہ سے کچھ خارج نہیں ہوتا تو مرد اعتبار کیا جائے گا۔

۴۔ اگر دونوں شرمگاہوں سے پیشاب خارج ہوتا ہے تو جس سے پہلے نکلتا ہو اس کا اعتبار کیا جائے گا۔

یہ ایسی صورتیں ہیں کہ ان میں سے کسی نہ کسی اعتبار سے ایک جہت کو غلبہ حاصل ہو جائے گا۔ اگر اس کے باوجو کسی طرح سے بھی ترجیح حاصل نہ ہو سکے تو ایسے شخص کو خنثٰی مشکل کہتے ہیں۔ یعنی وہ ایسا شخص ہے جس کی جنس کے تعین میں اشکال ہو گیا ہے۔

خنثٰی مشکل کی میراث کا حکم:

اس بارے میں آئمہ کرام کا اختلاف ہے۔

۱۔ امام مالک امام ابو یوسف اور امامیہ کا مؤقف ہے کہ اس کو مرد اور عورت کا درمیانی حصہ دیا جائے گا۔

مثلاً ایک شخص فوت ہوا اس کے ورثاء درج ذیل ہیں:

ایک بیٹا ۔ ایک بیٹی ۔ اور ایک خنثٰی مشکل

اس صورت میں بیٹے کو ۴ بیٹی کو ۲ اور خنثٰی مشکل کو ۳ ملیں گے۔

۲۔ امام اعظم کی رائے ہے کہ اسے ایک دفعہ مرد فرض کریں اور ایک دفعہ عورت اور پھر دونوں صورتوں میں جس میں کم ملے وہ حصہ دے دیں۔ اسی قول پر فتویٰ ہے۔

Marfat.com

دلیل:

اس کا کم حصہ پانا یقینی ہے لہٰذا وہ دیا جائے گا۔

اعتراض:

یہاں یہ نہیں کہا کہ خنثیٰ کو عورت کا حصہ دیا جائے گا؟ کیا کوئی ایسی صورت بھی ہے جہاں عورت ہو تو زیادہ حصہ پاتی ہے مگر اس مقام پر مرد آ جائے تو حصہ کم پاتا ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ہاں ایسا ممکن ہے۔

اگر زوج، ماں، اخیافی بہن اور علاتی بہن ہو تو تقسیم یوں ہوگی:

زوج (نصف)، ماں (سدس)، اخیافی بہن (سدس) اور علاتی بہن (نصف)

اس مسئلہ میں ۸ تک عول ہوگا پس: زوج کو (۳) ماں کو (۱) اخیافی بہن کو (۱) اور علاتی بہن کو (۳) ملے گا اور اگر اس مسئلہ میں علاتی بہن کی جگہ علاتی بھائی ہوتا تو وہ عصبہ ہوتا اور مخرج ۶ ہوتا تو باقی ورثاء کو ان کا حصہ دینے کے بعد اس کے لیے صرف 1 بچتا۔

Marfat.com

Marfat.com

باب پانزدہم:

متفرق مسائل

اس باب میں سات فصول ہیں۔

فصل اوّل ــــــــــ زندگی میں جائیداد تقسیم کرنا یا ھبہ کرنا

فصل ثانی ــــــــــ متبنّٰی کی وراثت

فصل ثالث ــــــــــ رضاعت کی وجہ سے وراثت

فصل رابع ــــــــــ ولد الزنا اور ولد اللعان کی میراث

فصل خامس ــــــــــ عورت کا حصہ کم ہونے کی حکمت

فصل سادس ــــــــــ نکاح ثانی کرنے والی عورت کی میراث

فصل سابع ــــــــــ عاق کرنا

فصل اوّل:

زندگی میں جائیداد تقسیم کرنا یا ھبہ کرنا:

اگر کوئی شخص اپنی زندگی میں اپنا مال تقسیم کرنا چاہے تو شرع میں بظاہر اس پر کوئی پابندی نہیں۔ کیونکہ وہ اس کا اپنا مال ہے جیسے چاہے خرچ کرے مگر اس میں بعض ضروری امور کا خیال رکھا جائے گا۔

۱۔ ایسا مال چونکہ ہبہ یا ہدیہ ہوتا ہے وراثت نہیں کہلاتا اس لیے اس پر وراثت کے قوانین صادق نہیں آتے لہذا اپنی مرضی سے کسی کو حسب ضرورت کم یا زیادہ دے سکتا ہے۔ مثلاً اس کے دو بیٹے ہیں۔ ایک بہت ضرورت مند اور مفلس ہے جبکہ دوسرا مالی طور پر خود کفیل ہے اور باپ کی مدد کا محتاج نہیں تو ایسی صورت میں وہ شخص اس لیے اپنی جائیداد تقسیم کرنا چاہتا ہے تاکہ وہ اپنے مفلس بیٹے کو فائدہ پہنچا سکے تو وہ اپنے زندگی میں جائیداد کو تقسیم کرسکتا ہے مگر اس میں یہ لحاظ رکھا جائے گا کہ دوسرے امیر بیٹے کو اعتماد میں لے کر ایسا کرے تاکہ اس کے ذہن میں اپنے والد یا

Marfat.com

بھائی کے بارے میں نفرت پیدا نہ ہو۔

۲۔ اگر اولاد کی مالی حیثیت ایک جیسی ہے تو محض اپنی محبت کی وجہ سے کسی بیٹی یا بیٹے کو زیادہ یا کم دینا ناجائز ہوگا۔ اور اگر اس نے ایسا کیا کہ کسی ایک وارث کو مکمل طور پر محروم کر دیا اور بعد میں اس محروم ہونے والے وارث کو معلوم ہوا اور اس نے عدالت میں رجوع کیا تو عدالت حالات کا جائزہ لے کر اگر یہی نتیجہ نکالے کہ کسی وارث کو بلاوجہ محروم کیا گیا ہے تو پھر اس ھبہ کو فسخ کر کے منصفانہ تقسیم کر سکتی ہے۔ اور ایسا کرنے والا شخص گناہگار بھی ہوگا۔

آج کل پاکستان میں بعض لوگ بیٹیوں کو جائیداد سے محروم کرنے کے لیے اپنی زندگی میں ہی جائیداد اپنے بیٹوں کے نام کروا دیتے ہیں، ایسا کرنا صراحتاً ظلم اور زیادتی ہے اس سے گریز کرنا چاہیے۔ اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرنا چاہیے۔

زندگی میں ترکہ تقسیم کرنے کے نقصانات:

اگر زندگی میں ترکہ تقسیم کرے تو اس کے کئی نقصانات ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ حکیم ہے اس لیے اس کا عطا کردہ نظام میراث ہی کامل ہے اپنی مرضی سے تقسیم کرنے میں انسانی عقل خطاء کرتی ہے اس لیے ممکن ہے کہ انسان کسی زیادہ مستحق کو کم دے دے اور جس کو ضرورت کم ہے اس کو زیادہ دے دے۔ اس لیے جہاں تک ممکن ہو زندگی میں تقسیم نہیں کرنا چاہیے۔

۲۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ تقسیم کے بعد ورثاء میں تبدیلی آتی ہے مثلاً اولاد میں اضافہ ہو گیا اور نئے آنے والے کے لیے کچھ بچا ہی نہیں۔

۳۔ بیوی کو جائیداد تقسیم کر دی پھر کچھ عرصہ بعد طلاق ہو گئی اب اس پر پچھتاوا ہوا کہ جائیداد بلاوجہ ایک غیر وارث کے پاس چلی گئی۔

۴۔ اولاد اور دیگر رشتہ داروں میں جائیداد کم یا زیادہ دینے سے جس کو کم حصہ ملے گا اس کے دل میں دیگر ورثاء کے بارے میں نفرت بھی پیدا ہوتی ہے۔

۵۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ ورثاء جائیداد تقسیم ہونے کے بعد پوری جائیداد پر قابض ہو جاتے

Marfat.com

ہیں اور اس تقسیم کرنے والے کے پاس ذاتی اخراجات کے لیے کچھ بچتا ہی نہیں جس سے بعد میں پچھتاوا ہوتا ہے۔

۶۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ زندگی میں جائیداد تقسیم کرنا کسی مجبوری کی بنا پر ہے۔ جیسے ایک بیٹا مالی طور پر خود کفیل ہے مگر دوسرے بیٹے کو اپنے کاروبار کے لیے رقم کی ضرورت ہے۔ پس اس صورت میں والدین کو چاہیے کہ اس سے تعاون کریں مگر تمام رشتہ داروں کو اعتماد میں لے کر اور اس کی دو صورتیں ہیں یا تو باقی اولاد کو بھی ان کے حصے کے مطابق دیں یا اگر وہ بغیر کسی حصہ لیے اپنے بھائی کے لیے رضامند ہو جاتے ہیں تو پھر بھی درست ہے۔

بعض اوقات یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ ایک بیٹا فاسق و فاجر یا بدمذہب اور عیاش ہے جس کے بارے میں یہ یقین ہے کہ یہ حصہ پانے کے بعد اس کو ضائع کر دے گا تو اس صورت میں دوسری اولاد کو جو نیک یا صالح ہو ان کو کچھ حصہ زندگی میں دے دے تا کہ اس بدمذہب کے حصے میں کم آئے لیکن مکمل طور پر محروم پھر بھی نہیں کرنا چاہیے ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت دے دے۔

۷۔ اگر کسی شخص کا کوئی ایسا رشتہ دار یا کوئی غیر ہو جس نے اس کے ساتھ حسن سلوک کیا ہو یا اس کی خدمت کی ہو اور اس کے حقیقی اور قریبی رشتہ داروں نے اس کے ساتھ ظلم و زیادتی کی ہو تو اس غیر کے احسان کے بدلے اس کو زندگی میں دے دے کیونکہ اس شخص کے مرنے کے بعد اس کے ورثاء اس شخص کو کچھ نہیں دیں گے۔ اور ہو سکتا ہے وصیت کرنے کی صورت میں بھی وہ وصیت پوری نہ کریں لیکن اس ظلم و زیادتی کے باوجود رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرتے ہوئے ان کو مکمل طور پر محروم نہ کرے۔

زندگی میں ترکہ تقسیم کرنے کے اصول:

اللہ تعالیٰ نے والدین پر لازم کیا ہے کہ وہ اپنی اولاد کے درمیان عدل اور مساوات کا مظاہرہ کریں۔ عدل کا حکم اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ

Marfat.com

وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ○ (۴۳)

بیشک اللہ تعالیٰ (ہر ایک کے ساتھ) عدل اور احسان کا حکم فرماتا ہے اور قرابت داروں کو دیتے رہنے کا اور بے حیائی اور برے کاموں اور سرکشی و نافرمانی سے منع فرماتا ہے، وہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے تاکہ تم خوب یاد رکھو○

جب اللہ تعالیٰ مؤمنین کو آپس میں عدل کا حکم دے رہا ہے تو پھر اولاد کا بدرجہ اولیٰ یہ حق ہے کہ ان کے درمیان عدل کیا جائے۔

اولاد میں مساوات احادیث نبویہ کی روشنی میں:

احادیث مبارکہ سے بھی اولاد کے درمیان عدل اور تسویہ کا حکم ثابت ہوتا ہے۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

إنّ أمّه سألت أباه بعض الموهبة من ماله لابنها فالتوىٰ بها سنة ، ثمّ وهب له فقالت: لا أرضىٰ حتى تشهد رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم علىٰ ما وهبت لابني فأخذ أبي بيدي و أنا يومئذ غلام فأتىٰ رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فقال: يارسول الله! إنّ أمّ هذا بنت رواحة أعجبها أن أشهدك علىٰ الذي وهبت لابنها ، فقال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: يا بشير ألك ولد سوىٰ هذا؟ قال نعم۔ فقال: أكلّهم وهبت له مثل هذا؟ قال: لا، قال: فلا تشهدني إذًا فإنّي لا أشهد علىٰ جور (۴۴)

ان کی والدہ نے ان کے والد گرامی سے کہا کہ اپنے مال میں سے اپنے بیٹے (حضرت نعمان بن بشیر) کو کوئی تحفہ دیں۔ انہوں نے ایک سال تک توقف کیا پھر انہوں نے تحفہ دے دیا۔ تو وہ (میری والدہ) کہنے لگیں: میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں گی جب تک کہ جو تحفہ آپ نے میرے اس بیٹے کو دیا ہے اس پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ نہ بنالیں۔ پس میرے والد گرامی نے میرے بازو کو تھاما اور مجھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لے آئے اور میں اس وقت چھوٹا سا تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے استفسار فرمایا: اے بشیر! کیا

۴۳۔ النحل، ۱۶: ۹۰

۴۴۔ مسلم، الصحیح، کتاب الھبات، باب کراھۃ تفضیل بعض الأولاد فی الھبۃ، رقم الحدیث: ۱۶۲۳

Marfat.com

تیری اس کے علاوہ بھی اولاد ہے؟ انہوں نے عرض کیا: ہاں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تم نے ان سب کو اس جیسا تحفہ دیا ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: تو مجھے گواہ نہ بناؤ کیونکہ میں ظلم پر گواہ نہیں بنتا۔

معاشرے میں عام طور پر بیٹوں کو بیٹیوں پر ترجیح دی جاتی ہے اس لیے یہ خدشہ تھا کہ لوگ بیٹوں کو تحفے تحائف، اور مال و دولت سے زیادہ نوازیں گے اسی لیے حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

سوّوا بين أولادكم في العطية، فلو كنت مفضّلًا أحدًا لفضّلت النساء۔ (۴۵)

اپنی اولاد کے درمیان تحائف میں مساوات قائم کرو اور اگر (بالفرض محال) میں (اولاد میں سے) کسی کو (تحائف میں) فضیلت دیتا تو عورتوں (یعنی بیٹیوں) کو فضیلت دیتا۔

حضرت نعمان بن بشیر سے ایک اور حدیث مبارکہ درج ذیل الفاظ میں روایت ہے:

قال رسول الله ﷺ: سوّوا بين أولادكم في العطية كما تحبّون أن يسوّوا بينكم في البرّ۔ (۴۶)

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنی اولاد کے درمیان عطیات میں مساوات قائم کرو جس طرح تم پسند کرتے ہو کہ وہ تمہارے درمیان حسن سلوک میں مساوات قائم کریں۔

اولاد میں مساوات کا وجوب:

تحفے تحائف دیتے وقت اور مال و زر دیتے وقت اولاد میں مساوات قائم کرنا احادیث سے ثابت ہے۔ اب اس امر میں اختلاف ہے کہ کیا یہ مساوات قائم کرنا واجب ہے یا مستحب؟ امام مالک، امام شافعی اور بعض دیگر اکابر فقہائے کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نزدیک احادیث میں جہاں مساوات قائم کرنے کا حکم آیا ہے تو ان احادیث سے مساوات کا استحباب ثابت ہوتا ہے اور اس کی دلیل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

۴۵۔ الھیثمی، مجمع الزوائد، باب الھبة للولد وغیرہ، ۱۵۳/۴

۴۶۔ الطحاوی، شرح معانی الآثار، ۸۶/۴

Marfat.com

کا یہ عمل ہے کہ آپ نے اپنی صاحبزادی اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کو کچھ کھجوروں کے درخت تحفہ میں دیے تھے باقی اولاد کو نہیں دیے تھے۔ پس ثابت ہوا کہ اولاد میں مساوات ضروری نہیں۔ حدیث مبارکہ میں ہے:

عن عائشة زوج النبي ﷺ أنّها قالت: إنّ أبابكر الصديق نحلها جادّ عشرين وسقا من ماله بالغابة فلمّا حضرته الوفاة قال: والله يا بنية، ما من النّاس أحد أحبّ إليّ غنى بعدى منكِ ولا أعزّ عليّ فقرا بعدى منك وإنّي كنت نحلتك جادّ عشرين وسقا فلو كنت جددتيه واحتزتيه كان لك وإنّما هو اليوم مال وارث وإنّما هو أخواك وأختاك فاقتسموه على كتاب الله قالت: عائشة رضي الله عنها فقلت يا أبت والله لو كان كذا وكذا لتركته إنّما هي أسماء فمن الآخرى؟ فقال أبو بكر ص: ذوبطن بنت خارجة أراها جارية فولدت أمّ كلثوم۔ (۴۷)

''حضور نبی اکرم ﷺ کی زوجہ مبارکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا بیان کرتی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے غابہ میں انہیں کھجور کے چند درخت ہبہ کیے جن میں سے بیس وسق کھجوریں آتی تھیں جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو فرمایا: اے میری پیاری بیٹی! ایسا دوسرا کوئی نہیں جس کا اپنے بعد غنی ہونا مجھے تم سے زیادہ پسند ہو اور اپنے بعد مجھے کسی کی مفلسی تم سے زیادہ گراں نہیں۔ میں نے تمہیں کچھ درخت دیئے تھے جن سے بیس وسق کھجوریں آتی تھیں۔ اگر تم نے ان پر قبضہ کیا ہوتا تو وہ تمہارے ہو جاتے۔ اب وہ میراث کا مال ہے اور تمہارے دو بھائی اور دو بہنیں ہیں۔ سو سارے مال کو اللہ کی کتاب (کے حکم) کے مطابق تقسیم کر لینا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا فرماتی ہیں: میں نے عرض کیا: ابا جان! مال خواہ کتنا ہی زیادہ ہوتا میں چھوڑ دیتی لیکن میری بہن تو صرف حضرت اسماء رضی اللہ عنھا ہیں دوسری کون ہے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ

۴۷۔ مالک، الموطأ، کتاب الأقضية، باب مالا يجوز من النحل، رقم الحديث: ۱۴۳۸

نے فرمایا: وہ بنت خارجہ کے پیٹ میں ہے اور میرے خیال میں وہ لڑکی ہے۔ پس انہوں نے حضرت ام کلثوم کو جنم دیا۔

پس سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عمل مبارک سے ثابت ہوا کہ اولاد میں سے کسی ایک بیٹے یا بیٹی کو تحفہ دوسروں سے کم وبیش دیا جا سکتا ہے۔

حنابلہ اور بعض اکابرین کے نزدیک مساوات واجب ہے۔ احادیث مبارکہ میں الفاظ "فاتّقوا اللہ واعدلوا بین أولادکم" اور "لاتشھدنی علی جور" اور "سوّ بینھم" یہ تمام الفاظ فرضیت پر دلالت کرتے ہیں۔

پس بچوں کی تعلیم میں ان کے مدارس کا لحاظ رکھا جائے، کھیلنے میں ان کے کھلونے اور لباس میں مساوات رکھی جائے۔ بچیوں کے جہیز میں مساوات ہو۔ غرضیکہ زندگی کے تمام امور میں مساوات قائم کی جائے۔

راجح قول:

احادیث میں جوامر کے صیغے آئے ہیں ان سے اس حکم کا وجوب ثابت ہوتا ہے البتہ بعض صورتیں ایسی ہوسکتی ہیں کہ جہاں مساوات فرض نہیں ہوگی جیسے:

۱۔ اولاد میں سے ایک کی ضرورت بہت زیادہ ہے جبکہ دوسرے کو کوئی ضرورت نہیں تو کم یا زیادہ دیا جا سکتا ہے۔

۲۔ ایک بچے کو اعلیٰ تعلیم دلوائی ہے مگر دوسرے بچے یا بچی کو تعلیم نہیں دلوائی وہ بچہ گھریلو کام کاج میں والدین کے ساتھ مصروف رہا تو اب اس بچے کو زیادہ دینا جائز ہوگا۔

۳۔ ایک بچے یا بچی کو کوئی ایسی بیماری لاحق ہوگئی کہ اسے علاج کی ضرورت ہے تو اسے زیادہ دیا جا سکتا ہے۔

۴۔ کوئی بچہ اپاہج ہوگیا کہ کما نہیں سکتا جبکہ دیگر بچے صحیح سلامت ہیں اور کمانے کے قابل ہیں تو اب اس کو زیادہ دیا جا سکتا ہے۔

Marfat.com

گزشتہ تمام صورتوں میں بیان کیا گیا ہے کہ والدین اپنی اولاد کو خاص حالات کے تحت زیادہ دے سکتے ہیں مگر اس صورت میں بہتر یہ ہے کہ باقی بچوں کو اعتماد میں لے کر اور ان کے مشورے سے دیا جائے تا کہ والدین کے بارے میں بدگمانی پیدا نہ ہو اور اگر بچوں کے درمیان اعتماد کے بغیر ایک کو زیادہ مال دے دیتے ہیں تو بہنوں بھائیوں کی آپس میں بھی منافرت پیدا ہوتی ہے۔

بیٹے اور بیٹی میں مساوات کی کیفیت:

احادیث مبارکہ میں یہ حکم آیا ہے کہ اولاد کے درمیان مساوات قائم کرو۔ اب اگر کوئی شخص یہ چاہتا ہے کہ اولاد میں تحائف کی تقسیم کرے یا زندگی میں اپنی کچھ جائیداد اولاد کو منتقل کرے تو اس مساوات کی کیفیت بیٹوں اور بیٹیوں کے درمیان کیا ہوگی اس بارے میں فقہائے کرام کی دو آراء ہیں:

پہلا مذہب:

بیٹوں اور بیٹیوں کے درمیان دو ایک کی نسبت کا لحاظ رکھا جائے گا جیسے کہ وراثت میں ہوتا ہے۔ پس بیٹی کو ایک سو روپے دیے جائیں تو بیٹے کو دو سو روپے دیے جائیں گے۔

جس طرح ماں اور باپ وہ مال اپنی زندگی میں نہ دیں تو ان کے مرنے کے بعد بیٹوں اور بیٹیوں کو دو ایک کی نسبت سے ملتا ہے۔ لہٰذا زندگی میں بھی اسی نسبت سے دیا جائے گا۔

دوسرا مذہب:

بیٹوں اور بیٹیوں کے حصے میں جو فرق رکھا گیا ہے وہ ترکے کی صورت میں ہے ھدیے اور تحفے میں نہیں لہٰذا زندگی میں جب والدین دیں گے تو وہ مذکر و مونث میں برابر تقسیم کریں گے اور حدیث مبارکہ میں بھی یہی حکم ہے:

سوّوا بين أولادكم في العطية كما تحبّون أن يسوّوا بينكم في البرّ۔ (۴۸)

۴۸۔ الطحاوی، شرح معانی الآثار، ۸۶/۴

Marfat.com

اپنی اولاد کے درمیان عطیات میں مساوات قائم کرو جس طرح تم پسند کرتے ہو کہ وہ تمہارے درمیان حسن سلوک میں مساوات قائم کریں۔

فصل ثانی:

متبنّٰی کی وراثت:

متبنّٰی سے مراد وہ بچہ ہے جس کو اپنا بیٹا یا بیٹی بنالیا جائے۔

متبنّٰی کے احکام درج ذیل ہیں:

۱۔ متبنّٰی کا نسب اس کے اصلی باپ کی طرف ہی رہے گا اس گود لینے والے کی طرف کرنا جائز نہیں۔

۲۔ متبنّٰی کی وجہ سے کوئی رشتہ بھی حرام نہیں ہوگا جو حقیقی رشتہ داری کی وجہ سے حرام ہوتا تھا مثلاً وہ شخص اس متبنّٰی کی حقیقی بہن، اسکی بیٹی سے اور اس کی مطلقہ بیوی سے نکاح کرسکتا ہے اس طرح یہ متبنّٰی بھی اپنے اس گود پالنے والے کی بیٹی سے نکاح کرسکتا ہے۔

۳۔ متبنّٰی کو وراثت سے کچھ نہیں ملتا اس تعلق کی وجہ سے البتہ کوئی اور رشتہ ہو جیسے یہ منہ بولا بیٹا بھی ہے اور بھتیجا بھی ہے پس کوئی اور قریبی رشتہ دار بیٹا، پوتا، باپ، دادا، بھائی نہ ہو تو یہ بھتیجا وارث ہوگا مگر متبنّٰی کی وجہ سے نہیں بلکہ اس مرنے والے کے بھتیجا ہونے کی وجہ سے۔

اگر کوئی شخص چاہے کہ اس متبنّٰی کو میرے مرنے کے بعد میری وراثت سے ملے تو اس کی کوئی سبیل نہیں مگر وہ وجہ محبت اور اس بچے کی خدمت کی وجہ سے اس کو فائدہ بھی پہنچانا چاہتا ہے تو اس کی دو صورتیں ہیں:

۱۔ زندگی میں ہی اس کو جائیداد ھبہ کردے یا تحفے کے طور پر کردے اور اگر زمین یا مکان وغیرہ ہے تو اس کے کاغذات رجسٹری وغیرہ کی شکل میں اس کے نام کردے۔

۲۔ اس کے لیے وصیت کردے۔ اور اس وصیت نامہ کو عدالت سے رجسٹر کروا کے عدالت میں یا اپنے وکیل کے پاس یا کسی اور منصف کے پاس رکھوا دے صرف زبانی وصیت کافی نہیں۔ کیونکہ ہوسکتا ہے باقی ورثاء اس وصیت سے انکار کردیں۔

Marfat.com

فصل ثالث:

رضاعت کی وجہ سے وراثت:

رضاعت کی وجہ سے وہ رشتے حرام ہو جاتے ہیں جونسب کی وجہ حرام ہو جاتے ہیں۔ جیسے رضاعی بہن کے ساتھ نکاح حرام ہے۔ مگر وراثت میں رضاعت کی وجہ سے کچھ نہیں ملتا۔ صرف نسب کی وجہ سے ملتا ہے۔

سسرالی رشتہ داروں کی میراث:

سسرالی رشتہ دار کے ساتھ تعلق زوج یا زوجہ کی وجہ سے ہوتا ہے۔ صرف یہی ایک رشتہ ہے جو وراثت کا سبب بنتا ہے۔ یعنی زوج فوت ہوتو اس کی زوجہ کو ملتا ہے اس کے کسی دوسرے سسرالی رشتہ دار سالہ، سالی، ساس یا سسر کو کچھ نہیں ملے گا۔ اس طرح اگر کوئی عورت فوت ہو جائے تو اس کے شوہر کو حصہ ملے گا اس کے دیور، جیٹھ یا ساس یا سسر کو کچھ نہیں ملے گا۔

ایک شخص کہتا ہے کہ مجھے اپنے سسر کی میراث ملی ہے تو اس کا ایسا کہنا درست ہوگا کیونکہ وہ سسر اس کا چچا بھی تھا اب اس داماد کو وہ وراثت داماد ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ بھتیجا ہونے کی وجہ سے بطور عصبہ ملی ہے۔ یا پھر اس کی دوسری صورت یہ ہوسکتی ہے کہ کسی شخص کا سسر فوت ہوا تو اس کا ترکہ اس کی بیوی کو ملا پھر کچھ عرصہ بعد اس کی بیوی فوت ہوگئی تو اب اس بیوی کا ترکہ اس کے شوہر کو ملا یوں بالواسطہ طور پر ترکہ اس شخص کو ملا براہ راست نہیں مل سکتا۔

Marfat.com

فصل رابع:

نکاح ثانی کرنے والی عورت کی میراث

نکاح ثانی کر لینے کی وجہ سے عورت اپنے شوہر کے ترکے سے محروم نہیں ہوتی کیونکہ جس وقت کوئی شخص فوت ہوتا ہے اسی وقت اس کا ترکہ اس کے ورثاء کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ اب صاف ظاہر ہے وہ عورت اپنی عدت کے بعد نکاح کرے گی تو اس وقت تک اصلاً تو ترکہ تقسیم ہو جانا چاہیے مگر کسی وجہ سے تقسیم میں تاخیر ہو اور وہ عورت اس دوران اپنا نکاح کر لے تو اس کو وراثت سے محرومی نہیں ہوگی۔

یہ رسم ھندوستان میں مسلمان گھرانوں میں بھی جاری تھی اور اب بھی بعض لوگ اس قبیح رسم کو رواج دیے ہوئے ہیں۔ یہ بالکل اسلام کے خلاف ہے۔

فصل خامس:

ولد الزنا اور ولد اللعان کی میراث:

ولد الزنا سے مراد ایسا بچہ ہے جو کسی عورت کو بغیر نکاح کے پیدا ہو جائے خواہ اس عورت سے بدکاری کرنے والے کا علم ہو یا نہ ہو۔

ولد اللعان سے مراد ایسا بچہ ہے جو شادی شدہ عورت سے پیدا ہو مگر اس کے پیدا ہو جانے کے بعد اس عورت کا شوہر اس بچے کا والد ہونے کا انکار کر دے پس یہ مسئلہ عدالت میں جانے کی صورت میں ان سے قسمیں لے کر اور دیگر لعنت کے الفاظ کے بعد قاضی ان کے درمیان تفریق کروا دے گا اور اس بچے کا نسب اس مرد کی طرف منسوب نہیں کیا جائے گا۔

ان کی میراث کا حکم:

ان دونوں طرح کے بچوں کی میراث کا حکم یہ ہے کہ زنا کی صورت میں پیدا ہونے والا یہ اپنے اس باپ (زانی) یا اس کے خاندان سے کسی طور پر وارث نہیں ہوگا۔ مگر ماں اور اس کے خاندان سے حصہ پائے گا اور اس کے مر جانے کی صورت میں وہ

Marfat.com

اس کی میراث پائیں گے۔ ولد اللعان والا بھی اپنے اس باپ سے جس کے گھر میں پیدا ہوا کچھ نہیں پائے گا۔ اور اس اولاد کی وجہ سے اس شخص کے دیگر ورثاء پر فرق پڑے گا۔ جیسے اب یہ شخص فوت ہوا اور اس نے ماں باپ اور یہ بیٹا (ولد اللعان) چھوڑا۔ اب اس کی ماں کو کل مال کا ثلث اور اس کے باپ کو عصبہ کے طور پر باقی مال ملے گا اور اس بچے کی وجہ سے ان کے حصے پر کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ مگر یہ بچہ ماں کا وارث بھی ہوگا اور ماں اس کی وارث ہوگی۔

فصل سادس:

عورت کا حصہ کم ہونے کی حکمت

اعتراض:

جس طرح زمانہ جاہلیت میں عورتوں کو حصہ نہیں دیا جاتا تھا اور ان کے ساتھ یہ ظلم ہوتا تھا اسلام کے عظیم نظام میراث میں بھی عورتوں کے ساتھ وہی ظلم برقرار رکھا جاتا ہے اور ان کو مردوں کی نسبت میراث کم ملتی ہے اور عام طور پر مردوں کی نسبت نصف میراث ملتی ہے۔

چاہیے تو یہ تھا کہ ان کو میراث مردوں کی نسبت زیادہ ملتی کیونکہ وہ خود کمانے کے قابل نہیں ہوتیں۔ اور کمزور اور ناتواں ہوتی ہیں اس لیے زیادہ ہمدردی کی مستحق تھیں۔ اگر ان کو زیادہ نہیں دینا تھا تو کم از کم برابر تو دیا جاتا۔ مردوں سے آدھا دینا یہ سراسر ظلم ہے۔

جواب:

سب سے پہلے تو یہ غلط فہمی دور کرنی چاہیے کہ مرد کی نسبت عورت کو آدھا حصہ ملتا ہے کئی صورتیں ایسی ہیں جہاں عورت اور مرد کا حصہ برابر ہوتا ہے۔ جیسے کہ اگر متوفّٰی کا بیٹا موجود ہو تو اس کے ماں اور باپ دونوں میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملتا ہے۔ اسی طرح اخیافی بھائی اور بہن کو ہر صورت میں برابر حصہ ملتا ہے۔

Marfat.com

دوسری صورت یہ ہے کہ مرد کا حصہ جہاں زیادہ رکھا گیا ہے اس کی کئی حکمتیں ہیں:

۱۔ عورت پر کوئی مالی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی خواہ یہ کسی بھی عمر کی ہو اور اس کی مالی حالت جیسی بھی ہو۔

جیسے کہ عورت کے ذمے اس کے ماں باپ یا اولاد یا دیگر کسی رشتہ دار کا نان ونفقہ واجب نہیں ہوتا خواہ یہ مالدار ہو۔ جبکہ مرد کے ذمہ اس کے ماں باپ، اولاد بیوی اور بعض صورتوں میں دیگر رشتہ داروں جیسے چھوٹے بھائی بہنوں، بھتیجا، بھانجا وغیرہ کا خرچ ادا کرنا واجب ہوتا ہے اور اس امر کے لیے اس کو مجبور کیا جاتا ہے۔

اسی طرح مالی ذمہ داریوں کی ایک نوعیت یہ بھی ہے کہ اگر کسی شخص سے کوئی قتل خطاء ہو جائے تو اس کے ورثاء کے ذمہ دیت عائد ہوتی ہے جو صرف اس کے قریبی مردوں پر ہوگی عورتوں پر نہیں ہوگی۔ اس کے علاوہ اگر کسی خاندان پر کوئی تاوان عائد ہوتا ہے تو صرف مرد ہی دیں گے۔

باقی اگر عورت مالدار ہو اور اس کے شوہر کے مال کے علاوہ اس کا اپنا مال ہو تو اس صورت میں اس پر زکوٰۃ یا حج فرض ہوتا ہے۔ اور صاف ظاہر ہے یہ اس کے مال کے ساتھ مشروط ہے۔

۲۔ عورت پر مالی ذمہ داریاں تو دور کی بات اس کا اپنا نان ونفقہ بھی اس کے ذمہ نہیں ہوتا۔ مثلاً جب وہ بیٹی ہوتی ہے تو اس کا نان ونفقہ اس کے باپ کے ذمہ ہوتا ہے اور جب وہ بیاہی جاتی ہے تو اس کا خرچ مکمل طور پر اس کے شوہر کے ذمہ ہو جاتا ہے۔ اور اولاد کی پرورش کی مکمل ذمہ داری اور ان کے خرچ اخراجات باپ کے ذمہ ہوتی ہے۔ اور اگر شوہر فوت ہو جائے تو پھر اس عورت کی ذمہ داری یا تو اولاد کے ذمہ ہوگی اور اگر اولاد چھوٹی ہو تو باپ یا بھائی کے ذمہ ہوگی۔

مزے کی بات یہ ہے کہ شادی کے موقع پر مرد عورت کے مہر، گھر اور دیگر ضروریات کا بندوبست کرتا ہے جس کے لیے اس کو رقم کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لیے مرد عام طور پر شادی کے بعد مقروض ہو جاتا ہے جبکہ عورت کو شادی کے موقع پر مہر ملتا ہے، زیورات ملتے ہیں، زرق برق ملبوسات ملتے ہیں، گھر ملتا ہے اور تحفے تحائف

Marfat.com

ملتے ہیں اور اس کو نہ مہر دینے کی فکر نہ ولیمہ کرنے کی اور نہ لباس کی نہ گھریلو سامان خریدنے کی۔

اگر کوئی رشتہ دار بھی موجود نہ ہو تو پھر بھی عورت کو کمانے کے لیے مجبور نہیں کیا جا سکتا بلکہ اس کا نان ونفقہ حکومت وقت کے ذمہ ہوگا جس کو بیت المال سے پورا کیا جائے گا۔

نتیجہ:

اگر اس اعتبار سے دیکھا جائے تو عورت کو جو ترکہ ملتا ہے وہ مرد کی نسبت زیادہ ہے کیونکہ مرد کو اس ترکہ سے تمام ضروریات کو پورا کرنا ہے جبکہ عورت تمام ضروریات سے بری الذمہ ہے۔ اور یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے نظام میں خرابی اور نقص ہو۔ بلکہ یہ صنف نازک کے ساتھ احسان ہے کہ اسے اتنا کچھ دینے کے باوجود اس پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں کی۔ بلکہ حسن سلوک کرنے کی نصیحت فرمائی اور طلاق کے موقع پر جب دلوں میں رنجشیں ہوتی ہیں اس وقت بھی اس کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا:

وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ لا وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا ط اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا○(۴۹)

اور اگر تم ایک بیوی کے بدلے دوسری بیوی بدلنا چاہو اور تم اسے ڈھیروں مال دے چکے ہو تب بھی اس میں سے کچھ واپس مت لو، کیا تم ناحق الزام اور صریح گناہ کے ذریعے وہ مال (واپس) لینا چاہتے ہو؟

فصل سابع:

عاق کرنا:

اسلام میں عاق کا کوئی تصور نہیں کیونکہ جب کوئی شخص فوت ہو جاتا ہے تو اب اس کی موت کے ساتھ ہی اس کا ترکہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق اس

۴۹۔ النساء: ۲۰

Marfat.com

مرنے والے کے ورثاء میں منتقل ہو جاتا ہے لہذا اس مرنے والے کے قول کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان موجود ہے۔

أَبَاؤُكُمْ وَ أَبْنَاؤُكُمْ لَاتَدْرُوْنَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا فَرِيْضَةً مِنَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا

تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے تمہیں معلوم نہیں کہ فائدہ پہنچانے میں ان میں سے کون تمہارے قریب تر ہے یہ (تقسیم) اللہ تعالیٰ کی طرف سے فریضہ (مقرر حصہ) ہے، بیشک اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا بڑی حکمت والا ہے

Marfat.com

Marfat.com

باب شانزدہم

تفسیر آیاتِ وراثت

(تفسیر قرطبی، احمدیہ، معارف القرآن، تفہیم القرآن اور ضیاء القرآن کا مطالعہ)

Marfat.com

Marfat.com

فصل اوّل:

وراثت کے ابتدائی احکام

آیت نمبرا:

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم۔

لِلرِّجَالِ نَصِیبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِیبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِیبًا مَّفْرُوضًا۔

ترجمہ: مردوں کے لیے اس (مال) میں سے حصہ ہے جس کو ماں باپ اور قرابت داروں نے چھوڑا ہو۔ (خواہ وہ مال کم ہو) اور عورتوں کے لیے بھی اس میں حصہ ہے جس کو ماں باپ اور قرابت داروں نے چھوڑا ہو خواہ وہ مال کم ہو یا زیادہ ہو۔ یہ اللہ کی طرف سے مقرر کیا ہوا حصہ ہے۔(۱)

شانِ نزول:

علامہ قرطبی اس آیت کے شانِ نزول کے بارے میں لکھتے ہیں:

حضرت اوس بن ثابت انصاری کا انتقال ہوا جو بہت مال چھوڑ گئے اور بیوی ام کجہ تین لڑکیاں، چچا کے دو بیٹے سوید و عرفجہ چھوڑے۔ اس زمانہ کے دستور کے مطابق اس کے سارے مال پر سوید و عرفجہ نے قبضہ کر لیا۔ ام کجّہ اور اس کی تینوں بیٹیوں کو کچھ نہ دیا۔ اس زمانہ میں لڑکیوں، بیویوں اور چھوٹی اولاد کو میراث نہیں دی جاتی تھی وہ کہتے تھے کہ میراث وہ پائے جو جنگ میں جائے۔ ام کجہ نے کہا کہ تم ان یتیم بچیوں کا مال لیتے ہو تو ان سے نکاح بھی کر لو۔ انہوں نے انکار کر دیا کیونکہ وہ بچیاں زیادہ خوبصورت نہ تھیں۔

۱۔ علامہ غلام رسول سعیدی، تبیان القرآن، مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور، ۲۰۰۳ء

Marfat.com

ام کجہ حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور یہ داستان حضورِ اکرم ﷺ کو سنائی۔ حضورِ اکرم ﷺ نے ان دونوں سوید و عرفجہ کو بلایا اور اس ظلم کی وجہ پوچھی۔

انہوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ عورتیں نہ گھوڑے پر سوار ہو سکتی ہیں نہ گھاس کا گٹھا اکٹھا کر سکتی ہیں نہ دشمن کا مقابلہ کر سکتی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اس مال کو روک کر رکھو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں میرے لیے کچھ حکم نازل فرمائے۔ ان کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔(۲)

اس آیت مبارکہ کے بارے میں مفسرین کی آراء درج ذیل ہے۔ علامہ قرطبی لکھتے ہیں۔

قال علماؤنا ـ فی هذه الآية فوائد ثلاث۔ احدها بيان علة الميراث و هی القرابة ـ للثانية عموم القرابة كيفما تصرّفت من قريب او بعيد۔ الثالثة إجمال النصيب المقروض۔

ترجمہ: ہمارے علماء نے کہا ہے اس آیت مبارکہ میں تین فائدے بیان ہوئے ہیں:

پہلا: اس میں میراث کی علت بیان ہوئی اور وہ میت کے ساتھ قرابت ہے۔

دوسرا: کہ قرابت دو قسم کی ہے۔ قریب کی قرابت، دور کی قرابت۔ اور وراثت میں حصہ قرابت کے لحاظ سے ہوگا۔

تیسرا: اس آیت مبارکہ میں اجمالی طور پر فرض حصوں کا ذکر کیا گیا ہے۔(۳)

ملا جیون لکھتے ہیں:

و قال قل لا تصرفا من قال اشيئا فان الله قد جعل لهن نصيبا ولم يعين حتى نزل التعين فی قوله تعالیٰ يوصيكم الله علی ما سيأتی من بعد و هو ان

۲۔ قرطبی، محمد بن احمد، ابو عبداللہ الجامع الاحکام القرآن، جلد نمبر ۳، صفحہ ۴۶، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان، ۱۹۶۵ء

۳۔ ایضاً

Marfat.com

للزوجة و للبنات الثلثين فلما نزل التعين حكم عليه السلام به فاعطى ام كجه الثمن و اللبنات الثلثين و الباقى ابنى العم هكذا قال المفسرون۔

نبی کریم ﷺ نے ان دونوں سے فرمایا کہ اس کے مال سے کچھ خرچ نہ کیا جائے پس اللہ تعالیٰ ان کے لیے حصہ مقرر فرمائے گا اور اس مال کو تقسیم نہ کیا گیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے "یوصیکم اللہ" والی آیت نازل کی اور وہ زوجہ کے لیے آٹھواں حصہ اور بیٹیوں کے لیے دو تہائی (۲/۳) تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام کجہ کو آٹھواں حصہ اور بیٹیوں کو (۲/۳) دو تہائی اور چچا کے بیٹوں کو باقی مال دے دیا۔ مفسرین نے اس طرح لکھا ہے۔ (۴)

مولانا مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں:

"مردوں کے لیے بھی (خواہ وہ چھوٹے ہوں یا بڑے) حصہ مقرر ہے اس چیز میں سے جس کو (ان مردوں کے) ماں باپ اور (یا دوسرے) بہت نزدیک قرابت دار (اپنے مرنے کے وقت) چھوڑ جاویں اور اسی طرح عورتوں کے لیے (خواہ چھوٹی ہوں یا بڑی) حصہ مقرر ہے اس چیز میں سے جس کو (عورتوں کے) ماں باپ اور (یا دوسرے) بہت نزدیک کے قرابت دار (اپنے مرنے کے وقت) چھوڑ جائیں خواہ وہ چھوڑی ہوئی چیز قلیل ہو یا کثیر سب میں ملے گا حصہ (بھی ایسا ہو جو) قطعی طور پر مقرر ہے۔ (۵)

سیّد ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں:

"اس آیت میں واضح طور پر پانچ قانونی حکم دیئے گئے ہیں ایک یہ کہ میراث صرف

۴۔ ملا جیون احمد جونپوری، التفسیرات احمدیہ، صفحہ ۱۵۱، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی معلوم ندارد

۵۔ مولانا محمد شفیع مفتی، معارف القرآن، جلد ۲، صفحہ ۸۔ ۳، مطبوعہ ادارۃ المعارف کراچی، ۱۹۸۳ء

Marfat.com

مردوں ہی کا حصہ نہیں بلکہ عورتیں بھی اس میں حقدار ہیں۔ دوسرے یہ کہ میراث بہرحال تقسیم ہونی چاہیے خواہ وہ کتنی ہی کم ہو حتیٰ کہ اگر مرنے والے نے ایک گز کپڑا چھوڑا ہے اور دس وارث ہیں تو اسے بھی دس حصوں میں تقسیم ہونا چاہیے، یہ اور بات ہے کہ وارث دوسرے وارثوں سے ان کا حصہ خرید لے اور یہ بھی کہ اس آیت کریمہ سے یہ بات بھی مترشح ہوتی ہے کہ وراثت کا قانون ہر قسم کے اموال و املاک پر جاری ہوگا خواہ وہ منقولہ ہوں یا غیر منقولہ۔ زرعی ہوں یا صنعتی یا کسی اور صنف مال میں شمار ہوتے ہوں۔ چوتھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ میراث کا حق اس وقت پیدا ہوتا ہے جب مورث کچھ چھوڑ کر مرا ہو۔ پانچویں اس سے یہ قاعدہ بھی نکلتا ہے کہ قریب تر رشتہ دار کی موجودگی میں بعید تر رشتہ دار میراث نہ پائے گا۔"(٦)

پیر کرم شاہ الازہری لکھتے ہیں:

"عرب میں میراث کی تقسیم کا یہ قاعدہ تھا کہ عورتیں اور چھوٹے بچے اپنے مرنے والے باپ اور خاوند کی وراثت سے یکسر محروم کر دیئے جاتے تھے اور اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی کہ جو وراثت میں داد شجاعت دینے کے قابل نہیں وہ میراث پانے کا بھی حقدار نہیں۔ بھارت میں عورت وارث شمار نہیں کی جاتی تھی اور یورپ میں تو گنگا ہی الٹی بہہ رہی تھی صرف بڑا لڑکا وارث بنتا، دوسرے بڑے بھی محروم رہ جاتے۔ یہ حالت تھی جب قرآن کی یہ انقلاب آفریں آیت نازل ہوئی جس نے عورتوں کو مردوں کی طرح وارث قرار دیا۔ بڑے لڑکے کی تخصیص ختم کر کے سب لڑکوں کو اپنے متوفی باپ کی وراثت میں برابر کا شریک بنایا۔ چھوٹی اور بڑی تمام جائیدادوں میں ورثاء کا حسب مقدار حصہ تسلیم کیا۔ "نصیباً مفروضاً" کے الفاظ سے واضح کر دیا کہ یہ حصے اللہ تعالیٰ کے اپنے مقرر ہیں اس

٦۔ مودودی ابوالاعلیٰ، سید، مولانا، تفہیم القرآن، جلد ۱، صفحہ ۳۲۳، مطبوعہ مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور

Marfat.com

میں ردّوبدل کا کسی کو اختیار نہیں۔"(۷)

خلاصہ:

خطہ عرب میں صدیوں سے شراب نوشی، بیوگان اور یتیموں کا مال ہڑپ کرنا، عورتوں کی ذلت وحقارت، لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا وغیرہ کا رواج ایسا چلا آ رہا تھا کہ کسی کے خیال میں بھی نہ آتا کہ یہ عیب یہاں سے مٹ جائیں۔ ان کے نزدیک میت کے متروکہ مال نیں کمزوروں، یتیموں، لڑکیوں، بیوگان کا کوئی حق نہ تھا۔ یہ اسلام کا کھلا معجزہ ہے کہ اس نے عرب کے صدیوں کے رواج کو ختم کر دیا اور ایک ایک لفظ کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا اور اس طرح مٹایا کہ نام ونشان باقی نہ رہا اور نوعیت سے مٹایا کہ لوگوں کو محسوس بھی نہ ہوا۔

اس آیت کریمہ میں تقسیم میراث کی اجمالی اصطلاح استعمال کی گئی ہے پھر اگلی آیت میں تفصیل فرما دی گئی ہے اور اشارہ ہوا کہ اے مسلمانو! میت کے متروکہ مال میں کمزور بچے بچیوں کا بھی حصہ ہے اور بے کس بیوگان، بوڑھے ماں باپ کا بھی جو کچھ ماں باپ چھوڑ جائیں اور کچھ قریب ترین رشتہ دار چھوڑیں ان میں سے لڑکوں کا حصہ ان کے حوالے کر دو اور لڑکیوں، عورتوں کے حصے ان کے سپرد کر دو اور مال کی تقسیم میں کسی قسم کا فرق نہ کرو۔

آیت نمبر۲:

وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُوا الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينُ فَارْزُقُوهُم مِّنْهُ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوفًا (النساء:۸)

ترجمہ: اور جب ترکہ کی تقسیم کے وقت غیر وارث قرابت دار یتیم اور مسکین بھی موجود ہوں تو اس ترکہ سے انہیں بھی کچھ دے دو۔(۸)

۷۔ الازہری، پیر محمد کرم شاہ، ضیاء القرآن، جلد۱، صفحہ ۳۲۱-۳۲۲، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، ۱۹۹۵ء

۸۔ تبیان القرآن، جلد۲، صفحہ ۵۸۵

Marfat.com

شانِ نزول:

یہ آیت بھی حضرت اوس بن ثابت انصاری کی زوجہ ام کجہ کے جواب کے ساتھ نازل ہوئی۔(۹)

اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کی آراء درج ذیل ہے:

علامہ قرطبی لکھتے ہیں:

" بین اللّٰہ تعالٰی ان من لم یستحق شیئا ارثا و حضر القسمة و کان من التقارب او الیتامی والفقراء لا یرثون ان یکرموا و لا یحرموا۔ ان کان من المال کثیرًا والاعتداء اللھم ان کان عقادا او قلیلا لا یقبل الترضح، و ان کان عطاء من القلیل ففیه اجر عظیم۔(۱۰)

ترجمہ: اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالٰی نے بیان کیا ہے کہ اگر وراثت کا مال تقسیم کرتے وقت وہ لوگ جو قرابت دار یا یتیم یا مساکین جن کا حصہ مقرر نہیں ہے وہ حاضر ہوئے ہیں تو اس مال میں سے ان کو بھی دلجوئی کے لیے دے دو اور انہیں محروم نہ کرو اگر زیادہ مال ہو اور اگر مال تھوڑا ہو تو پھر ان کو تھوڑا دے کر ان سے معذرت بھی کرلو اور تھوڑے مال میں سے کچھ دو گے تو اس میں بہت زیادہ اجر ہے۔

ملاجیون لکھتے ہیں:

معنا اذا حضر وقت نسمة الترکة بین الورثة من ذوی الفروض و العصبة و ذوی الارحام اولوا القربٰی الغیر الورثین والیتامی والمساکین فاعطوا لھم قدرا منه ای مما ترك او مما دل علیه القسمة و ھو المقسوم و قولوا لھم

۹۔ تفسیر قرطبی، جلد۳، صفحہ۴۹ ۱۰۔ ایضاً جلد۳، صفحہ۴۸

Marfat.com

قولا معروفا ای عذرا جمیلا و عدة و قیل القول المعروف ان یقولوا لهم خذوا بارك الله علیكم و یستقلوا ما اعطوهم ولا یمنوا علیهم كذا فی المدارك والبیضاوی فی الكشاف۔ (۱۱)

ترجمہ: اس کا معنی یہ ہے کہ جب ترکہ وارثوں کے درمیان تقسیم ہو رہا ہو اور اس وقت اصحاب فروض عصبات، ذوی الارحام، قریبی رشتہ دار، یتیم اور مساکین موجود ہوں تو ان کو بھی ترکہ میں سے کچھ دے دو اور ان کے لیے اچھی بات کہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کو مال دے کر خدا کا شکر ادا کرو اور کشاف میں اسی طرح ہے۔

مولانا مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں:

"(اور جب وارثوں میں ترکہ کے) تقسیم ہونے کے وقت (یہ لوگ) موجود ہوں یعنی دور کے رشتہ دار جن کا میراث میں حق نہیں اور یتیم اور غریب لوگ اس موقع سے کہ شاید ہم کو بھی کچھ مال جاوے۔ رشتہ دار تو ممکن ہے کہ گمان استحقاق سے اور دوسرے لوگ غیر میراث کے تو ان کو بھی اس ترکہ میں جس قدر بالغوں کا ہے اس میں سے کچھ دے دو۔ اور ان کے ساتھ خوبی اور نرمی سے بات کرو۔ وہ بات رشتہ داروں سے تو یہ ہے کہ سمجھا دو کہ تمہارا حصہ شرع سے اس میں نہیں ہے ہم معذور ہیں اور دوسروں سے یہ کہ دے کر احسان نہ جتلاؤ۔" (۱۲)

سیّد ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں:

"خطاب میتوں کے وارثوں سے ہے اور انہیں ہدایت فرمائی جا رہی ہے کہ میراث کی تقسیم کے موقع پر جو دور و نزدیک کے رشتہ دار کنبہ کے غریب و مسکین لوگ اور یتیم بچے

۱۱۔ التفسیرات الاحمدیہ، صفحہ ۱۵۱
۱۲۔ معارف القرآن، جلد ۱، صفحہ ۳۰۸

Marfat.com

آ جائیں ان کے ساتھ تنگ دلی نہ برتو میراث میں ازروئے شرع ان کا حصہ نہیں ہے تو نہ سہی۔ وسعتِ قلب سے کام لے کر ترکہ میں سے ان کو کچھ نہ کچھ دے دو اور ان کے ساتھ دل شکن باتیں نہ کرو جو ایسے مواقع پر چھوٹے دل کے کم ظرف لوگ کیا کرتے ہیں۔" (۱۳)

پیر کرم شاہ الازہری لکھتے ہیں:

" قانون میراث کی تفصیلات بیان کرنے سے پہلے ایک اخلاقی ضابطہ کا ذکر بھی کر دیا کہ متروکہ کی جائیداد کے وارث تو وہی ہیں جن کا ذکر تفصیلاً آگے آ رہا ہے لیکن اگر تقسیم کے وقت غیر وارث رشتہ دار، محلّہ کے یتیم بچے، بستی کے غریب لوگ جمع ہو جائیں تو ان کو بھی کچھ نہ کچھ دے دو اور ترش لب ولہجہ میں ان سے گفتگو نہ کرو جن سے ان کی دل شکنی ہو۔" (۱۴)

خلاصہ:

اس آیت مبارکہ میں ایک نیکی اور بھلائی والے کام کی ترغیب دی جا رہی ہے اور اس کے وارثوں کو خطاب ہے کہ جب تم میراث تقسیم کرو تو میت کے وہ یتیم اور عزیز فقراء موجود ہوں جو میراث سے محروم ہوں تو مناسب یہ ہے کہ اس مال سے انہیں کچھ نہ کچھ حصہ دے دو اور ساتھ ہی ان سے معذرت بھی کر لو کہ اگر زیادہ حصہ ہوتا تو تمہیں دے دیتا تو حکم الٰہی پر راضی رہو اور تھوڑے مال پر ہی راضی ہو جاؤ۔ اس صورت میں یہ خیال رکھنا چاہیے کہ اگر وارثوں میں نابالغ ہیں تو نابالغ کے مال سے نہ دیا جائے صرف بالغوں کے مال سے حصہ دیا جائے اور یہ حکم استحبابی ہے وجوبی نہیں ہے۔

۱۳۔ تفہیم القرآن، جلد ۱، صفحہ ۳۲۵ ۱۴۔ ضیاء القرآن، جلد ۱، صفحہ ۳۲۲۔

Marfat.com

فصل دوم:

ورثاء کے حصے

آیت نمبرا:

يُوصِيكُمُ اللّٰهُ فِيْ أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ فَإِن كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَإِن كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ۔۔۔۔ (النساء :۱۱)

اللہ تمہاری اولاد (کی وراثت کے حصول) کے متعلق تمہیں حکم دیتا ہے کہ (میت کے) ایک بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں کے برابر ہے۔ سو اگر صرف بیٹیاں (دو یا) دو سے زیادہ ہوں تو ان کا حصہ کل ترکہ کا دو تہائی ہے اور اگر صرف ایک بیٹی ہو تو اس کا حصہ (کل ترکہ کا) نصف ہے۔(۱۵)

شانِ نزول:

اس آیت کے شانِ نزول میں علامہ قرطبی لکھتے ہیں۔ امام ترمذی، امام ابوداؤد، ابن ماجہ اور دار قطنی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سعد بن ربیع کی بیوی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سعد شہید ہو چکے ہیں۔ اس نے دو بیٹیاں اور ایک بھائی چھوڑا ہے۔ پس سعد نے جو کچھ جائیداد چھوڑی ہے اس پر سعد کے بھائی نے قبضہ کر لیا ہے اور عورتوں سے نکاح ان کے مالوں کی وجہ سے کیا جاتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مجلس میں کوئی جواب نہ دیا۔ سعد کی بیوی پھر دوبارہ آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! سعد کی بیٹیوں کا کیا بنے گا؟

۱۵۔ تبیان القرآن، جلد۲، صفحہ ۵۹۰

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سعد کے بھائی کو میرے پاس بلاؤ پس جب سعد کا بھائی آیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ سعد کی دو بیٹیوں کے لیے دو تہائی حصہ اور اس کی زوجہ کے لیے آٹھواں حصہ چھوڑ دو اور باقی تم لے لو۔ تو اس وقت یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔ علامہ قرطبی لکھتے ہیں:

" فكان الذى يجب الذى على ظاهر الآية ان يكون الميراث لجميع الاولاد، المومن منهم والكافر ، فلما ثبت عن رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم انه قال لا يرث المسلم والكافر " علم ان اللّٰه اراد بعض الاولاد دون بعض، فلا يرث المسلم الكافر والكافر المسلم على الظاهر الحديث ـ قلت و لما قال اللّٰه تعالىٰ فى اولادكم ـ دخل فيهم الاسير فى ايدى الكفار فان يرث ما دام تعلم حياته على الاسلام و به قال كافة اهل العلم حياته محكمه حكم المفقود ولم يدخل فى عموم الاية ميراث النبىّ صلى اللّٰه عليه وسلم بقوله :لا نورث ما تركنا صدقة و سياتى بيانة فى (مريم) ان شاء اللّٰه و كذلك لم يدخل القاتل عمد الابيه او جده او اخيه او عمه بالسنة واجماع الامة۔(۱۷)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے اس قول سے "يوصيكم الله فى اولادكم " سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں تمام اولاد میراث سے شامل ہے۔ وہ مومن ہوں یا کافر پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات ثابت ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کافر کا وارث نہیں ہے اس سے یہ جانا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی اس آیت سے مراد بعض اولاد ہے اور بعض نہیں اور حدیث سے ثابت ہے کہ مسلمان کافر کا وارث نہیں اور کافر مسلمان کا وارث نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ

۱۷۔ ایضاً، جلد ۳، صفحہ ۵۹

Marfat.com

جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ فی اولادکم اس میں وہ اولاد بھی داخل ہے جو کافروں کے ہاتھ میں قیدی ہے بے شک وہ اس وقت تک وارث ہیں جب تک یہ علم ہے کہ ان کی زندگی اسلام پر ہے اور یہی بہت سارے اہل علم کا قول ہے سوائے نخعی کے بے شک انہوں نے کہا کہ قیدی وارث نہیں ہے پس جب اس کی زندگی کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ وہ زندہ ہے کہ نہیں ہے تو وہ مفقود کے حکم میں ہے اور اس آیت کی عمومیت میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث شامل نہیں ہے ہم جو چھوڑتے ہیں وہ مراد ہے اس کا بیان ان شاء اللہ سورۃ مریم میں آئے گا۔ اور اس طرح قاتل بھی جو عمداً قتل کرنے والا ہے وہ بھی وارث نہیں ہوگا اپنے باپ، دادا، بھائی یا چچا کی وراثت میں یہ بات سنت اور اجماع امت سے ثابت ہے۔

ملاجیون لکھتے ہیں:

"و بیانہٗ ان معنی قولہ تعالیٰ یوصیکم اللّٰہ فی اولادکم بعھد اللّٰہ الیکم فی شان میراث اولادکم و ھذا اجمال یفصلہ ما بعدہ و ھو ان المیت الذی ترک ولد لا یخلوا ما ان یترک ذکر او انثی جمیعا او احدھما فقط فان کان جمیعا فحکمھما قد بین اللّٰہ تعالیٰ فی قولہ تعالیٰ الذکر مثل حظ الانثیین یعنی حصہ الذکر الواحد و الانثیین من البنات ــــــ فان کن نساء فوق اثنتین فلھن ثلثا ما ترک ای فان کن البنات اولاد نساء ای خلصا لیس ابن فوق اثنتین ای بالغا ما بلغن فلکل من مجموعھا ثلثان مما ترک ذالک المورث علی حسب القسط و الثلث الباقی قد یختلف احوالہ و بین حکم الواحدۃ فی قولہ تعالیٰ و ان کانت واحدۃ فلھا النصف ای ان کانت البنت الخالصۃ منفرد فلھا نصف ما ترک ذالک المورث والنصف الباقی۔ (۱۱)

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے اس قول "یوصیکم اللہ فی اولادکم" میں یہ بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ میراث کی تقسیم میں اولاد کے بارے میں یہ حکم دیتا ہے اور اجمال کے بعد تفصیل کا ذکر ہے اور بے شک میت جو اولاد چھوڑ کے گئی ہے وہ مذکر ہوگی یا مونث ہوگی یا دونوں میں سے ایک یا دونوں ہوں گی تو اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ للذکر مثل حظ الانثیین فلھن ثلثا ما ترک یعنی اگر صرف بیٹیاں ہوں اور ان کے ساتھ کوئی اور مذکر اولاد نہ ہو اور وہ دو یا دو سے زیادہ ہوں تو ان کے لیے دو تہائی ہے اور باقی جائیداد دوسرے وارثوں کے لیے ہے اور اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹی کے بارے میں حکم فرمایا و ان کانت واحدۃ فلھا النصف یعنی اگر ایک ہی بیٹی ہو تو اس کے لیے آدھا ہے کل مال کا اور باقی آدھا دوسرے وارثوں کے لیے ہوگا۔"

مولانا مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے میراث پانے کے باب میں وہ یہ کہ ایک لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر یعنی ایک لڑکا لڑکی ایک ایک یا کئی کئی ملی جلی ہوں تو ان کے حصوں میں باہم یہ نسبت ہوگی (کہ ہر لڑکے کو دوہرا اور ہر لڑکی کو اکہرا) اور اگر اولاد میں صرف لڑکیاں ہی ہوں گو دو سے زیادہ ہوں تو ان کو دوگنا ہی ملے گا۔ اس میت کا جو مورث چھوڑ کر مرا ہے اور اگر دو لڑکیاں ہوں تو دو تہائی ملنا وہ بالکل ظاہر ہے کیونکہ ان میں سے ایک لڑکی کا حصہ باوجودیکہ بھائی سے کم ہے ایک تہائی سے نہ گھٹتا پس جب دوسری بھی لڑکی ہے تب تو تہائی سے کسی بھی طرح گھٹتا نہیں۔ اور اگر دونوں لڑکیاں یکساں حالت میں ہیں پس اس کا بھی ایک تہائی ہوگا۔ دونوں کا مل کر دو تہائی ہوا البتہ تین لڑکیوں میں شبہ تھا کہ شاید ان کو تین تہائی یعنی کل مل جائے اس لیے فرمایا کہ گو لڑکیاں دو یا زیادہ ہوں مگر حصہ دو تہائی سے نہ بڑھے گا۔

Marfat.com

اور اگر ایک ہی لڑکی ہو تو اس کو کل ترکہ سے نصف ملے گا (اور پہلی صورت میں ایک ثلث بچا ہوا اور دوسری صورت میں نصف بچا ہوا۔ دوسرے خاص خاص اقارب کا حق ہے یا اگر کوئی نہ ہو تو پھر اسی کو دے دیا جائے گا جیسا کہ کتب فرائض میں مذکور ہے۔"(۱۹)

سیّد ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں:

"میراث کے معاملہ میں یہ اولین اصولی ہدایت ہے کہ مرد کا حصہ عورت سے دو گنا ہے چونکہ شریعت نے خاندانی زندگی میں مرد پر زیادہ معاشی ذمہ داریوں کا بوجھ ڈالا ہے اور عورت کو بہت سی معاشی ذمہ داریوں سے سبکدوش رکھا ہے لہٰذا انصاف کا تقاضا یہی ہے کہ میراث میں عورتوں کا حصہ مرد کی نسبت کم رکھا جاتا۔

یہی حکم ذولڑکیوں کا بھی ہے مطلب یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے لڑکا نہ چھوڑا ہو اور اس کی اولاد میں صرف لڑکیاں ہی لڑکیاں ہوں خواہ دو ہوں یا دو سے زائد ہوں بہرحال اس کے کل ترکہ ۲/۳ دو تہائی حصہ ان لڑکیوں میں تقسیم ہوگا اور باقی ۱/۳ ایک تہائی حصہ دوسرے وارثوں میں لیکن اگر میت کا صرف ایک لڑکا ہو تو اس پر اجماع ہے کہ دوسرے وارثوں کی غیر موجودگی میں وہ کل مال کا مالک ہوگا اور اگر دوسرے وارث موجود ہوں تو ان کا حصہ دینے کے بعد باقی سب مال اسے ملے گا۔"(۲۰)

پیر کرم شاہ الازہری لکھتے ہیں:

"اسلام نے صحت مند معاشرہ وجود میں لانے کے لیے کنبہ کو بڑی اہمیت دی ہے اور اس کے افراد کو ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح وابستہ کر دیا ہے کہ محبت و قرابت کا باہمی رشتہ کبھی نہ ٹوٹنے پائے۔ اس کے لیے جو وسائل اختیار کیے ہیں انہیں میں

۱۹۔ معارف القرآن، جلد۲، صفحہ ۳۱۹

۲۰۔ تفہیم القرآن۔ جلد۱، صفحہ ۳۲۶

Marfat.com

سے ایک نظام وراثت ہے۔ زندگی میں اگر کوئی کنبہ افلاس وغربت کا شکار ہو جائے تو دوسرے افراد پر اس کے نفقہ کو فرض قرار دیا ہے۔

اور اسی طرح موت کے بعد متوفی کے قریبی رشتہ داروں میں اس کی جائیداد تقسیم کرنے کا حکم دیا تا کہ زندگی اور موت میں دونوں رشتہ داروں کا مفاد باہم پیوستہ رہے کہ جدائی کا خیال ہی ان میں راہ نہ پا سکے۔ کنبہ کے اتحاد کو برقرار رکھنے کے لیے نظام وراثت میں قرابت کا اصول پیش نظر رکھا گیا ہے میراث میں حصہ کے ملنے یا نہ ملنے اور حصہ کے کم یا زیادہ ہونے میں رشتہ دار نزدیکی اور دوری کو بڑا دخل ہے۔

دوسرا اصول ضرورت ہے یعنی قریبی رشتہ داروں میں حصہ کی کمی وبیشی کا مدار ضرورت کو قرار دیا جتنی جس کی ذمہ داریاں اور ضروریات زیادہ ہوں گی۔ اسی لحاظ سے اس کا حصہ مقرر کیا جائے گا۔

تیسرا اصول تقسیم دولت ہے۔ اسلام چاہتا ہے کہ دولت سمٹ کر چند ہاتھوں میں جمع نہ ہو جائے۔ وراثت کی تقسیم میں بھی اسی اصول کو پیش نظر رکھا گیا ہے تا کہ زیادہ سے زیادہ افراد میں یہ دولت تقسیم ہو۔ یہ وہ تین اصول ہیں (قرابت، ضرورت، تقسیم دولت) جس پر اسلام کا یہ بے نظیر اصول قائم ہے۔

اولاد کے وارث ہونے کی چار صورتیں ہیں۔

۱۔ لڑکے بھی ہوں اور لڑکیاں بھی ہوں۔ اس صورت میں لڑکے کے دو حصے اور لڑکی کو ایک حصہ ملے گا۔

۲۔ صرف ایک لڑکی ہو تو وہ نصف جائیداد کی وارث ہوگی۔

۳۔ صرف دو لڑکیاں ہوں۔

۴۔ یا دو سے زائد لڑکیاں ہوں اور لڑکا نہ ہو۔ ان دونوں صورتوں میں لڑکیوں کو

Marfat.com

جائیداد کا دو تہائی حصہ ملے گا۔

خلاصہ:

اسلام سے پہلے عرب میں دو وجہ سے میراث ملتی تھی۔

۱۔ نسب ۲۔ عہد

عہد کی دو صورتیں تھیں۔ ایک زندگی میں کسی سے معاہدہ اور دوسری صورت منہ بولا بیٹا یا بھائی بنانا۔ اسلام نے پہلے بچوں اور عورتوں کو بھی حصہ قرار دیا ہے۔ اس کے بعد دوسری عہد کی صورت کو بھی ختم کر دیا پھر یہ تمام چیزیں منسوخ ہوگئیں اور وراثت کے تین اسباب مقرر ہوئے۔

(۱) نسب (۲) نکاح (۳) ولد یعنی غلام کو آزاد کرنا کہ مولیٰ غلام کا وارث ہوتا ہے اور غلام مولا کا۔ ان کے علاوہ باقی تمام اسباب اس آیت کریمہ کے بعد منسوخ ہو چکے ہیں۔ اس آیت مبارکہ میں نسبی وراثت کا ذکر ہے یعنی وراثت میں اولاد کا ذکر پہلے ہوا کیونکہ اولاد سے محبت زیادہ ہوتی ہے اور رشتہ دار بھی قوی تر ہے اس میں حکم دیا جا رہا ہے کہ اولاد کو بھی وارث بناؤ کہ ایک بیٹے کو دو بیٹیوں کے برابر حصہ دو کوئی بیٹا نہیں چھوڑا ہے اور بیٹی چھوڑی ہے اگر ایک ہے تو اس کو سارے مال کا آدھا ملے گا اور اگر زیادہ چھوڑی ہیں تو دو تہائی ملے گا۔ یہ اولاد چھوٹی ہو کہ بڑی، عاقل ہو یا کہ دیوانی ہر حال میں وراثت سے حصہ پائے گی۔

آیت نمبر ۲:

وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِن كَانَ لَهُ وَلَدٌ فَإِن لَّمْ يَكُن لَّهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ فَإِن كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي

Marfat.com

بِهَا أَوْ دَيْنٍ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعاً فَرِيضَةً مِّنَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيماً حَكِيماً (النساء:۱۱) اگر میت کی اولاد ہو تو اس کے ترکہ سے اس کے ماں باپ میں سے ہر ایک کا چھٹا حصہ ہے اگر میت کی اولاد نہ ہو تو اور صرف ماں باپ ہی وارث ہوں تو ماں کا تیسرا حصہ ہے اور باقی سب باپ کا ہے اور اگر میت کے بہن بھائی ہوں تو ماں کا چھٹا حصہ ہے۔ یہ تقسیم اس کی وصیت پوری کرنے کے بعد اور اس کا فرض ادا کرنے کے بعد ہے۔ تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے تم خود ہی نہیں جانتے کہ تم کو نفع پہنچانے کے کون زیادہ قریب ہے اور یہ اللہ کی طرف سے مقرر کیے ہوئے حصص ہیں بے شک اللہ خوب جاننے والا بہت حکمت والا ہے۔ (۲۲)

آیت کے اس حصے کے بارے میں مفسرین کی درج ذیل آراء ہیں:

علامہ قرطبی لکھتے ہیں:

قوله تعالى ولابويه اى لابوى الميت ---والا تثنية الاب ولامة و بلفظ الام عن ان يقال ها ابة ـ ومن العرب من يجرى المختلفين مجرى المتفقين يا فغلب احدهما عن الاخر لخفته او شهرته جاء ذلك مسموعا فى اسماء صالحة كقولهم للأب والام ـ ابوان و للشمس و القمر القرآن ---- والدليل العليا جدة و لا بفرض مها الثلث با جماع ، مخروج الجدة عن هذه اللفظ مقطوع به و قنا و له للجد مختلف فيه ممن قال هو اب و حجب به الاخوة ابو بكر صديق رضى الله عنه و لم يخالفه او من الصحابة فى ذلك ايام صامة ---- و اجمع العلماء على ان الجد لا يرث مع الاب و ان الدين يجب اباه ـ و انزلوا الجد بمنزلة الاب فى الحجب و الميراث

۲۲۔ تبیان القرآن، جلد۲، صفحہ۵۹۱

Marfat.com

اذا لم يترك المتوفى ابا اقرب منه فى جميع المواضع۔ و ذهب الجمهور الى ان الجد يسقط بنى الاخواة من الميراث ۔ ۔۔ و اما الجدة فاجمع اهل العلم على ان للجدة السدس اذا لم يكن للميت ام و اجمعوا على ان الام تجيب امها و ام الاب و اجمعوا على ان الاب لا يحجب ام الام۔

قولہٗ تعالٰی:

(لكل واحد منهما السدس) فرض تعالٰى لكل واحد من الابوين مع الولد السدس با أبهم الولد فكان الذكر والانثٰى فيه سواء فان مات رجل و ترك ابناء و ابوين فلابويه لكل واحد منهما السدس و ما بقى فلابن فان ترك ابنه و ابوين فلابنة النصف و اللابوين السدسان ، و ما بقى فلا قرب عصبة و هو الذب لقول رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم، ما ابقت الفرائض فلا اولٰى رجل ذكر فاجتمع للاب استحقاق بجهتين التعصيب والفرض۔ (فان لم يكن له ولد وورثه ابواه فلامه الثلث) و دل بقوله "وورثه ابواه" واخبارہٖ ان الام الثلث و دل بقوله "ووراثة ابواه " واخباره ان لام الثلث ان الباقى و هو الثلثان لأب قوله تعالٰى (فان كان له اخوة فلامه السدس) الاخوة يحجبون الام عن الثلث الى السدس و هذا هو حجب النقصان ، و سواء كان الاخوة أشقاء او للاب او للام لاسهم لهم۔۔

قولہٗ تعالٰی :

(اباء كم و ابناء كم) رفع بالابتداء و الجبر مضمر تقديره هو المقسوم عليهم و هم المعطون۔

Marfat.com

قولہٖ تعالیٰ:

(لا تدرون ایھم اقرب لکم نفعًا) قیل فی الدنیا بالدعاء و الصدقة کما جاء فی الاثر ان الرجل لیرفع بدعاء ولده من بعده۔ و فی الحدیث الصحیح "اذا مات الرجل انقطع عمله الا من ثلاث۔ فذکر او ولد صالح یدعو له

قولہٖ تعالیٰ:

(فریضةً) "فریضة " نصب علی المصدر المؤکد اذ معنی "یوصیکم" یفرض علیکم (ان اللّٰه کان علیما) ای بقسمة المواریث (حکیما) حکم قسمتها و بینها لاھلها۔(۲۳)

اللہ تعالیٰ کا قول "ولابویہ" یعنی میت کے والدین اور ابوان یہ تثنیہ ہے۔ اب اور اَبۃ کا اور اس صورت میں لفظ ام کہنے کی ضرورت نہیں رہتی جیسا کہ "ابۃ" کے بارے میں کہا گیا ہے اور اہل عرب دو مختلف یا متفق چیزوں کے بارے میں ایسا تلفظ کرتے ہیں ان میں سے ایک کا دوسرے پر غلبہ ہونے کی وجہ سے چاہے وہ غلبہ خفت کی وجہ سے ہو یا کثرت کی وجہ سے ہو اور اس طرح نیک ناموں کے بارے میں بھی بتایا گیا ہے۔ جیسے کہ اب اور ام کے لیے ابوان اور شمس وقمر کے لیے قمران ۔۔ اور ہماری اس بات کی صحت پر اللہ تعالیٰ کا یہ قول دلیل ہے۔

(فان لم یکن له ولد وورثه ابواه فلامه الثلث۔

اور اجماع سے یہ بات ثابت ہے اور کہ نانی کے لیے تیسرا حصہ (تہائی) نہیں ہے ۔ پس اس لفظ سے نانی کا لفظ نکل گیا ہے اور "جد" اس کو شامل ہے یعنی باپ کو اس میں

۲۳۔ تفسیر قرطبی، جلد۳، صفحہ ۶۷ تا ۷۵

Marfat.com

اختلاف کیا گیا ہے اور ان میں سے جو کہتے ہیں کہ وہ باپ کی طرح ہے اور بھائیوں کو محجوب کرنے والا ہے ان میں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کی زندگی میں صحابہ مین کسی نے ان کی مخالفت کی ۔۔۔ اور اس بات پر بھی علماء کا اجماع ہے کہ باپ کے ہوتے ہوئے دادا وارث نہیں ہوگا اور بیٹا اپنے باپ کو محجوب کرنے والا ہے اور دادا بمنزل باپ کے ہوگا۔ میراث کے محجوب کرنے میں جبکہ میت کا "اب" اقرب نہ ہو۔

تمام جگہوں میں اور جمہور اس طرف گئے ہیں کہ دادا میراث سے بھائیوں کو ساقط کردیتا ہے۔۔۔۔

بہرحال دادی اس پر اہل علم نے اجماع کیا ہے کہ دادی کے لیے چھٹا حصہ ہوگا جبکہ میت کی ماں نہ ہو اور اس پر بھی اجماع ہے کہ ماں، نانی اور دادی کو محجوب کردیتی ہے اور اس پر بھی اجماع ہے باپ نانی کو محجوب نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ کا قول ہے:" لکل واحد منھما السدس" اللہ تعالیٰ نے فرض کر دیا ہے ماں باپ کے چھٹے حصے کو اولاد کے ساتھ۔ وہ اولاد کے ساتھ چاہے وہ اولاد مذکر ہو یا مونث پس اگر کوئی بندہ فوت ہو اور اس نے بیٹا چھوڑا اور ماں باپ چھوڑے بیٹی کے لیے نصف اور ماں باپ میں سے ہر ایک کے لیے چھٹا ہوگا اور باقی عصبہ اقرب کے لیے وہ باپ ہے کیونکہ رسولِ اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اصحاب فرائض سے بچے وہ مذکر مرد کے لیے رہے جو اقرب ہو تو اس صورت میں والد کے لیے دو حق ہوں گے۔ ایک تعصیب اور دوسرا فرض۔

"فان لم یکن له ولد و ورثة ابواه فلامه الثلث "یعنی اگر میت کے وارث صرف ماں باپ ہوں تو اس صورت میں ماں کے لیے ایک تہائی اور باپ کے لیے دو تہائی ہوگا۔ پس اللہ تعالیٰ کا قول فان کان له اخوة فلامه السدس اگر میت کے بھائی بھی

Marfat.com

ہوں تو وہ ماں کو ایک تہائی سے چھٹے حصے کی طرف مجوب کر دیں گے۔ اس صورت میں برابر ہے کہ بھائی سگے ہوں یا باپ کی طرف سے یا ماں کی طرف سے یہ ماں کو مجوب کر دیں گے لیکن ان کے لیے کوئی حصہ نہیں ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کا قول ہے" لا تدرون ایھم اقرب لکم نفعا" اس نفع سے مراد دنیا میں دعا اور صدقہ ہے جیسا کہ اثر میں ہے کہ بے شک آدمی کے درجات بلند ہوتے ہیں اس دنیا میں سے چلے جانے کے بعد اس کی اولاد کی دعا کی وجہ سے اور حدیث صحیح میں ہے کہ جب آدمی مر جاتا ہے تو اس کا ہر عمل منقطع ہو جاتا ہے سوائے تین عملوں کے ان میں سے ایک عمل اولاد کا والدین کے لیے دعا کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے فریضۃ یہ یوصیکم کے معنی میں ہے اس نے تم پر فرض کیا۔۔۔۔اور پھر ارشاد ہے ان اللہ کان علیما یعنی کہ وارثوں کے حصے تقسیم کرنے کے بارے میں جاننے والا ہے اور وارثوں کے حصوں کو تقسیم کرنے والا ہے۔

ملا جیون لکھتے ہیں:

قوله ولابويه لكل واحد منها بدل منه بتكرير العامل يعنى ان كانه له سواء كان ذكر او انثى فلكل واحد من الابوين السدس مما ترك المورث فيكون لمحبوعها الثلث والثلثان الباقيان يختلف احوالهما الا ترى انه اذا كان الولد ذكر اقتصر نصيب الاب على السدس و ان يكن له قال انثى عصب ايضا مع اعطاء السدس ۔۔۔۔ فان لم يكن له ولد و ورثة ابواه خلاصة الثلث لامه فذكر حصة الدم و لم يبين حصة الاب و لكن يفهم منه ان الباقي هو الثلثان للاب ۔۔۔ و ان كان له اخوة فلامه السدس يفى ان كان للميت اخوة و كان له ابواه و لم يكن له ولد فلامه السدس ۔۔۔ قوله تعالىٰ

Marfat.com

من بعد وصية يوصى بها او دين متعلق بسائر ما سبق من بيان الوراثة يعنى ان وراثتكم بهذه الاربعة انما بعد ما يبقى من اداء وصية المورث او دينة۔ (۲۴)

ترجمہ: پس اللہ تعالیٰ کا قول ولابويه لكل واحد منهما السدس اگر میت کی اولاد ہو چاہے مذکر ہو یا مونث ہو تو والدین میں سے ہر کسی کو چھٹا حصہ ملے گا۔ اس طرح ایک تہائی ان دونوں کو ملے گا اور باقی دوسرے رشتہ داروں کو اگر میت کا صرف ایک بیٹا ہو تو باپ کو چھٹا حصہ ملے گا اور اگر بیٹی ہو تو باپ کو چھٹا حصہ ملے گا اور وہ عصبہ بھی ہو گا۔ اگر میت کی اولاد نہ ہو اور صرف بھائی، بہن ہو تو ماں باپ ہی وارث ہوں تو اس صورت میں ماں باپ کا ایک تہائی حصہ ہو گا اور یہاں پر باپ کا حصہ بیان نہیں ہوا لیکن یہاں واضح ہوتا ہے کہ باقی دو تہائی باپ کے لیے ہے۔۔۔ یعنی اگر میت کے بھائی بہن اور والدین بھی ہوں اور اولاد نہ ہو تو ماں کو چھٹا حصہ ملے گا ۔۔۔۔ یہ جو کچھ وراثت کے متعلق احکامات بیان ہوئے ہیں وہ اس مال میں جاری ہوں گے جو میت کی وصیت اور قرض ادا کرنے کے بعد بچے گا۔

مولانا مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں:

اور ماں باپ (کو میراث ملنے) میں تین صورتیں ہیں۔ ایک صورت تو ان کے لیے یعنی دونوں میں سے ہر ایک کے لیے میت کے ترکہ میں سے چھٹا چھٹا حصہ مقرر ہے اگر میت کی کچھ اولاد ہو (خواہ مذکر ہو یا مونث یا ایک یا ایک سے زیادہ اور بقیہ اولاد اور دوسرے خاص الخاص ورثاء کو ملے گی اور پھر بچ جاوے تو پھر سب کو دے دی جائے اور اگر اس میت کے کچھ اولاد نہ ہو اور صرف اس لیے کہا کہ بھائی بہن نہ ہوں جیسا کہ آگے آتا ہے تو

۲۴۔ التفسیرات الاحمدیہ، جلد ۳، صفحہ ۱۵۳ تا ۱۵۵

Marfat.com

اس صورت میں اس کی ماں کا تہائی حصہ ہے اور باقی دو تہائی باپ کا۔ اور چونکہ صورتِ مفروضہ میں یہ ظاہر تھا اس لیے تشریح کی حاجت نہیں ہوئی اور اگر میت کے بھائی بہن کسی بھی قسم کے ہوں خواہ ماں باپ، ایک ماں الگ الگ جس کو علاتی کہتے ہیں غرض یہ کہ کسی طرح کے بھائی بہن ایک سے زیادہ ہوں اور اولاد نہ ہوں اور ماں باپ ہوں اور یہ تیسری صورت ہے تو اس صورت میں اس کی ماں کو ترکہ کا چھٹا حصہ ملے گا اور باقی اس کے باپ کو ملے گا۔ یہ سب حصے وصیت کو نکال لینے کے بعد کہ میت وصیت کر کے جائے اگر دین (قرض) ہے تو اس کو بھی نکال دیا جائے۔ (۲۵)

سیّد ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں:

یعنی میت کے صاحب اولاد ہونے کی صورت میں بہر حال میت کے والدین میں سے ہر ایک ۱/۶ چھٹا حصہ کا حقدار ہو گا خواہ میت کے وارث صرف بیٹیاں ہوں یا صرف بیٹے ہوں یا ایک بیٹا ہو یا صرف ایک بیٹی ہو۔ باقی ۲/۳ تو ان میں دوسرے وارث شریک ہوں گے۔ ماں باپ کے سوا کوئی اور وارث نہ ہوں تو باقی ۲/۳ باپ کو ملے گا ورنہ ۲/۳ میں باپ اور دوسرے وارث شریک ہوں گے بھائی بہن ہونے کی صورت میں ماں کا حصہ ۲/۳ ہونے کی بجائے ۱/۶ ہو گا۔ اس طرح ماں کے حصہ میں سے جو ۱/۶ (چھٹا) لیا گیا ہے وہ باپ کے حصہ میں ڈالا جائے گا کیونکہ اس صورت میں باپ کی ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں اور یہ بات یاد رہے کہ اگر میت کے والدین زندہ ہوں تو اس کے بہن بھائیوں کو حصہ نہیں پہنچتا۔ وصیت کا ذکر قرض پر مقدم اس لیے کیا گیا ہے کہ قرض کا ہونا ہر مرنے والے کے حق میں ضروری نہیں ہے لیکن حکم کے اعتبار سے امت کا اس پر اجماع ہے کہ قرض وصیت پر مقدم ہے یعنی اگر میت کے ذمہ قرض ہو تو سب سے پہلے میت

۲۵۔ معارف القرآن، جلد ۲، صفحہ ۳۱۹، ۳۲۰

Marfat.com

کے ترکہ میں سے وہ ادا کیا جائے گا پھر وصیت پوری کی جائے گی اس کے بعد وراثت تقسیم کی جائے گی۔

پیر کرم شاہ الازہری لکھتے ہیں:

والدین کے وارث بننے کی تین صورتیں ہیں:

(۱) ماں باپ بھی موجود ہوں اور اولاد بھی خواہ لڑکا ہو یا لڑکی۔ ایک ہو یا زیادہ۔ اس صورت میں ماں باپ کو چھٹا حصہ ملے گا اور باقی ۴/۶ اولاد میں حسب قاعدہ تقسیم کر دیا جائے گا۔

(۲) صرف ماں باپ وارث ہوں میت کی اولاد بھی نہ ہو اور بہن بھائی بھی نہ ہوں اس صورت میں ماں ۱/۳ اور بقیہ دو تہائی باپ کا۔ یہاں بہن بھائی کے نہ ہونے کی تصریح نہیں کی کیونکہ تیسری صورت میں اس کی وضاحت آ رہی ہے۔

(۳) اس میت کی اولاد نہ ہو لیکن اس کے بھائی یا بہن ہوں تو اس صورت میں ماں کو چھٹا حصہ اور ۵/۶ باپ کو، بھائی خواہ عینی ہوں یعنی ایک ماں باپ کی اولاد ہوں خواہ علاتی یعنی باپ ایک اور مائیں الگ الگ یا اخیافی یعنی دونوں الگ الگ ہوں ان سب حالتوں میں ایک ہی حکم ہے۔ باپ کے باعث بھائی بہنوں کو حصہ نہ ملے گا سابقہ حصص بیان کرنے کے بعد یہ وضاحت فرما دی کہ ان حصص کو خدائے علیم وخبیر نے اپنی حکمت عاملہ سے مقرر فرمایا ہے تمہیں یہ اختیار نہیں کہ ان میں ردّ و بدل کرو اور اگر یہ بات تمہاری صوابدید پر چھوڑ دی جاتی تو تم اپنی عارضی اور وقتی مصلحتوں اور مفاد کے زیر اثر پتہ نہیں کیا کیا ترمیمیں کرتے رہتے۔ (۲۷)

۲۷۔ ضیاء القرآن، جلد ا، صفحہ ۳۲۶، ۳۲۵

Marfat.com

خلاصہ:

اس آیت کریمہ میں نسبی رشتہ کے لحاظ سے وارث بننے والے والدین کے حصوں کا ذکر ہے اور وہ یہ کہ ماں باپ کے تین حال ہیں

۱۔ اگر میت نے اپنے والدین کے ساتھ اپنی یا اپنی بیٹے کی اولاد چھوڑی تو دونوں کو ذی فرض ہونے کی وجہ سے چھٹا چھٹا حصہ ملے گا۔

۲۔ اور اگر میت نے والدین کے ساتھ اولاد نہ چھوڑی اور نہ ہی ایک سے زیادہ چھوڑے تو اس صورت میں ماں کو کل مال کا تہائی حصہ ملے گا اور باقی کل مال باپ کو عصبہ ہونے کی وجہ سے ملے گا۔

۳۔ اگر میت نے ماں باپ کے ساتھ ایک سے زائد بھائی بہن بھی چھوڑے اور اولاد نہ چھوڑی تو ماں کو چھٹا اور باقی باپ کو مل جائے گا۔ یہ جائز ہے کہ حصے میت کی جائز وصیت اور ثابت شدہ قرض ادا ہونے کے بعد ہوں گے۔ اس صورت میں کفن و دفن کے خرچوں کے کل مال سے میت کا قرض ادا کیا جائے گا۔ بقیہ ایک تہائی سے وصیتیں پوری کی جائیں گی۔ اس کے بعد میراث تقسیم ہوگی۔

اس آیت میں یہ بھی فرمایا کہ تم میراث کے حصے اسی طرح تقسیم کرو جس طرح تمہیں حکم دیا گیا ہے۔ اس میں کمی و بیشی نہ کرو کہ تم کو خبر نہیں کہ تمہارے ماں باپ اور تمہاری اولاد میں سے کون زیادہ تمہیں نفع پہنچائے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کیونکہ وہ علیم بھی ہے اور حکیم بھی ہے۔

آیت نمبر۲:

وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّهُنَّ وَلَدٌ فَإِن كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِينَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّكُمْ وَلَدٌ فَإِن كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ۔ (سورۃ النساء:۱۲)

Marfat.com

تمہاری بیویوں کے ترکہ میں سے تمہارے لیے آدھا حصہ ہے بشرطیکہ ان کی اولاد نہ ہو اور اگر ان کی اولاد ہو تو ان میں سے تمہارے لیے چوتھا ہے۔ ان کی وصیت پوری کرنے کے بعد اور ان کا قرض ادا کرنے کے بعد اور اگر تمہاری اولاد نہ ہو تو ان کے ترکہ میں سے ان کا آٹھواں حصہ ہے اور اگر تمہاری اولاد ہے تو تمہارے ترکہ میں سے ان کا آٹھواں حصہ ہے۔ تمہاری وصیت پوری کرنے اور تمہارے قرض ادا کرنے کے بعد۔ (۲۸)

مفسرین کی آراء:

قرآن کے اس حصہ کے بارے میں مفسرین کی آراء درج ذیل ہیں:

قولہ تعالیٰ: ولكم نصف ما ترك ازواجكم لا تبيين الخطاب للرجال ولولدهما بنو ثعلب و بنو بنيهم و ان سفلوا ذكرانا و اناثا واحد فما زاد و بالاجماع و اجمع العلماء على ان للزوج النصف مع عدم الولد او ولد الولد۔ وله مع وجوده الربع و ترث المراة من زوجها الربع مع فقد الولد اثمن مع وجوده و اجمعوا على ان حكم الواحدة من الازواج و اثنيين والثلاث والاربع فى المرابع ان لم يكن له ولد وفى الثمن ان كان له ولد واحد والهن شركا فى ذلك۔ الله عزوجل له يفرق بين حكم الواحدة منهن و بين حكم الجمع كما فرق بين حكم الواحدة من البنات والواحدة من الاخوات و بين حكم المبيع منهن۔ (۲۹)

ترجمہ: ان دونوں آیتوں میں مردوں سے خطاب ہے اور اولاد سے مراد سگی اولاد اور اولاد

۲۸۔ تبیان القرآن، جلد ۲، صفحہ ۵۹۱ ۲۹۔ تفسیر قرطبی، جلد ۳، صفحہ ۷۶، ۷۵

Marfat.com

کی اولاد نیچے تک ہے چاہیے مذکر ہوں یا مونث۔ایک ہوں یا زیادہ۔اس پر اجماع ہے اور اس پر بھی علماء کا اجماع ہے میت کی اولاد نہ ہونے کی صورت میں خاوند کے لیے آدھا اور اولاد ہونے کی صورت میں چوتھا اور ہونے کی صورت میں آٹھواں حصہ ملے گا اور اس پر بھی اجماع ہے کہ بیوی ایک ہو یا دو ہوں یا تین ہوں یا چار ہوں تو اس صورت میں بھی اولاد نہ ہونے کی صورت میں چوتھا اور ہونے کی صورت میں آٹھواں حصہ مقرر ہے۔تمام شریک ہوں گی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک یا دو کا فرق بیان نہیں کیا ہے۔جیسا کہ ایک بیٹی یا ایک بہن اور زیادہ کے بارے میں بیان کیا۔

ملا جیون لکھتے ہیں:

"فالزوجة ان ماتت و لم تترك ولدا ميرث زوجها وان تركت والا يرث زوجها الربع فالزوج ان مات ما لم يترك ولدا ترث زوجته الربع وان ترك والد ترث زوجته الثمن ـــ ان كانت الزوجة واحدة ترث الربع و اثمن فكذا ان كانت اكثر من واحدة تشترك فى ذالك الربع والثمن ـ (۳۰)

ترجمہ: پس اگر بیوی فوت ہوگئی اور اس نے اولاد نہ چھوڑی تو اس کے خاوند کو نصف اور اگر اس نے اولاد چھوڑی تو اس کے خاوند کو چوتھا حصہ ملے گا۔۔۔اگر بیوی ایک ہے تو چوتھا اور آٹھواں حصہ لے گی اور اگر ایک سے زیادہ ہوں تو وہ بھی چوتھے اور آٹھواں حصہ میں شریک ہوں گی۔

مولانا مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں:

اور تم کو آدھا ملے گا اور اس ترکہ کا جو تمہاری بیبیاں چھوڑ جاویں اگر ان کی کچھ اولاد نہ ہو (نہ مذکر نہ مونث ، نہ واحد اور نہ کثیر) اور اگر ان بیبیوں کے کچھ اولاد ہو

۳۰۔ التفسیرات الاحمدیہ، جلد ۳، صفحہ ۱۵۶

Marfat.com

(خواہ تم سے ہو یا پہلے شوہر سے تو اس صورت میں) تم کو ان کے ترکہ سے ایک چوتھائی ملے گا لیکن ہر صورت میں یہ میراث وصیت (کے قدر مال) نکالنے کے بعد ملے گی اور بیبیوں کو چوتھائی ملے گی اس ترکہ سے جس کو تم چھوڑ جاؤ خواہ ایک ہو یا کئی ہوں تو وہ چوتھائی سب میں برابر بٹ جاوے گا اگر تمہارے کچھ اولاد نہ ہو تو اس صورت میں ان کو خواہ وہ ایک ہو یا کئی تمہارے ترکہ سے آٹھواں حصہ ملے گا۔(۳۱)

سیّد ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں:

یعنی خواہ بیوی ہو یا کئی بیویاں ہوں اولاد ہونے کی صورت میں ۱/۸ کی، اولاد نہ ہونے کی صورت ۱/۴ کی حصہ دار ہوں گی اور یہ ۱/۴ یا ۱/۸ سب بیویوں کے ساتھ تقسیم کیا جائے۔(۳۲)

پیر کرم شاہ الازہری لکھتے ہیں:

بیوی کی وراثت تقسیم کرنے کی دو صورتیں ہیں: (i) متوفیہ بیوی کی کوئی اولاد نہ ہو نہ لڑکی نہ لڑکا نہ تم سے اور نہ کسی دوسرے خاوند سے اس صورت میں نصف خاوند کو ملے گا اور بقیہ نصف دوسرے وارثوں میں حسب قاعدہ شرعی تقسیم ہو گا۔ (ii) اس کی کوئی اولاد نہ ہو نہ لڑکی نہ لڑکا نہ موجودہ بیوی سے نہ کسی دوسری بیوی سے تو چوتھائی بیوی کو ملے گا اولاد ہو تو بیوی کو آٹھواں ملے گا ایک ہوں یا زیادہ۔ بقیہ مال دوسرے وارثوں میں تقسیم کیا جائے گا۔(۳۳)

خلاصہ:

اس سے پہلے والی آیت میں نسبی وارثوں کا ذکر تھا۔ اس آیت مبارکہ میں سببی وارثوں کا ذکر ہے اور ان کے حصوں کی تفصیل ہے۔ یہاں پر سبب سے مراد نکاح کی وجہ سے وارث بنتا ہے اور یہ صرف دو وارث ہیں۔ ایک خاوند اور دوسری زوجہ، ان دونوں

۳۱۔ معارف القرآن، جلد ۲، صفحہ ۲۳۵ ۳۲۔ تفہیم القرآن، جلد ۱، صفحہ ۳۲۸

۳۳۔ ضیا القرآن، ج ۱، ص ۳۲۵

Marfat.com

کے علاوہ کوئی اور وارث نہیں ہے۔ ان دونوں کے وراثت میں حصے کے دو حال ہیں:

۱۔ اگر میت کی اولاد ہے تو خاوند کو چوتھائی حصہ اور زوجہ کو آٹھواں حصہ کل جائیداد سے ملے گا۔

ان دونوں خاوند اور بیوی کو صرف حصہ مقرر ملتا ہے اور اس کے علاوہ کچھ اور نہیں ملتا۔

۲۔ بیوی ایک ہو یا زیادہ وہ تمام مذکورہ حصے یعنی چوتھائی یا آٹھویں میں برابر شریک ہوں گے اور تمام میں برابر تقسیم ہو گا۔ ایک حکم یہ بھی بیان دوبارہ ہوا ہے کہ جائیداد کی تقسیم وصیت کے نافذ کرنے کے بعد اور قرض ادا کرنے کے بعد ہو گی۔

Marfat.com

فصل سوم:

کلالہ کی وراثت کے احکام

آیت نمبرا:

وَإِن كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَالَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ فَإِن كَانُوا أَكْثَرَ مِن ذَٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصَىٰ بِهَا أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَارٍّ وَصِيَّةً مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَلِيمٌ۔ (۳۴)

ترجمہ: اور اگر ایسے کسی مرد یا عورت کا ترکہ تقسیم کرنا ہو جس کے نہ ماں باپ ہوں اور نہ اولاد اور اس کا ماں کی طرف سے بھائی یا بہن ہو تو ان میں سے ہر ایک کا چھٹا حصہ ہے۔ اور اگر وہ بھائی یا بہن ایک سے زیادہ ہوں تو ان سب کا ایک تہائی حصہ ہے۔ اس شخص کی وصیت پوری کرنے اور اس کا قرض ادا کرنے کے بعد وصیت میں نقصان نہ پہنچایا گیا ہو یہ اللہ کی طرف سے حکم ہے اور اللہ خوب جاننے والا بہت حکمت والا ہے۔ (۳۵)

ملا جیون لکھتے ہیں:

ولكل واحد منهما السدس قال صاحب الكشاف فان الضمير فى قوله فلكل واحد منهما السدس راجع الى الاخ والاخت على تقدير كون المراد بالرجل المورث و الى الرجل مع الاخ او الاخت على تقدير كون المراد بالرجل الوارث و يفهم عدم مفاصلة الذكر والانثى على الاوّل صريحا۔ (۳۶)

۳۴۔ سورۃ النساء:۱۲ ۳۵۔ تبیان القرآن، ج ۲، ص ۵۹۱

۳۶۔ التفسیرات الاحمدیۃ، ج ۳، ص ۱۵۶

Marfat.com

صاحب کشاف نے کہا کہ اس قول میں ضمیر بہن اور بھائی کی طرف لوٹنے والی ہے۔ اور اس سے یہ مفہوم سمجھ میں آتا ہے کہ اس صورت میں مذکر اور مونث پہلے صریح قول کے مطابق برابر ہیں۔

مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں:

حاصل کلام یہ کہ اگر کوئی شخص مرد یا عورت وفات پا جائے اور اس کے نہ باپ ہو نہ دادا اور نہ اولاد ہو اور اس نے ایک بھائی یا بہن ماں سے شریک چھوڑے ہوں تو ان میں سے اگر بھائی ہو تو اس کو چھٹا حصہ ملے گا اور اگر بہن ہو تو بہن کو چھٹا حصہ ملے گا۔ اور اگر ایک سے زیادہ ہوں مثلاً ایک بھائی ایک بہن ہو تو یا دو بھائی دو بہنیں ہوں تو یہ سب تو مرنے والے کے کل مال میں شریک ہوں گے اور اس سے مذکر اور مونث سے نہیں ملے گا۔ علامہ قرطبی فرماتے ہیں: ولیس فی الفرائض موضع یکون فیہ الذکر والانثی سواء الاخی میراث لاخواۃ للام۔ (۳۷)

ترجمہ عبارت: میراث میں صرف ماں شریکی بہن بھائیوں میں مذکر و مونث کو برابر حصہ ملتا ہے۔

مفسرین کی آراء:

اس آیت کے بارے میں مفسرین کرام کی آراء درج ذیل ہیں:

علامہ قرطبی لکھتے ہیں:

فاذا مات الرجل و لیس لہ ولد ولا والد فورثتہ کلالۃ۔ ھذا قول ابی بکر و

۳۷۔ معارف القرآن، ج ۲، ص ۳۲۸

Marfat.com

عمر و علی و جمهور اهل العلم ــــ ذكر الله عزوجل فی کتابه الکلالة فی موضعین اخر السورة و هنا ، و لم یذکر فی الموضعین وارثا غیر الاخوة فاما هذه الأية فأجمع العلماء عمل ان الاخوة فیها عن بها الاخوة للام، فان کانوا اکثر من ذلك فهم شرکاء فی الثلث و کان سعد بن ابی وقاص یقرأ وله اخ او اخت من امة ــــ هذا الشریك یقتضی التسوية بین الذکر والانثیٰ و ان اکثروا واذا کانوا یاخذون بالام فلا یفضل الذکر علی الانثیٰ وهذا بعاع من العلماء۔ (۳۸)

اگر کوئی ایسا مرد فوت ہوا کہ نہ اس کی اولاد ہے اور نہ ہی والد تو اس کو کلالہ کی وراثت پر تقسیم کریں گے۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کلالہ کے بارے میں دو جگہ ذکر کیا ہے۔ ایک اس جگہ پر اور دوسرا اس سورۃ کے آخر میں اور ان دونوں جگہوں میں بہن بھائیوں کا یہی ذکر ہے۔ اور اس بات پر اجماع ہے کہ اس آیت میں بہن بھائیوں سے مراد ماں کی طرف سے بہن بھائی مراد ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو حضرت سعد بن ابی وقاص اس طرح پڑھتے تھے۔ وله او اخت من امة ــــ

اس فرمان میں حکم میں تشریک اس چیز کا تقاضا کرتی ہے کہ مذکر اور مونث کا حکم برابر ہے۔ اگر چہ کثرت میں ہو۔ یعنی جب بہن بھائی ماں کی طرف سے ہوں تو مذکر کو مونث پر فضیلت نہیں ہے۔

مولانا مودودی لکھتے ہیں:

باقی ۵/۶ یا ۲/۳ جو بچتے ہیں ان میں اگر کوئی اور وارث موجود ہو تو اس کا حصہ ملے گا، ورنہ اس پوری باقی ماندہ ملکیت کے متعلق اس شخص کو وصیت کرنے کا حق ہے۔

۳۸۔ تفسیر قرطبی، ج ۳، ۷۷

Marfat.com

اس آیت کے متعلق مفسرین کا اجماع ہے کہ اس میں بھائی اور بہنوں سے مراد اخیافی بھائی اور بہن ہیں یعنی جو میت کے ساتھ صرف ماں کی طرف سے رشتہ رکھتے ہوں اور باپ ان کا دوسرا ہے۔ رہے سگے بہن بھائی اور وہ سوتیلے بھائی بہن اور جو باپ کی طرف سے میت کے ساتھ رشتہ رکھتے ہوں تو ان کا حکم اسی سورہ کے آخر میں ارشاد ہوا ہے۔ اس میں ضرر رسائی یہ ہے کہ ایسے طور پر وصیت کی جائے جس سے مستحق رشتہ داروں کے حقوق تلف ہوئے ہوں اور قرض کا اقرار کرے جو اس نے فی الواقع نہ لیا ہو یا اور کوئی ایسی چال چلے جس سے مقصود یہ ہو کہ حق دار میراث سے محروم ہو جائیں اس قسم کے فرار کو گناہِ کبیرہ قرار دیا گیا ہو چنانچہ حدیث میں آیا ہے نقصان رسانی بڑے گناہوں میں سے ہے۔ (۳۹)

پیر محمد کرم شاہ الازہری لکھتے ہیں:

کلالہ اس مرد یا عورت کو کہا جاتا ہے جس کی نہ تو اولاد زندہ ہو اور نہ ہی اس کے والدین ہوں۔ اگر اس کے وارث عینی یا علاتی بھائی بہن ہوں تو ان کا ذکر آخری سورۃ میں آئے گا اور اگر اس کے اخیافی یعنی ماں کی طرف سے سگے بہن بھائی ہوں تو ان کا حکم یہاں ذکر فرمایا اس کی دو صورتیں ہیں۔ یا تو ایک بھائی اور ایک بہن وارث ہو گی۔ اس صورت میں اس کو چھٹا حصہ ملے گا اور اگر ایک سے زائد ہوں تو ایک تہائی ملے گا اور سب میں برابر تقسیم ہوگا۔

شریعتِ اسلامیہ میں یہ حکم ہے کہ جب کوئی شخص فوت ہو جائے تو تجہیز و تکفین کے بعد سب سے پہلے اس کا قرض ادا کیا جائے۔ بعد ازاں اس کی وصیت پر عمل کیا جائے اور اس کے بعد بقیہ ترکہ حسب احکام قرآنی وارثوں میں تقسیم کیا جائے۔ قرض کی ادائیگی کا

۳۹۔ تفہیم القرآن، ج ۱، ص ۳۲۹

Marfat.com

مقدم ہونا تو عین انصاف ہے۔ وصیت کے بارے میں چند ایک قیود عائد کی ہیں اور اسلام سے پہلے وصیت کے بارے میں جو طریقہ رائج تھا اس میں اصلاح کر دی تا کہ اس طریقہ میں جو بے راہ روی رونما ہو چکی تھی، کا سد باب کر دیا جائے۔

خلاصہ:

اس آیت کریمہ میں کلالہ کی میراث کا حکم ہے۔ کلالہ وہ مرد یا عورت جو فوت ہو جائے اس کی نہ اولاد ہو اور نہ ماں باپ ہوں۔ یہاں پر مذکورہ بہن بھائی سے مراد اخیافی بہن بھائی مراد ہیں۔ اخیافی سے مراد ماں شریکے ہیں۔ اس صورت میں میراث اس طرح تقسیم ہوگی کہ اگر ایک اخیافی بھائی یا بہن ہے تو اس کو کل مال کا چھٹا حصہ ملے گا اور اگر ایک سے زائد ہیں تو خواہ سب اخیافی بہنیں ہوں یا صرف بھائی یا بھائی بہن دونوں تو ان سب کو کل مال کا تہائی حصہ ملے گا۔ مگر اخیافی اولاد اس تہائی میں برابر کے شریک ہوں گے اور مونث کو مذکر کے برابر حصہ ملے گا۔ پوری میراث میں یہ واحد صورت ہے جہاں لڑکے کو لڑکی سے دوگناہ حصہ نہیں ملتا۔ باقی مال دوسرے عصبہ رشتہ داروں کو ملے گا۔ یہ تقسیم بھی وصیت اور قرض کو ادا کرنے کے بعد ہوگی۔ بشرطیکہ یہ قرض رشتہ داروں کو نقصان دہ نہ ہو۔ ناجائز قرض اور ناجائز وصیت کا بالکل اعتبار نہ ہوگا۔

آیت نمبر ۲:

يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَا إِن لَّمْ يَكُن لَّهَا وَلَدٌ فَإِن كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثَانِ مِمَّا تَرَكَ وَإِن كَانُوا إِخْوَةً رِّجَالًا وَنِسَاءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ أَن تَضِلُّوا وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ۔ (۴۰)

۴۰۔ ضیاء القرآن، ج ۲، ص ۸۸۸

Marfat.com

آپ سے حکم معلوم کرتے ہیں آپ کہیے کہ اللہ تمہیں کلالہ کی میراث میں یہ حکم دیتا ہے کہ اگر کوئی شخص فوت ہو جائے۔ جس کی نہ اولاد ہو اور نہ ہی ماں باپ اور اس کی ایک حقیقی علاتی بہن ہو تو اس بہن کو اس ترکہ کا نصف ملے گا اور وہ اپنی اس بہن کا وارث ہو گا۔ اور اس بہن کی کوئی اولاد نہ ہو اگر دو بہنیں ہیں تو ان کا حصہ اس بھائی کے ترکہ سے دو تہائی ہے اور اگر بہن بھائی وارث ہوں مرد اور عورتیں تو ایک مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے۔ اللہ تمہارے لیے احکام و ضاحت سے بیان فرماتا ہے تاکہ تم گمراہ نہ ہو جاؤ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

شانِ نزول:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں سخت بیمار تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میری بیمار پرسی کے لیے پیدل تشریف لائے۔ میں بے ہوش تھا حضورِ اکرم ﷺ نے وضو کیا اور پانی کا چھینٹا مجھ پر مارا مجھے افاقہ ہو گیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا مال کیسے تقسیم ہو گا؟ آپ ﷺ نے مجھے کوئی جواب نہ دیا یہاں تک کہ یہ آیت میراث یستفتونك قل اللّٰه یفتیکم فی الکلالة نازل ہوئی۔ اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔ (۴۱)

مفسرین کی آراء:

اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کی آراء درج ذیل ہیں:

۴۱۔ بخاری: ۱۹۴، مسلم: ۱۶۱۶

Marfat.com

علامہ قرطبی لکھتے ہیں:

قال البراء بن عازب هذه آخر اية نزلت من القرآن كذا فى كتاب المسلم ---- و قال آخر انه نزلت :واتقوا يوما ترجعون فيه الى الله ---- و ان المراد بالرخصة هنا الاخوة للاب و الام ولاب -

قوله تعالى :ان امرؤ هلك ليس له ولد اى ليس له ولد وله والد ، والجمهور من العلماء من الصحابة و التابعين يجعلون الاخوات عليه البنات و ان لم يكن معهن الخ---- قوله تعالىٰ (يبين الله لكم ان تضلوا) قال الكسائى المعنى يبين الله لكم لئلا تضلوا - (۴۲)

براء بن عازب فرماتے ہیں کہ یہ قرآن مجید کی نازل ہونے والی آخری آیت ہے جیسا کہ امام مسلم کی کتاب میں ہے۔ اور ایک دوسرا قول یہ ہے کہ قرآن مجید کی سب سے آخر میں نازل ہونے والی آیت واتقوا یوما ترجعون فیه الی الله ہے۔

یہاں پر بہن بھائیوں سے مراد ماں باپ دونوں کی طرف سے یا باپ کی طرف سے مراد ہیں اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ان امرؤ هلك ليس له ولد سے مراد یعنی نہ اس کی اولاد ہو نہ والد ہو۔ اور جمہور علماء صحابہ کرام اور تابعین کرام میں سے بہنوں کو بیٹیوں کے ساتھ عصبہ بناتے ہیں اگر چہ ان کے ساتھ بھائی نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ "یبین الله لکم ان تضلوا" یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے لیے احکام بیان فرماتا ہے تا کہ گمراہ نہ ہو جاؤ۔

۴۲۔ تفسیر قرطبی، ج۳، ص۷۸

Marfat.com

ملاجیون لکھتے ہیں:

الکلالة الذی لم یترك ولدا او والد ۔۔۔ والمراد بالاخت ھنا الاخت لاب و ام ولاب فقط بالجماع۔ اما فی قوله تعالٰی لیس له ولد فکذلك عندنا ولد تحجب البنت کما روی عن ابن مسعود انه قال رایت رسول اللّٰه ﷺ تفی فی من خلفه بنتا و بنت ابن و اختا بنت بالنصف والبنت الابن من تکمله للثلثین وللاخت بالباقی بقوله علیه السلام جعلوا مع البنات عصبة ۔ قوله تعالٰی یبین اللّٰه لکم ان تضلوا معناه ۔۔ بین اللّٰه لکم لئلا تضلوا۔ (۴۳)

کلالہ وہ ہے جس کی نہ اولاد ہو اور نہ ماں باپ ہوں۔۔۔۔ یہاں پر بہن سے مراد ماں باپ کی طرف سے بہن مراد ہے۔ یہ اجماع امت سے ثابت ہے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کا فرمان لیس لہ ولد پس اسی طرح ہمارے نزدیک ایک بیٹی بہن کو محجوب کرنے والی نہیں ہے۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو فیصلہ کرتے ہوئے دیکھا۔ جس میں وارث ایک بیٹی، ایک بیٹی کا بیٹا اور ایک بہن تھی۔ آپ ﷺ نے بیٹی کو نصف اور بیٹی کے بیٹے کو چھٹا ان دونوں میں دو تہائی کی تکمیل کی۔ اور باقی بہن کو دیا اور آپ ﷺ کے اس فرمان سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ بہنوں کو بیٹیوں کے ساتھ عصبہ بناؤ اور اللہ تعالیٰ کے فرمان یبین اللّٰہ لکم ان تضلوا کا معنی ہے یبین اللّٰہ لکم لئلا تضلوا (یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے لیے احکام بیان فرماتا ہے تاکہ (تم گمراہ نہ ہو جاؤ۔)

۴۳۔ التفسیرات الاحمدیہ، ج ۳ ص ۱۵۷

Marfat.com

مولانا مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں:

اگر کوئی شخص مر جائے جس کی اولاد نہ ہو۔ نہ مذکر نہ مونث اور نہ ماں باپ ہوں اور اس کے ایک عینی یا علاتی بہن ہو تو اس بہن کو اس کے تمام ترکہ کا حصہ ملے گا۔ یعنی بعد حقوق متقدمہ اور بقیہ نصف اگر کوئی عصبہ موجود اس کو دیا جائے گا۔ ورنہ پھر اس پر ادھر ہو جائے گا۔ اور وہ شخص اس اپنی بہن کا وارث کل ترکہ کا ہوگا۔ اگر وہ بہن مر جائے اور اس کے اولاد نہ ہو اور والدین بھی نہ ہوں۔ اور اگر ایسی بہن دو یا دو سے زیادہ ہوں تو ان کے اس کے کل ترکہ میں سے دو تہائی ملیں گے۔ اور ایک تہائی عصبہ کو دو نہ ہوں تو بطور رد کے انہیں کو مل جائے گا۔ اور اگر ایسی میت کے ایک بہن بھائی ہوں مرد اور عورت تو ایک مرد کو دو عورتوں کے حصہ کے برابر یعنی بھائی کو دوہرا بہن کو اکہرا مسکین عینی بھائی سے علاتی بہن بھائی سب ساقط ہو جاتے ہیں۔ (۴۴)

مولانا مودودی لکھتے ہیں:

یہاں ان بہن بھائیوں کی میراث کا ذکر ہو رہا ہے جو میت کے ساتھ ماں اور باپ دونوں میں یا صرف باپ میں مشترک ہوں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ ایک خطبہ میں اس کی وضاحت کی تھی اور صحابہ میں سے کسی نے اس سے اختلاف نہ کیا اس بناء پر یہ مجمع علیہ مسئلہ ہے (۴۵)

پیر محمد کرم شاہ لکھتے ہیں:

وہ بہن جو صرف ماں کی طرف سے ہو اس کا حکم گزر چکا ہے۔ یہاں بہن سے مراد سگی اور باپ کی طرف سے جو بہن کی ہو اس کا ذکر ہو رہا ہے اپنی بہن کو نصف حصہ ملے گا اور بقیہ نصف اگر کوئی عصبہ ہو یعنی چچا، چچازاد بھائی وغیرہ تو ان کو ملے گا۔ ورنہ یہ نصف بھی بہن کی طرف لوٹ آئے گا۔ اگرچہ کلالہ کے وارثوں میں بھائی اور بہن دونوں ہوں تو بھائی دو حصے اور بہن کو ایک حصہ ملے گا۔ (۴۶)

۴۴۔ معارف القرآن، ج ۲، ص ۶۲۷ ۴۵۔ تفہیم القرآن، ج ۱، ص ۴۳۲ ۴۶۔ ضیاء القرآن ج ۱، ص ۴۳۰

Marfat.com

خلاصہ:

کلالہ کا سلسلہ قرآن پاک میں دو جگہ بیان ہوا ہے۔ ایک سورۃ النساء کے شروع میں دوسرا اس کی آخری آیت میں ان دونوں بیانوں میں یہ فرق ہے۔ وہاں پر اخیافی بہن بھائی کے حصہ کا ذکر تھا یہاں پر سگی اور علاتی بہن کا ذکر ہے۔ یہاں پر سگی و علاتی بہن کی تین صورتیں ہیں۔

۱۔ اگر ایک بہن ہے تو اس کا حصہ آدھا ہے۔

۲۔ اگر دو یا دو سے زیادہ ہوں تو ان کا حصہ دو تہائی ہوں۔ یہ دونوں صورتیں جب ہیں جب کہ صرف بہنیں ہوں بھائی نہ ہوں۔

۳۔ اگر بھائی بہن دونوں ہوں تو یہ دونوں عصبہ ہوں گے اور بھائی کو بہن سے دو گنا ملے گا۔ اس آیت کے بارے میں ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ آیت قرآن پاک کی آخری آیت نازل ہونے والی آیت مبارکہ ہے۔ یہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

Marfat.com

باب ہفدہم

قانون وارثت ایکٹ اور شریعت اسلامیہ کا تجزیاتی مطالعہ

Marfat.com

Marfat.com

فصل اول:

تعارف وضرورت

ا۔علم وراثت کی تعریف:

علم وراثت کے لیے کتب اسلامی میں لفظ "فرائض" استعمال ہوتا ہے اس لیے پہلے ہم اس لفظ کا لغوی واصطلاحی معنی بیان کرتے ہیں تاکہ اس علم کی تعریف معلوم ہو سکے۔

أ۔فرائض کا لغوی معنی:

یہ لفظ فرض کی جمع ہے، جو لغوی طور پر مختلف معانی میں استعمال ہوتا ہے، جو کہ درج ذیل ہیں:
چلہ کمان کی جگہ، مقرر کیا ہوا قانون، اپنے اوپر لازم کی ہوئی چیز، تنخواہ، فرض نماز۔ (۱)

اس کے علاوہ صاحب القاموس الوحید نے چند ایک اور معانی بھی بیان کیے ہیں، جو درج ذیل ہیں:
وراثت کی شرعی تقسیم کے اصول وضوابط کا علم، لکڑی وغیرہ میں بنایا ہوا چول، سوراخ، انسان کا خود پر لازم کیا ہوا عمل یا قانون، کسی مسئلہ یا فقیہ کے حل کے لیے فرض کیا ہوا نظریہ، بے پر اور بے پھل تیر، ڈھال (۲)

علم فرائض کا اصطلاحی معنی:

وہ علم جس میں مال میراث کی تقسیم کے متعلق جامع قانون وراثت معلوم ہوں اس قانون کی تفصیلات کا نام علم فرائض ہے۔ (۳)

عربی زبان میں اس علم کی تعریف اس طرح کی گئی ہے۔

والقطع والبیان و فی الشرع ما ثبت بدلیل مقطوع به و سمی هذا لنوع

ا۔ المنجد، ف،ص۷۴۰۔ یسوعی، معلوم، لوئیس، مطبوعہ دارالاشاعت کراچی، ۱۹۹۴ء

۲۔ القاموس، الوحید، ف،ص۱۲۲۰، اکبرانوی، وحید الزمان، قاسمی، ادارہ اسلامیات، لاہور، ۲۰۰۱ء

۳۔ سید حسن، تنویر الحواشی، ص۲،مقدمہ،مطبوعہ مکتبہ شرکت علمیہ، ملتان، ۲۰۰۲ء

Marfat.com

من الفقه فرائض لانه سهام مقدرة مقطوعة مبينة تثبت بدليل مقطوع به فقدا شتمل على المعنى اللغوى و الشرعى (۴)

وراثت کے لغوی معنی علیحدہ اور بیان کے ہیں، شرعی اعتبار سے اس کا معنی ہے، وہ اصول وضوابط جو دلیل قطعی سے ثابت ہوں، اس کا نام علم فرائض ہے، کیونکہ یہ دلیل قطعی سے ثابت شدہ مخصوص حصے ہیں، جو کہ علیحدہ علیحدہ (وراثین کے) بیان ہوئے ہیں۔

۲۔ علم وراثت کی ضرورت واہمیت:

ملکیت، جائیداد اور وراثت کے مسائل تمدن کے لوازمات میں سے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ تمدن و خصار کے مختلف درجات اور الگ الگ اثرات نے ان مسائل کے متعلق بھی متعدد نظریات اور تصورات پیدا کر دیئے ہیں۔

اسلام جو انسان کے روحانی و مادی ارتقاء و کمال کے لیے خود انسان کے خالق و مالک کا تجویز کردہ دستور العمل ہے، نے دوسرے تمدنی و معاشرتی مسائل کی طرح قانون وراثت کو بھی اس خوبی، جامعیت اور اختصار کے ساتھ مرتب کر کے پیش کیا ہے، کہ جہاں ایک طرف وہ دوران دولت کے بہترین اصولوں پر مبنی ہونے کے باعث ایک نہایت معتدل و متوازن اقتصادی نظام قائم کرتا ہے، وہاں وہ قریب قریب ہر قسم کے رشتہ داروں کے دعاوی وراثت کو اپنے اپنے موقع ومحل پر زیر نظر رکھ کر، ایک ایسا معاشرہ تیار کرنا چاہتا ہے، جس کے افراد باہمی خیر خواہی اور نفع رسانی کی بناء پر ایک مضبوط رشتے میں مربوط ہو جائیں۔

یہی وجہ ہے کہ علم فرائض اسلام میں ایک نہایت اہم مقام رکھتا ہے۔ خود قرآن کریم نے فرائض کے جاری نہ کرنے پر سخت عذاب سے ڈرایا ہے۔ چنانچہ سورۃ النساء میں آیات میراث کے بعد ارشاد ہوا ہے!

۴۔ الفتاوی العالمگیریۃ، ج ۲، ص ۴۴۷، المکتبۃ الرشیدیہ کوئٹہ، ۱۴۰۳ھ / ۱۹۸۳ء

Marfat.com

وَمَن يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ نَاراً خَالِداً فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُّهِينٌ (۵)

اور جو کوئی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے گا، اور اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حدوں سے تجاوز کرے، تو اللہ تعالیٰ اسے آگ میں ڈالے گا، جس میں وہ ہمیشہ رہے، اور اس کے لیے رسوا کن سزا ہوگی۔

چونکہ احکام وراثت کا تعلق براہ راست روزمرہ کی عملی زندگی کے نہایت اہم پہلو سے ہے، اس لیے نبی کریم ﷺ نے بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس علم کی طرف خصوصاً توجہ دلائی، اور اسے دین کا نہایت ضروری جز قرار دیا، چنانچہ حدیث مبارکہ میں ہے۔

۱۔عن ابی ہریرہ قال قال رسول اللہ ﷺ :یا ابا ھریرۃ تعلموا الفرائض فانه من دینکم وانه نصف العلم وانه علم ینزع امتی۔(٦)

اے ابو ہریرۃ! قانون وراثت کو سیکھو، کیونکہ یہ تمہارے دین کی اہم ضروریات میں سے ہے، اور یہ آدھا علم ہے، اور یہی علم میری امت میں سب سے پہلے اٹھالیا جائے گا۔

۲۔امام ترمذی روایت کرتے ہیں۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ تعلموا الفرائض و علموھا الناس فانی امرئو مقبوض ۔(۷)

علم وراثت کو سیکھو اور لوگوں کو سکھلاؤ، کیونکہ میں (اس دنیا) سے جانے والا ہوں

۵۔ النساء۴:۱۴

٦۔ ابن ماجہ محمد بن یزید، ابوعبداللہ، سنن ابن ماجہ (موسوعۃ الحدیث الشریف)، الفرائض، رقم ۲۷۱۹، ص ۲٦۴۰، دارالسلام للنشر والتوزیع، الریاض، ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء

۷۔ ترمذی، محمد بن عیسیٰ، ابوعیسیٰ، جامع الترمذی (موسوعۃ)، الفرائض، رقم ۲۰۹۰، ص ۱۸٦۰، دارالسلام للنشر والتوزیع الریاض، ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء

Marfat.com

۳۔امام ابوداؤدروایت کرتے ہیں:

عن عبدالله بن عمروابن لعاص ان رسول الله ﷺ قال: العلم ثلاثة و ماسوی ذلك فهو فضل: آيةمحكمة، اوسنة قائمة اوفريضة عادل ة۔(۸)

اصل علم تین ہیں اوران کے علاوہ اضافی ہیں۔

i۔احکام والی آیات کاعلم

ii۔احکام والی احادیث کاعلم

iii۔علم وراثت کاعلم

۴۔امام دارمی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ سے زائدروایت کرتے ہیں:

وسيقبض هذا العلم بقبض الغلماء و تظهر الفتن حتى يتنازع الاثنان فى الفريضة فلا يجدان احد ايفصل بنيهما۔(۹)

اورعنقریب یہ علم (وراثت) اٹھالیا جائے، علما کے چلے جانے کے ساتھ اور فتنے ظاہر ہوں گے اور حالت یہاں تک پہنچے گی، کہ دو آدمی وراثت کے متعلق جھگڑا کریں گے، اورانہیں اس میں صحیح شرعی طریقہ پر فیصلہ دینے والانہیں ملے گا۔

۵۔علامہ احمد کامل خضری رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ قول ذکر کرتے ہیں آپ رضی اللہ عنہ اکثر فرمایا کرتے تھے:

اذا تحدثتم فتحد ثوافى الفرائض واذالهوتم فالهوا فى الرمى۔(۱۰)

جب باتیں کروتوعلم میراث کے متعلق کیا کرواور کھیلنا ہوتو تیر اندازی کی مشق کیا کرو۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے بہت سارے اس فن کے ماہر ہوئے ہیں،ان میں سے چندایک

۸۔ ابوداؤد،سلیمان بن اشعث،البحستانی انی،سنن ابی داؤد (موسوعۃ)،الفرائض،رقم ۲۸۸۵، ص ۱۴۳۹، دارلسلام للنشر والتوزیع،الریاض، ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰

۹۔ سنن دارمی المقدمہ، باب ۲۴، البحر الرائق، ج ۹ ص ۳۲۳، مطبوعہ المکتبۃ الرشیدیۃ، کوئٹہ معلوم ندار

۱۰۔ خضری، احمد کامل، المواریث الاسلامیۃ، ص ۸، مطبوعۃ التوکل، مصر، ۱۳۶۹ھ/۱۹۵۰ء

Marfat.com

بزرگ خاص طور پر اس علم کے ماہرین میں شمار ہوتے ہیں۔ اور مسائل میراث کے متعلق اکثر روایات واحکام کا منبع وماخذ یہی ہستیاں ہیں۔

۱۔ حضرت امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ ۲۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ۴۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ

۵۔ حضرت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

اگرچہ عہد صحابہ رضی اللہ عنہم میں بھی متعدد نئے اور مشکل مسائل نمودار ہوئے مثلاً الجد مع الدخوۃ اور عول کے مسئلے لیکن اسلامی سلطنت کی وسعت اور ہر مذہب وملت سے آنے والے نو مسلموں کی کثرت نے بے شمار نئے جزئی اشکالات اور پیچیدہ صورتیں پیدا کر دیں۔ چنانچہ زمانے کی ضروریات نے دیگر علومِ شرعیہ کی طرح اس علم کی تدوین پر بھی فقہاء کو متوجہ کیا۔ انہوں نے اس فن کو حیثیت دی۔ اس کے لیے خاص زبان اور اصطلاحات وضع کیں اور اس کے ایک ایک شعبہ پر قرآن وسنت کی روشنی میں غور وفکر کر کے تفصیلی وجزئی قواعد مستخرج کیے۔

پھر اس علم کے مباحث فکری ونظری مباحث نہیں تھے، بلکہ دنیا کی سب سے بڑی سلطنت کے نافذ العمل قانون وراثت کی حیثیت سے قدم قدم پر ان قواعد کے حسن وقبح کو عملاً جانچا جا سکتا تھا۔ اس طرح یہ فن اپنے زمانے کے بہترین قانون دان دماغوں نے پروان چڑھایا اور یہ انہی بزرگوں کی دیانتدارانہ مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے، کہ آج ہمارے اسلامی قانون وراثت کی پوری تفصیلات اور اس کے عہد بہ عہد پیدا ہونے والے اختلافات اور متنازعہ فیہ قانونی تشریحات وتعبیرات کا پورا ریکارڈ موجود ہے۔ اسی لیے علم فرائض کی اہمیت دوسرے علوم سے زیادہ ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نصف علم قرار دیا ہے یعنی آدھے علم میں سارے علوم کہ، ان کا تعلق انسان کی زندگی سے ہے اور آدھے علم میں علم الفرائض ہے کہ اس کا تعلق انسان کی موت سے ہے۔

Marfat.com

۳۔ قانون وراثت ایکٹ۔ تعارف:

حکومت پاکستان نے ۱۴ اگست ۱۹۵۵ء کو ایک ''شادی اور عائلی قوانین کا کمیشن'' مقرر کیا جس کا سرکاری نام تھا:

"Commission on Marriage and family Laws" اس کے پہلے سربراہ ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین تھے، اور اس کے ارکان میں تین مرد اور تین خواتین شامل تھیں۔ اس کمیشن میں مردوں میں ایک عالم دین مولانا احتشام الحق تھانوی شامل تھے۔ گویا اس کمیشن کے سات اراکین میں صرف ایک عالم دین تھا۔

اس کمیشن نے ایک سوال نامہ تیار کیا جو اردو، انگریزی اور بنگالی میں شائع کرایا گیا۔ اور دانشوروں، علماء اور عوام سے اس سوالنامہ کی روشنی میں آراء طلب کی گئیں۔ کمیشن نے نو (۹) موضوعات پر پچاس کے قریب سوالات مرتب کیے۔ ان میں سے باقی سوالات کا تعلق تو نکاح، طلاق وغیرہ سے تھا۔ البتہ اس میں وراثت اور وصیت سے متعلق پانچ سوال بھی اس سوالنامہ میں شامل تھے، ان میں سے تین سوالات کا تعلق تو عدالتی طریق کار سے تھا۔ البتہ دو سوالات کا تعلق براہ راست وراثت سے تھا۔ پہلا سوال یہ تھا کہ:

۱۔ کیا آپ اس تجویز کے حق میں ہیں: کہ اگر پاکستان کے کسی حصے میں ابھی تک قانون وراثت اور وصیت کے بارے میں شرعی قوانین پر عمل نہیں ہو رہا، تو بلا تاخیر ایسا قانون وضع کیا جائے۔ کہ اس بارے میں شرعی قوانین ہر حصہ ملک میں نافذ ہوں؟

کمیشن کے اس سوالنامہ میں تیسرا سوال یہ تھا۔

۲۔ کیا قرآن مجید میں نص صریح ملتی ہے کہ کسی صحیح حدیث میں یہ تعلیم ملتی ہے کہ یتیم پوتے یا پوتی یا نواسے یا نواسی کو محروم الارث کر دیا جائے؟

اس سوالنامہ کے جوابات موصول ہونے پر کمیشن نے حکومت کو جو سفارشات پیش کیں، اس میں کہا گیا تھا کہ:

Marfat.com

کمیشن کی رائے میں یتیم پوتا اور اپنے دادا کی وراثت میں برابر کا حقدار ہے، اس کو اس حق سے ہرگز محروم نہیں کیا جا سکتا۔

کمیشن کے واحد عالم رکن مولانا احتشام الحق نے اس مسئلہ میں اور باقی مسائل پر اپنا طویل وضاحتی نوٹ لکھا تھا۔ ان کا موقف فقہاء متقدمین والا تھا، انہوں نے کمیشن کی سفارشات کو من حیث المجموع "افتؤ منون ببعض الکتب و تکفرون ببعض" کی علمی تفسیر قرار دیا۔ کمیشن کی اصل رپورٹ کا گزٹ نوٹیفکیشن ۲۰ جون ۱۹۵۶ء کو آیا تھا۔ جبکہ مولانا تھانوی کا اختلافی نوٹ کا گزٹ ۳۰ جون ۱۹۵۶ء کو آیا۔ اس کے چھاپنے میں تاخیر خود حکومت نے نامعلوم وجوہ کی بنا پر کی تھی۔ عائلی کمیشن کی سفارشات سامنے آئیں تو علماء کی اکثریت اور عوام کی طرف سے شدید رد عمل سامنے آیا۔ حکومت ان سفارشات کو قانوناً نافذ کرنے کی جرات نہ کر سکی۔ اس کی بجائے حکومت نے ٹالنے اور وقت گزارنے کے لیے "اسلامک لاء کمیشن قائم کیا، جس کا مقصد عائلی سفارشات کا جائزہ لینا تھا۔ اس کمیشن کا شاید ابھی ایک آدھ اجلاس ہی ہوا تھا، کہ ۷ اکتوبر ۱۹۵۸ء کو جنرل ایوب خان آئین اور جمہوریت کی بساط لپیٹ کر بذریعہ مارشل لاء ملک پر قابض ہو گئے۔ مارشل لاء کے ابتدائی دنوں میں کمیشن کی سفارشات سے توجہ ہٹ گئی۔ کیونکہ آئین ہی منسوخ کر دیا گیا تھا۔ لہذا یہ سمجھا گیا کہ شاید یہ سفارشات بھی کالعدم ہو گئی ہوں گی۔ تاہم ۱۹۵۹ء میں "اپوا" (انجمن بیگمات پاکستان) کی طرف سے عائلی کمیشن کی سفارشات کو عملاً نافذ کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔ جس کی تجدد پسند حلقوں اور جرائد نے بھی حمایت کی۔ بہرحال "اپوا" کے اس مطالبے کے پیش نظر ۲ مارچ ۱۹۶۱ء کو "مسلم فیملی لاز" (عائلی قوانین) آرڈی نینس کا صدارتی حکم جاری ہوا۔ جس میں کمیشن کی سفارشات کو قانونی حیثیت دے دی گئی۔

اس کا پورا سرکاری نام Muslim Family laws

Marfat.com

Ordinance(viii of 1961) ہے۔ بعض انتظامی امور کی وجہ سے اس کا نفاذ موخر کر دیا گیا۔ بالآخر آرڈیننس کا عملاً نفاذ ۱۵ جولائی ۱۹۶۱ء سے ہوا۔ اس وقت سے اب تک قوانین پاکستان میں جاری چلے آتے ہیں۔ اس آرڈیننس کی دفعہ نمبر ۴ میں یتیم پوتے کی وراثت کا قانون حسب ذیل الفاظ میں بیان ہوا ہے۔

4. Succession:

In the event of the death of any son or daughter of the propositus before the opening of succession, the childern of such son or daughter, if any living at the time the succession opens, shall per strips recieve a she equalant to the share which such son or daughter, as the case may be would had recieved, if alive.

جس کا اردو ترجمہ جو عدالتوں اور وکلاء کے لیے سند اور قابل قبول ہے، یوں کیا گیا ہے:
وراثت کے اجراء سے قبل مورث کے کسی بیٹے یا بیٹی کی موت کی صورت میں ایسے بیٹے یا بیٹی کی اولاد، اگر ہو، جو وراثت شروع ہونے پر زندہ ہوں بحصہ رسدی (علی النسب) اس حصہ کے برابر پائیں گے، جو ایسا بیٹا یا بیٹی اگر زندہ ہوتے تو پاتے۔ (ملخص) (۱۲)
ہم اس دفعہ پر تفصیلی گفتگو کتاب ہذا کی بحث میں کریں گے۔ وارثوں کے بارے میں فقہی اصطلاحات اور ذوی الفروض اور عصبات کی وضاحت حسب ذیل ہے۔

فصل دوم:

ا۔ ذوی الفروض:

مال میراث سے جو لوگ ہر حال میں ایک مقرر حصہ پاتے ہیں، انہیں ذوی الفروض کہا

۱۲۔ احمد یار یتیم پوتے کی وراثت کا مسئلہ، ص ۱۲۰ تا ۱۲۳، مطبوعہ ادارہ علوم اسلامیہ جامعہ پنجاب لاہور، ۱۴۱۳ھ/ ۱۹۹۳ء

Marfat.com

جاتا ہے۔ان کے یہ حصص قرآں مجید سے ثابت ہیں۔اب ذوی الفروض کے بارے میں قانون وراثت ایکٹ میں جوذکر ہوا ہے وہ بیان کرتے ہیں، پھر شریعت کے دلائل اس کے بارے میں ذکر کریں گے۔

(ا)ذوی الفروض (Sharers):

اس درجے کے ورثاء میں وہ اشخاص شامل ہیں۔جو وراثت میں ایک مقررہ حصہ لینے کے حقدار ہوتے ہیں، اس درجہ میں مندرجہ ذیل مرد شامل ہیں:

(i) متوفی کا باپ (ii) متوفی کا دادا درجہ میں خواہ کتنا ہی اوپر کیوں نہ ہو،

مگر شرط یہ ہے کہ قریبی یک جدی سے دور کا ایک یک جدی محروم ہو جائے گا، مثلاً اگر باپ زندہ ہوتو دادا حصہ نہیں لے گا، اسی طرح اگر دادا زندہ ہو تو، پردادا حصہ دار نہیں ہوگا۔

(iii) اخیافی بھائی (uterineb) (iv) شوہر

ذوی الفروض خواتین حسب ذیل ہیں:

(i) متوفی کی زوجہ (ii) بیٹی

(iii) پوتی، خواہ درجہ میں کتنی ہی نیچی کیوں نہ ہو

(iv) والدہ (v) حقیقی دادی یا نانی

(vi) حقیقی بہن

(vii) علاتی بہن (Congsanguine Sister)

(viii) اخیافی بہن (Uiterine Sister)(۱۳)

ذوی الفروض کے حصص قرآن کی رو سے:

قرآن مجید نے ذوی الفروض کے حصے تفصیل سے ذکر کیے ہیں۔

۱۳۔ مسلم عائلی قوانین، ص۱۳،۱۴، منصوبہ بک ہاؤس لاہور، ندارد

Marfat.com

ا۔ اولاد کے حصے:

يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ فَإِن كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَإِن كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ (۱۴)

خلاصہ:

بیٹی کے تین حال ہیں

ا۔ اگر صرف ایک بیٹی ہو تو کل جائیداد کا نصف پائے گی۔

۲۔ اگر دو یا زیادہ ہوں تو دو تہائی۔

۳۔ اگر بیٹی کے ساتھ بیٹے بھی ہوں، تو دو ایک کی نسبت سے حصے ملے گا۔

نوٹ:

اگر میت کی بیٹی یا بیٹا نہ ہو تو پوتی قائم مقام ہو کر حصے پائے گی۔

۲۔ ماں باپ کے حصے:

وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِن كَانَ لَهُ وَلَدٌ فَإِن لَّمْ يَكُن لَّهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ فَإِن كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ (۱۵)

خلاصہ:

ا۔ باپ کے تین حال ہیں

ا۔ چھٹا حصہ (اگر میت کا بیٹا یا پوتا یا نیچے تک کوئی ہو)

۲۔ چھٹا حصہ + عصبہ (اگر میت کی صرف ایک بیٹی یا پوتی نیچے تک کوئی ہو۔

۳۔ اگر ان میں سے کوئی نہ ہو تو پھر باپ عصبہ ہوگا۔

۲۔ ماں کے دو حال ہیں:

ا۔ چھٹا حصہ (اگر میت کی اولاد یا بہن بھائی ہوں

۲۔ تیسرا حصہ (اگر مذکور میں سے کوئی نہ ہو)

۱۴۔ النساء:۱۱

۱۵۔ ایضاً:۱۱

Marfat.com

میاں بیوی کے حصے:

وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّهُنَّ وَلَدٌ فَإِن كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِينَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّكُمْ وَلَدٌ فَإِن كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُم مِّن بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ (۱۶)

خلاصہ:

شوہر کے دو حال ہیں:

۱۔ نصف حصہ (اگر میت کی اولاد نہ ہو)۔

۲۔ چوتھائی حصہ (اگر میت کی اولاد ہو)۔

بیوی کے بھی دو حال ہیں:

۱۔ چوتھائی حصہ (اگر میت کی اولاد نہ ہو)۔

۲۔ آٹھواں حصہ (اگر میت کی اولاد ہو)۔

۴۔ کلالہ کی جائیداد:

قرآن مجید نے کلالہ کی جائیداد کے متعلق حقیقی، علاتی اور اضیافی بہن بھائیوں کے حصے بیان کیے ہیں۔

۱۔ کلالہ کی تعریف:

کلالہ وہ ہے جس کی نہ اولاد ہو اور نہ ماں باپ (۱۷)

۲۔ حقیقی یا علاتی بہن بھائیوں کے حصے:

إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَا إِن لَّمْ يَكُن لَّهَا وَلَدٌ فَإِن كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثَانِ مِمَّا تَرَكَ وَإِن كَانُوا إِخْوَةً رِّجَالًا وَنِسَاءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ أَن تَضِلُّوا وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (۱۸)

۱۶۔ النساء:۱۲

۱۷۔ ملاجیون، احمد، التفسیرات احمدیۃ، ص۲۱۵، مطبع مجتبائی دھلی، ندارد،

ii قرطبی، محمد ابن احمد، ابوعبداللہ، الجامع الاحکام القرآن، ج۳، ص۴۸، داراحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، ۱۹۶۵،

۱۸۔ النساء۴:۱۷۶

Marfat.com

خلاصہ:

حقیقی یا علاتی بھائیوں کے حصے، ان کے دو حال ہیں:

۱۔ دو ایک کی نسبت سے (اگر بہن اور بھائی ہوں)۔

حقیقی یا علاتی بہنوں کے تین حال ہیں:

۱۔ اگر نصف حصہ (اگر صرف ایک حقیقی یا علاتی بہن ہو)۔

۲۔ دو تہائی حصہ (اگر دو یا زیادہ ہوں)۔

۳۔ دو ایک کی نسبت سے (اگر ساتھ بھائی بھی ہوں)۔

۵۔ اخیافی بہن بھائیوں کے حصے:

وَإِن كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَالَةً أَو امْرَأَةٌ وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ فَإِن كَانُوٓا أَكْثَرَ مِن ذَٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ(۱۹)

خلاصہ:

اخیافی بھائی کے دو حال ہیں:

۱۔ چھٹا حصہ (اگر ایک ہو یا ساتھ ایک بہن ہو)

۲۔ ایک تہائی میں شریک (حصہ برابر برابر (اگر زیادہ ہوں)۔

نوٹ: اخیافی بہن بھائیوں کو حصہ برابر ملتا ہے یعنی مذکر و مونث کا حکم برابر ہے اگر چہ کثرت میں ہوں۔ یعنی جب بہن بھائی ماں کی طرف سے ہوں تو مذکر کو مونث پر فضیلت نہیں ہوتی۔ (۲۰)

۶۔ ضروری تعریفات:

۱۔ حقیقی: حقیقی بہن بھائیوں سے مراد جو باپ اور ماں دونوں طرف سے ہو۔

۲۔ علاتی: وہ بہن بھائی جو صرف باپ کی طرف سے ہو اور ماں علیحدہ علیحدہ ہو۔

۳۔ اخیافی: وہ بہن بھائی جو صرف ماں کی طرف سے ہو اور باپ علیحدہ علیحدہ ہو۔

۱۹۔ ایضاً۔ ۲۰۔ تفسیر قرطبی، ج ۳، ص ۶۹

Marfat.com

فصل دوم:

عصبات

لغوی معنیٰ: عصبات عصبہ کی جمع ہے، جس کا معنیٰ پٹھہ، گوشت کے ہیں

اصطلاحی معنیٰ:

وہ شخص جو میت کے گوشت میں شریک ہو، جس کے عیب دار ہونے سے خاندان میں عیب لگے۔(۲۱)

علم میراث میں عصبات:

عصبات سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے مقرر شدہ حصے نہیں، البتہ اصحاب فرائض سے جو بچتا ہے، وہ انہیں ملتا ہے، اور اگر اصحاب فرائض نہ ہوں، تو تمام مال انہی میں تقسیم ہوتا ہے۔(۲۲)

قانون وراثت ایکٹ (دفعہ ۲/۴):

درجہ میں کتنی ہی نیچی کیوں نہ ہو:

بعض ورثاء بعض دیگر ورثاء کو مکمل طور پر محروم کر دیتے ہیں، وراثت کے اصول حسب ذیل ہیں:

(i) جس شخص کا حصہ متوفی سے کسی دوسرے شخص سے ہوگا، وہ دوسرے شخص کی زندگی تک متوفی کی وراثت سے محروم رہے گا۔ مثلاً باپ کی موجودگی میں بھائی اور بہن حصہ سے محروم رہتے ہیں، اگر باپ متوفی کا تنہا وارث ہو تو اسے تمام ترکہ بطور عصبہ ملے گا، لیکن ماں کے تنہا ہونے کی صورت میں اسے ۱/۳ حصہ بطور ذوی الفروض اور بقایا ۲/۳ بطور "رَد" سے ملے گا، اسی وجہ سے ماں اخیافی بھائی بہنوں کے اپنے ساتھ ترکہ پانے میں مانع نہیں ہوتی۔

(ii) قریب تر رشتہ دور والے رشتہ دار کو محروم کر دیتا ہے مثلاً دادا، باپ کی وجہ سے محروم ہوتا ہے اور نانی ماں کی وجہ سے۔

(iii) ایک محروم شخص دوسرے شخص کو محروم کر سکتا ہے۔ پانچ وارث ایسے جنہیں ہمیشہ

۲۱۔ سید حسن، توضیح السراجی، ص ۵۳، مکتبہ شرکت علمیہ ملتان، ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲

۲۲۔ اعظمی، امجد علی، بہار شریعت، ج ۳، ص ۲۴۰، مکتبہ رضویہ، کراچی، ۲۰۰۱ء

Marfat.com

وراثت کے حصے ملتا ہے، اور وہ کسی حالت میں بھی محروم نہیں ہوتے مثلاً (۱) بیٹا اور بیٹی (۲) باپ (۳) ماں (۴) شوہر (۵) زوجہ ان تمام کو بنیادی وارث کہا جاتا ہے، اس کے علاوہ قائم مقام وارث بھی ہوتے ہیں۔ مثلاً بیٹے کی اولاد، دادا، نانی وغیرہ۔ (۲۳)

۲۔ عصبات کے بارے شرعی نقطہ نظر:

عصبات سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے مقرر شدہ حصے نہیں ہیں، البتہ اصحاب فرائض سے جو بچتا ہے انہیں ملتا ہے اور اگر اصحاب فرائض نہ ہوں تو تمام مال انہیں میں تقسیم ہوتا ہے۔ (۲۴)

۳۔ عصبات کی قسمیں:

عصبات کی دو قسمیں ہیں:

(۱) عصبہ نسبی

(۲) عصبہ سببی

عصبہ نسبی:

اس سے مراد وہ رشتہ دار ہیں، جن کے مقرر حصے نہیں ہیں، بلکہ اصحاب فرائض سے اگر کچھ بچتا ہے، تو انہیں ملتا ہے، عصبہ نسبی کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ عصبہ بنفسہ ۲۔ عصبہ بغیرہ ۳۔ عصبہ مع غیرہ (۲۵)

۱۔ عصبہ بنفسہ:

اس سے مراد وہ مرد ہے کہ جب اس کی نسبت میت کی طرف کی جائے، تو درمیان میں کوئی عورت نہ آئے، عصبہ بنفسہ کی چار قسمیں ہیں:

۱۔ جزو میت یعنی بیٹے پوتے نیچے تک۔

۲۔ اصل میت یعنی میت کا باپ دادا اوپر تک

۲۳۔ مسلم عائلی قوانین، ص ۱۴

۲۴۔ فتاوی عالمگیر، ج ۲، ص ۲۵۱، المکتبۃ الرشیدیہ کوئٹہ، ۱۴۰۳ء / ۱۹۸۳ء

۲۵۔ جرجانی، سید شریف علی، شریفیۃ شرح سراجیہ، ص ۴۵ مطبع گلشن احمد، لکھنؤ، ۱۲۸۹ھ / ۱۸۷۲ء

Marfat.com

۳۔ میت کے باپ کا جزو یعنی بھائی پھر ان کی مذکر اولاد در اولاد نیچے تک۔

۴۔ میت کے دادا کا جزو یعنی چچا پھر ان کی مذکر اولاد در اولاد نیچے تک۔ (۲۶)

اصول تقسیم:

ان چار قسموں میں وراثت بالترتیب جاری ہوگی اور اسی ترتیب سے انہیں وراثت ملے گی، یعنی اگر پہلی قسم کے لوگ موجود ہیں تو دوسری قسم کے لوگ عصبہ نہیں بنیں گے اور دوسری کے ہوتے ہوئے تیسری قسم کے اور تیسری قسم کے ہوتے ہوئے چوتھی قسم کے عصبہ نہیں بنیں گے۔ (۲۷)

۲۔ عصبہ بغیرہ:

یہ وہ عورتیں ہیں جن کا مقررہ حصہ نصف یا دو تہائی ہے یہ عورتیں اپنے بھائیوں کی موجودگی میں عصبہ بنتی ہیں، اور بجائے فرض کے صرف بطور عصبہ حصہ لیں گی، یہ کل چار عورتیں ہیں۔

۱۔ بیٹی، ۲۔ پوتی، ۳۔ حقیقی بہن، ۴۔ باپ کی شریکی بہن (۲۸)

اصول وراثت:

وہ عورتیں جن کا فرض حصہ قرآن میں نہیں ہے مگر ان کا بھائی عصبہ ہے، وہ اپنے بھائی کے ساتھ عصبہ ہوں گی، کیونکہ قرآن مجید میں صرف بیٹیوں اور بہنوں کو عصبہ قرار دیا گیا ہے۔ (۲۹)

۳۔ عصبہ مع غیرہ:

اس سے مراد وہ عورت ہے جو دوسری عورت کے ساتھ مل کر عصبہ بن جاتی ہیں، جیسے بہن یا باپ کی شریکی بہن بیٹی کے ساتھ مل کر عصبہ بن جاتی ہے۔ (۳۰)

۲۶۔ سجاوندی، سراج الدین، محمد، السراجی فی المیراث، ص ۱۴، مطبوعہ المیزان لاہور، ۲۰۰۴ھ

۲۷۔ شامی، محمد امین، ابن عابدین، ردالمختار علی، ج ۵، ص ۵۴۶، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ، ۱۳۱۲ھ

۲۸ حصکفی، علاء الدین علی، الدرالمختار علی ھامش ردالمختار، ج ۵، ص ۲۴۸، ایضا

۲۹۔ ایضاً ۳۰۔ السراجی فی المیراث، ص ۱۵

Marfat.com

۲۔ عصبہ سببی:

اس سے مراد وہ شخص ہے جس نے کوئی غلام آزاد کیا ہو، اور وہ غلام مر گیا ہو، اور غلام کوئی رشتہ دار نہ ہو، صرف اس کو آزاد کرنے والا شخص ہو، اب یہ شخص اس غلام کو آزاد کرنے کے سبب اس کی میراث کا مستحق ہوگا۔ (۳۱)

خلاصہ:

اس بحث میں ذوی الفروض اور عصبات سے متعلق قانون وراثت ایکٹ اور شرعی نقطہ نظر سے بحث کی گئی ہے۔ ذوی الفروض اور عصبات کے بارے میں قانون وراثت ایکٹ میں جو کچھ بیان ہوا ہے وہ وہی ہے، جو شرعی نقطہ نظر سے درست ہے، اور اس بحث میں میں نے فقہ حنفی کی کتب سے استفادہ کیا ہے۔ اس کی رو سے یہ قانون جو کہ ذوی الفروض اور عصبات کے بارے میں ہے، بالکل فقہ حنفی کے مطابق ہے۔

فصل سوم:

ذوی الارحام سے متعلق قانون اور شریعت اسلامیہ

۱۔ ذوی الارحام:

۲۔ لغوی معنیٰ: پٹھہ، گوشت

۲۔ اصطلاحی معنیٰ:

اصحاب فرائض کی اصطلاح میں اس سے مراد صرف وہ رشتہ دار ہیں، جو نہ تو اصحاب فرائض میں سے ہیں اور نہ ہی عصبات میں سے ہیں۔ (۳۲)

۳۔ ذوی الارحام کی اقسام:

ذوی الارحام کی چار قسمیں ہیں

i۔ متوفی کی اولاد ii۔ متوفی کے آباؤ اجداد

iii۔ متوفی کے والدین کی اولاد iv۔ درمیانی اجداد کی اولاد

قانون وراثت اور شریعت اسلامیہ

۳۱۔ فتاویٰ عالمگیری، ج ٦ ص ۴۵۲

۳۲۔ السراجی، ص ۳۴، فتاوی عالمگیری، ج ۲ ص ۴۵۸

Marfat.com

ذوی الارحام کی قسم اول:

قسم اول کے رشتہ داروں کو حسب ذیل طریقہ سے وراثت ملتی ہے، سب سے پہلے متوفی کی بیٹی، دوسرے پوتی کی اولاد اور تیسرے بیٹی کے پوتے اور پوتیاں، اور چوتھے پوتے کی بیٹی کی اولاد، پانچویں نمبر پر بیٹی کے پڑپوتے اور پڑپوتیوں کے پوتے اور پوتیوں اور آخر میں چھٹے نمبر پر متوفی کی دوسری اولاد دوراثت کی حقدار ہوگی ۔(۳۳)

اصول وراثت:

ذوی الارحام کی چار اقسام میں سے پہلی قسم کو دوسری پر، دوسری کو تیسری اور تیسری کو چوتھی پر فوقیت حاصل ہے۔

اصول تقسیم:

(a) قریب کے رشتہ دار بعید تر رشتہ دار کو حق وراثت سے محروم کر دیتا ہے۔

(b) ایک ہی درجہ کے قرابت دار اگر وراثت کے حقدار ہیں، تو ان میں ذوی الفروض اور عصبہ کی اولاد کو دور کے رشتہ داروں پر ترجیح دی جاتی ہے۔(۳۴)

۳۔ذوی الارحام قسم دوم:

قانون وراثت اور شریعت اسلامیہ

اگر قسم اولیٰ کا کوئی ذوی الارحام موجود نہ ہو تو تمام جائیداد ماں کے باپ کو ملے گی، کیونکہ دوسری قسم میں وہ سب قریبی ہے، اگر متوفی کا نانا موجود نہ ہو تو ترکہ تیسرے درجے کے ان اجداد فاسد کو ملے گا، جن کا رشتہ متوفی سے ذوالفروض کے ذریعے سے ہی ہوگا، یعنی باپ کی ماں کے باپ اور ماں کی ماں کے باپ۔ باپ کی ماں اور ماں کی ماں دونوں ذوی الفروض ہیں اگر ان میں سے کوئی نہ ہو، تو جائیداد تیسرے درجے کی بقیہ اجداد فاسد یعنی ماں کے باپ اور ماں کے باپ کی ماں کو ملے گی۔(۳۵)

۳۳۔ مسلم عائلی قوانین، ص ۱۵، عالمگیری، ج ۲، ص ۴۵۹، شامی، ج ۵، ص ۵۵۹

۳۴۔ ایضاً ۱۱۳۵ اعظمی، امجد علی، بہار شریعت، ج ۳، ص ۲۶۵، مکتبہ رضویہ کراچی، ۲۰۰۱ء

۳۵۔ مسلم عائلی قوانین، ص ۱۵، البحر الرائق، ج ۹، ص ۳۹۸، السراجی، ص ۱۴

Marfat.com

(۱) حقیقی بھائیوں کی بیٹیاں حقیقی بہنوں کی اولاد، اخیانی بھائیوں اور بہنوں کی اولاد۔
(۲) حقیقی بہنوں کی اولاد، اخیافی (مادری) بھائیوں اور بہنوں کی اولاد، علاتی بھائیوں کی بیٹیاں، علاتی بہنوں کی اولاد۔
(۳) علاتی بھائیوں کی بیٹیاں، علاتی بہنوں کی اولاد، اخیافی بھائیوں اور بہنوں کی اولاد۔
(۴) حقیقی بھائیوں کے بیٹوں کی بیٹیاں۔
(۵) علاتی بھائیوں کے بیٹوں کی بیٹیاں۔
(۶) حقیقی بھائیوں کے بیٹوں کی اولاد، حقیقی بہنوں کے پوتے پوتیاں، اخیافی بھائیوں اور بہنوں کے پوتے اور پوتیاں۔
(۷) حقیقی بہنوں کے پوتے اور پوتیاں، اخیافی بھائیوں کے پوتے اور پوتیاں، علاتی بھائیوں کی بیٹیوں کی اولاد اور علاتی بہنوں کے پوتے اور پوتیاں۔
(۸) علاتی بھائیوں کے بیٹیوں کی اولاد، علاتی بہنوں کے پوتے، پوتیاں، اخیافی بھائیوں اور بہنوں کے پوتے پوتیاں۔
(۹) بھائیوں اور بہنوں کی بعید تر اولاد۔

۲۔ شریعت اسلامیہ:

ذوی الارحام کی تیسری قسم کی یہ تقسیم فقہ حنفی کی مشہور کتب میں اسی طرح درج ہے۔

۴۔ ذوی الارحام قسم چہارم:

قانون وراثت اور شریعت اسلامیہ

اس قسم کے ذوی الارحام میں وہ رشتہ دار ہیں، جو میت کے دادا، دادی، نانا، نانی کی اولاد میں ہوں، خالہ، پھوپھی اور باپ کے ماں شریک بہن، بھائی، اسی طرح ان کی اولادیں اور چچا کی مونث اولادیں۔

ا۔ قانون وراثت:

(۱) متوفی کے ان چچاؤں، ماموؤں اور خالاؤں کو جو اس کے حقیقی اور علاتی چچا جو عصبہ ہیں، نہ ہوں۔
(۲) متوفی کے چچاؤں، ماموؤں، پھوپھیوں اور خالاؤں کی ایسی اولاد، خواہ کتنے نچلے

Marfat.com

درجہ کی ہو، جو اس کے حقیقی اور علاتی چچاؤں کے بیٹے، خواہ کتنے نچلے درجے کی ہو۔ کیونکہ وہ عصبہ ہیں، کے علاوہ ہوں، اس طرح کے قریبی تر بعید تر کو محروم کردے۔ (۳)

متوفی کے والدین کے چچا اور ماموں، جو باپ کے حقیقی اور علاتی چچاؤں کے علاوہ ہیں۔

(۴) والدین کے چچاؤں، ماموؤں، پھوپھیوں اور خالاؤں کی اولاد، خواہ کتنے نچلے درجہ کی ہو، جو باپ کے حقیقی اور علاتی چچاؤں کے کسی نچلے درجہ کے بیٹوں کے (جو عصبہ ہوں) علاوہ ہوں۔

(۵) دادا، دادی کے چچا اور ماموؤں کی اولاد خواہ کتنے نچلے درجہ کی ہو، جو دادا کے حقیقی اور علاتی چچاؤں کے بیٹوں، خواہ کتنے نچلے درجہ کے ہوں، کے علاوہ ہو، کیونکہ وہ عصبہ ہیں، اس ترتیب سے کہ قریب تر بعید تر کو محروم کردے۔

(۶) دادی اور دادا کے چچا اور ماموں، جو دادا کے حقیقی یا علاتی چچا، ماموں نہ ہوں (جو کہ عصبہ ہیں)

(۷) بعید کے چچا، ماموں پھوپھیاں، خالائیں اور ان کی اولاد اسی ترتیب اور طریقے سے۔ (۳۶)

۲۔ شریعت اسلامی:

ذوی الارحام کی چوتھی قسم کی ترتیب جو بیان ہوئی ہے، یہ فقہ حنفی کی مشہور کتب میں اسی طرح موجود ہے۔ (۳۷)

خلاصہ بحث:

مذکور بحث میں عصبات کے بارے میں بیان ہوا ہے، اور اس میں عصبات کی چار قسموں کو چار بحثوں میں بیان کیا گیا ہے۔ اس بحث میں قانون وراثت ایکٹ کے مطابق عصبات کو بیان کیا گیا ہے۔ اور پھر فقہ حنفی کے مطابق جو شقیں تھیں، اور اس کی ساری شقیں فقہ حنفی کے مطابق تھیں، اس میں فقہ حنفی کی مشہور کتب کے حوالے دے دیئے گئے ہیں۔ طوالت کے خوف کی وجہ سے فقہ کی کتب سے عبارات نہیں دی گئیں۔ بلکہ صرف حوالہ جات پر اکتفا کیا گیا ہے۔

۳۶۔ مسلم عائلی قوانین، ص ۱۶، ۱۷ ۳۷۔ السراجی، ص ۴۵، البحر الرائق، ج ۹، ص ۳۹۸، علم المیراث، ص ۵۵، شامی، ج ۵، ص ۵۶۱ الدر المختار علی ھامش رد المحتار، ج ۵، ص ۵۶۱

Marfat.com

فصل چہارم:

یتیم پوتا، پوتی، نواسہ اور نواسی سے متعلق قانون اور شریعت اسلامیہ

یتیم پوتا اور پوتی:

قانون وراثت ایکٹ (دفعہ ۴)

وراثت شروع ہونے سے قبل مورث کے کسی لڑکے یا لڑکی کی موت کی صورت میں ایسے لڑکے یا لڑکی کی اولاد، اگر ہو، جو وراثت شروع ہونے پر زندہ، بحصہ رسدی اس حصہ کے برابر حصہ پائے گی، جو ایسا لڑکا یا لڑکی، اگر زندہ ہوتے تو پاتے۔ (۳۸)

سیاسی تاریخ:

عائلی قوانین کے بارے میں ہم پس منظر تو بحث اول میں تعارف کے طور پر ذکر کر آئے ہیں۔ اب ہم اس مسئلہ کے بارے میں بعد کے کچھ تاریخی حالات دیکھتے ہیں۔

عائلی کمیشن کی سفارشات کو اس طرح بذریعہ آرڈی نینس نافذ کرنے پر بھی دو طرح کا ردعمل سامنے آیا۔ تجدد پسند طبقوں نے اس کی تائید اور حمایت کی۔ ان میں بعض علماء اور وکلاء کے علاوہ ''اپوا'' اور ادارہ طلوع اسلام'' پیش پیش تھے۔ طلوع اسلام نے تو اسے اپنی عظیم فتح سمجھا اور اس فتح کے نقشہ میں ۲ مارچ ۱۹۶۱ (آرڈی نیس کے اجراء کی تاریخ) کو اسلام کی تاریخ کا ''نوروز'' تک قرار دیا، اور اپریل ۱۹۶۱ء میں ادارہ نے اپنے کنونشن کو اس خوشی کے جشن کے طور پر منایا۔ اس پر صدر ایوب خان کو ہدیہ تبریک پیش کیا گیا اور یہ کہا گیا: کہ چودہ سو سال کے بعد امت نے پہلی دفعہ قرآن کی طرف رجوع کیا ہے۔ نیز یہ بھی دعویٰ کیا گیا کہ ''عائلی قوانین کی کوئی شق بھی قرآن کے خلاف نہیں ہے، حکومت میں شامل سیاستدانوں نے اس امر کی خوب تعریف کی، ان قوانین کے نفاذ کو صدر ایوب خان کا عظیم اسلامی اور انقلابی کارنامہ قرار دیا گیا۔

دوسری طرف آرڈی نینس کے اجراء اور اس کے نفاذ کی درمیانی مدت میں ہی علماء نے اس پر شدید تنقید کی، پنجاب کے ۱۴ علماء کے ایک بورڈ نے (جس میں بریلوی، دیوبند،

۳۸۔ مسلم عائلی قوانین، ص ۱۱

Marfat.com

اہل حدیث اور شیعہ چاروں مکتبہ فکر کے علماء شامل تھے) متفقہ طور پر آرڈیننس کی دفعات نمبر ۴، ۵، ۶، ۷ اور ۱۲ کو خلاف شریعت قرار دیا۔ اس کے بعد سرحد کے ۴۰ علماء اور مشرقی پاکستان کے ۸۴ علماء نے بھی ان قوانین کے خلاف بھرپور احتجاج کیا۔ بعض تنظیموں اور ممتاز اہل علم نے اپنی طرف سے متبادل اصلاحی تجاویز بھی حکومت کو پیش کی تھیں۔ مگر حکومت نے بعض جابرانہ اقدامات اور اعلانات کا راستہ اختیار کیا۔

مگر اس عائلی قوانین کے خلاف اٹھنے والی لہر اور زیادہ تیز ہوئی اور اس مسئلہ کی گونج اسمبلیوں تک پہنچ گئی، ۱۹۶۲ء میں مشرقی پاکستان، مغربی پاکستان اور قومی اسمبلی میں اس عائلی قوانین کی تنسیخ کے بارے میں بل پیش ہوئے۔ اس کے علاوہ تحریر و تقاریر اور اس کے خلاف مظاہرے بھی ہوئے، اور اس طرح یہ بل ۱۴ اکتوبر ۱۹۶۲ء کو نامنظور ہوا لیکن اس وقت حکومت نے وقتی طور پر اس سے پسپائی اختیار کی۔ حکومت نے اس وقت ایک کمیشن "اسلامی مشاروتی کونسل" کو یہ کام سونپا، کہ غیر اسلامی دفعات کی نشاندہی کرے۔ اس کے علاوہ بعد میں بھی مختلف حکومتوں نے اس پر کئی کمیشن مقرر کئے اور ہر کمیشن نے اپنی سفارشات بھی پیش کیں۔ لیکن عائلی قوانین اس وقت سے آج تک جوں کے توں چلے آ رہے ہیں، اور کسی حکومت نے بھی ان کو تبدیل نہیں کیا۔ (ملخص) (۳۹)

اب ہم اختصار کے ساتھ اس قانون سے متعلق دونوں نقطہ ہائے نظر بیان کرتے ہیں:

متجددین کا نظریہ:

متجددین سے مراد وہ لوگ ہیں جو صرف قرآن کو دلیل شرعی مانتے ہیں اس کے علاوہ عقلی دلائل کو ہر چیز پر فوقیت دیتے ہیں۔ قانون وراثت ایکٹ کے بارے میں ان حضرات کا نظریہ یہ ہے: کہ عائلی قوانین تمام کے تمام قرآن کے عین مطابق ہیں۔ ہماری اس کتاب کا عنوان چونکہ وراثت ہے اور وراثت کے بارے میں عائلی قوانین میں پوتے کی وراثت کا مسئلہ، میں ان کا نظریہ وہی ہے جو کہ عائلی قوانین میں مذکور ہے۔ یعنی یتیم پوتا اپنے دادا کی وراثت میں حصہ دار ہے۔ اس بحث میں ہم متجددین کے دو مقتدر علماء جناب غلام احمد پرویز صاحب اور دوسری رائے ادارہ طلوع اسلام کی سے طرف شائع سے کردہ کتاب (۳۹ الف) جس میں

۳۹۔ یتیم پوتے کی وراثت کا مسئلہ، ص ۱۲۳ تا ۱۲۵

۳۹ (الف) ۱۔ قتل مرتد، ۲۔ غلام اور لونڈیاں، ۳۔ یتیم پوتے کی وراثت

Marfat.com

تین مسائل مذکور ہیں، سے لی گئی ہے، کیونکہ اس میں یہ عنوان ''یتیم پوتے کی وراثت'' بغیر مصنف کے نام سے شائع ہے۔ اس لیے اس میں مصنف کے نام کی بجائے ادارے کا نام لکھا جائے گا۔

ا۔ جناب غلام احمد پرویز صاحب لکھتے ہیں:

پرویز صاحب مختلف اسلامی قوانین کے بارے میں لکھتے ہیں ان قوانین کے خلاف قرآن ہونے کے علاوہ ان میں اکثر وبیشتر، بے انصافی سے کام لیا گیا ہے ہمارے نزدیک سب سے زیادہ نمایاں مثال ''یتیم پوتے کو اس کے دادا کی وراثت سے محروم کرنے کا قانون ہے'' قرآن مجید میں قانون وراثت کی پہلی آیت میں کہا گیا ہے۔

لِّلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ (۴۰)

اقرابون، جن میں والدین بھی شامل ہیں، جو کچھ چھوڑ کر فوت ہوں (اس کی تقسیم یوں ہوگی)

دوسری آیت یہ ہے:

يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُم (۴۱)

اولاد میں ترکہ کی تقسیم کے متعلق یہ حکم ہے۔

ان آیات میں والدین، اولاد اور اقربون کے الفاظ تشریح طلب ہیں۔ ہماری زبان میں والدین سے مراد ماں باپ ہوتے ہیں اور اولاد سے مراد صرف بیٹے اور بیٹیاں، لیکن عربی زبان میں ماں باپ اور ان سے اوپر تک (دادا، پردادا وغیرہ) سب شامل ہوتے ہیں، اور اولاد میں بیٹے بیٹیاں اور ان سے نیچے تک (پوتے پڑپوتے وغیرہ)، سب اس حقیقت کو اہل فقہ بھی تسلیم کرتے ہیں، اس لیے اس کے متعلق کسی وضاحت کی ضرورت نہیں۔ اختلاف اقربون کے مفہوم میں ہے۔

(۳) اقرب (جمع اقربون) کا لفظی ترجمہ ''قریب تر'' ہے ''رشتہ دار'' نہیں۔ رشتے داروں کے لیے قرآن مجید میں ذوی القربیٰ وغیرہ آئے ہیں۔ اقرب کا قرآنی مفہوم سمجھنے کے لیے پہلی بات تو یہ ذہن میں رکھیے کہ قرآن مجید نے یہ نہیں کہا کہ ترکہ اقربون کو ملے گا، اس نے کہا ہے جو کچھ اقربون چھوڑ جائیں، وہ ان کے ورثاء میں تقسیم ہو

۴۰۔ النساء۴: ۷ ۴۱۔ ایضاً: ۱۱

Marfat.com

یعنی اقرب کا لفظ متوفی کے لیے آیا ہے وارث کے لیے نہیں۔ اقرب کے مفہوم کو پرویز صاحب ایک مثال سے سمجھاتے ہیں۔

زید

بکر عمر

حمید رشید (۴۲)

وضاحت:

اس مثال میں زید کے بیٹے بکر اور عمر ہیں اور آگے بکر کا بیٹا حمید اور عمر کا رشید ہے۔

پرویز صاحب لکھتے ہیں:

زید، بکر اور عمر دونوں کا اقرب ہے، کیونکہ اس کے اور اس کے ان بیٹوں کے درمیان کوئی اور وارث حائل نہیں۔ لیکن وہ حمید اور رشید کا اقرب نہیں۔ کیونکہ اس کے اور ان کے درمیان بکر اور عمر رکاوٹ بن کر کھڑے ہیں۔ اگرچہ وہ حمید اور رشید کا والد ہے لیکن اقرب نہیں ہے۔ (۴۳)

مزید لکھتے ہیں:

لیکن اگر زید کی زندگی میں بکر فوت ہو جائے، تو وہ حمید کا اقرب ہو جائے گا، کیونکہ اب وہ رکاوٹ دور ہوگئی، جس کی وجہ سے وہ حمید کا اقرب نہیں تھا۔ البتہ وہ رشید کا اقرب نہیں ہوسکتا ہے۔ کیونکہ اس کے اور رشید کے درمیان عمر کی رکاوٹ موجود ہے۔ لہذا زید کی وفات پر رشید تو ترکہ سے محروم رہے گا، حمید نہیں۔ (۴۴)

خلاصہ:

پرویز صاحب پوتے کو اولاد میں شامل سمجھتے ہیں، اور لفظ اقرب کے مفہوم میں چاچا اور بھتیجا یعنی دادا کے بیٹے اور پوتے کو ایک مفہوم میں سمجھتے ہیں۔

ادارہ طلوع اسلام والے لکھتے ہیں:

مثلاً ایک شخص مر گیا۔ اس کا باپ، دادا پر دادا بھی موجود ہیں اور بیٹا، پوتا، پڑپوتہ بھی۔ قرآن نے باپ کا حصہ بھی مقرر کیا ہے اور بیٹے کا بھی، لیکن جب والد کے اندر

۴۲۔ پرویز غلام احمد، مطالب الفرقان، ج ۴، ص ۴۹۰ ادارہ طلوع اسلام لاہور، ۱۹۸۱ء

۴۳۔ ایضاً ۴۴۔ ایضاً ص ۲۹۱

Marfat.com

(دادا، پردادا) شامل ہیں اور "ولد" کے اندر نیچے تک (پوتا پڑپوتہ) تو پھر ترکہ کی تقسیم کس طرح ہو؟ اس کے لیے قرآنی اصول اقرب کا ہے، اقرب کے معنی ہیں: وہ شخص جس کے اور میت کے درمیان کوئی موجود نہ ہو۔ (۴۵)

نوٹ:

طلوع اسلام کے اس مضمون میں بھی قریباً وہی ساری بحثیں ہیں اور مثالیں ہیں جو ہم پرویز صاحب کے حوالے سے نقل کر آئے ہیں۔

وضاحت:

پرویز صاحب اور طلوع اسلام کے دوسرے مضمون میں کہیں پر بھی کسی حدیث کا کوئی حوالہ نہیں اس کے علاوہ پرویز صاحب اور طلوع اسلام والے جس بات پر زور دیتے ہیں یا اپنی بات کی بنیاد بناتے ہیں، وہ یتیم کے حقوق اور اس کا یتیم ہونا دیکھتے ہیں، اور عام لوگ اس سے مضائقہ کھا جاتے ہیں جیسا کہ طلوع اسلام والے مثال ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں زید کی زندگی میں بکر فوت ہو گیا ہے۔ اس کے بعد زید وفات پا گیا، زید کی وفات کے وقت اس کا عمر بیٹا بھی زندہ ہے اور رشید بھی، اور اس کے ساتھ اس کا یتیم پوتا (حامد) بھی۔ ملاں کا مذہب ہے کہ زید کی ساری جائیداد، عمر کے حصے میں آئے گی، حامد کو کچھ نہیں ملے گا۔ اس کا قصور؟ یہی کہ وہ یتیم ہے۔ اس کے سر پر باپ کا سایہ نہیں، اسے وراثت سے کیوں نہ محروم کیا جائے۔

مرے کو مارے شاہ مدار (۴۶)

وضاحت:

متجددین علماء کا ایک نظریہ یہ بھی ہے کہ آج سے پہلے مسلمانوں نے وراثت اور وصیت کے متعلق احکامات نافذ کیے تھے، لیکن یہ اس وقت تک کئے تھے، جب تک قرآن کا معاشی نظام قائم نہیں ہوا تھا،

۴۵۔ قتل مرتد، غلام لونڈیاں اور یتیم پوتے کی وراثت، ص ۷۵، ادارہ طلوع اسلام لاہور، ۱۹۸۲ء

۴۶۔ ایضاً: ص ۷۱

Marfat.com

پرویز صاحب لکھتے ہیں:

واضح رہے کہ ترکہ، وراثت اور وصیت کے متعلق احکامات اس عبوری دور کے لیے ہیں جب قرآن کا معاشی نظام ہنوز اپنی آخری شکل میں قائم نہیں ہوگا۔ (۴۷)

۲۔ دیگر علماء کا نظریہ:

پچھلے صفحات میں ہم نے قانون وراثت کے حامی علماء کا نظریہ تفصیل سے بیان کیا ہے۔ یتیم پوتے کی وراثت کے مسئلہ پر علماء نے بہت کچھ لکھا ہے، اب دیگر علماء کا نقطہ نظر بیان کرتے ہیں۔

ا۔ حافظ احمد یار کا نقطہ نظر:

حافظ احمد یار اُن علماء میں سے ہیں جنہوں نے ابتدائی طور پر اس موضوع پر قلم اٹھایا۔ یتیم پوتے کی وراثت کے مسئلہ کے حوالہ سے ان سے چار قسم کی تجاویز مروی ہیں:

ا۔ قانون استثناء:

اب ایک صورت یہ رہ جاتی ہے کہ یتیم پوتے کی خاطر قانون وراثت میں ایک استثناء تسلیم کیا جائے مثلاً یوں کہ "صرف اس اولاد کی صورت میں جو اپنے ماں باپ کی زندگی میں مر جائیں اور اپنے پیچھے اپنی فرع اولاد" بھی چھوڑ جائیں تو بطور استثناء ان کی موت کو اپنے مورث کی موت کے بعد فرض کر کے ان کا حصہ نکالا جائے۔ اور پھر ان کے موجودہ وارثوں میں تقسیم کیا جائے۔ (۴۸)

قانون وصیت واجب:

حافظ احمد یار کی دوسری تجویز یہ ہے کہ یتیم پوتے کی وراثت کے لیے ایک قانون ایسا بنایا جائے، جس کی رو سے دادا کی وراثت سے ایک تہائی رقم/جائیداد کا حصہ قانون وصیت کے ذریعے یتیم پوتا کو دی جائے۔

حافظ احمد یار لکھتے ہیں:

چنانچہ قرآن کا قانون وصیت اس کے قانون وراثت کے تتمہ کی حیثیت رکھتا ہے، جس کے ذریعہ سے نہ صرف محجوب الارث (جن میں سے ایک یتیم پوتا بھی ہے) بلکہ اور

۴۷۔ مطالب الفرقان، ج ۴، ص ۲۹۴ ۴۸۔ یتیم پوتے کی وراثت کا مسئلہ، ص ۱۰۳

Marfat.com

بہت سے دوسرے ایسے اشخاص کی انفرادی مصلحتوں کا تحفظ کیا جا سکتا ہے۔ جو اگر وراثت کے کلی قانون کی رو سے نقصان اٹھا سکتے ہیں لیکن جن کی خبر گیری اور ادائیگی بہر حال واجب ہے۔(۴۹)

۳۔نفقہ واجب:

حافظ احمد یار تیسری تجویز یہ دیتے ہیں کہ حکومت وقت اس یتیم بچے کی کفالت اس کے وارث چچاؤں پر رکھے۔

حافظ احمد یار لکھتے ہیں:

وارث چچاؤں پر نفقہ تاحبہ بلوغ واجب قرار دیا جائے، یہ صورت بھی ہماری فقہ میں موجود ہے اور موجودہ زمانے میں بعض ممالک میں اس کے مماثل قانون بھی ملتے ہیں مثلاً انگلستان میں فرزند اکبر کی صورت میں باقی کے افراد نفقہ پاتے ہیں۔(۵۰)

حکومتی کفالت:

چوتھی صورت حافظ احمد یار حکومتی کفالت کی لکھتے ہیں کہ یتیم پوتے کی کفالت حکومت وقت اپنے ذمے لے لے۔ اس کے بارے میں حافظ احمد یار لکھتے ہیں۔

حکومت خود ایسے یتامی کی کفالت اپنے ہاتھ میں لے اور یہ سب سے بہترین اور صحیح ترین اسلامی صورت ہے۔(۵۱)

ضروری وضاحت:

حافظ احمد یار بھی تمام بحث اسی حوالہ سے کرتے ہیں۔ کہ یتیم کے حقوق کا خیال کیا جائے۔ اس صورت حال میں ان کا نقطہ نظر متجددین کے نقطہ نظر کے قریب ہے۔

۲۔مولانا مودودی کا نقطہ نظر:

سید ابوالاعلیٰ مودودی وہ شخصیت ہیں کہ جنہوں نے متجددین کے اعتراضات کا فکری و منطقی واستدلالی جواب دیا، اسی لیے متجددین کے ساتھ ان کے بہت زیادہ علمی مباحث ہیں۔ یتیم پوتے کی وراثت کے مسئلہ میں مولانا مودودی کا موقف وہی ہے، جو کہ فقہاء اسلام کا ہے۔

۴۹۔ ایضاً:ص ۹۱ ۵۰۔ ایضاً:ص ۱۰۵ ۵۱۔ ایضاً:ص ۱۰۵

Marfat.com

مولانا مودودی لکھتے ہیں:

فقہاء اسلام میں یہ متفقہ مسئلہ ہے کہ دادا کی موجودگی میں جس پوتے کا باپ مر گیا ہو، وہ وارث نہیں ہوتا، بلکہ وارث اس کے چچا ہوتے ہیں، اگرچہ ابھی تک مجھے قرآن وحدیث میں کوئی ایسا صریح حکم نہیں ملا، جسے فقہاء کے اس متفقہ فیصلہ کی بناء پر قرار دیا جا سکے۔ لیکن بجائے خود یہ بات فقہاء کے اس متفقہ رائے پر فقہاء امت سلف سے خلف تک اس پر متفق ہیں۔ اس کو اتنا قوی کر دیتی ہے کہ اس کے خلاف رائے دینا مشکل ہے، ویسے بھی یہ بات معقول معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ پوتا بہر حال اپنے باپ کے واسطے ہی سے دادا کے مال میں حقدار ہوسکتا ہے نہ کہ براہ راست خود۔ (۵۲)

ضروری بات: مولانا مودودی نے مسلک فقہاء والا نقطہ نظر بیان کیا ہے، لیکن ساتھ ہی یہ کہنا کہ "مجھے قرآن وحدیث میں کوئی ایسا صریح حکم نہیں ملا" ان کی ذات کی حد تک تو درست ہوسکتا ہے، لیکن حقیقتاً نہیں۔ کیونکہ آگے انشاء اللہ اس کے دلائل ہم قرآن و حدیث سے بیان کریں گے۔ متجددین نے مولانا مودودی کی اس عبارت کو بہت اچھالا ہے، اور وہ اس کو اپنی تائید میں بڑھ چڑھ کر پیش کرتے ہیں۔

۳۔ علامہ غلام رسول سعیدی کا نقطہ نظر:

علامہ غلام رسول سعیدی کا موقف بھی فقہاء اسلام والا ہے اور آپ اس نقطہ نظر کی حمایت میں امام بخاری کی روایت کردہ حدیث بھی ذکر کرتے ہیں۔

علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں:

جو میت کے ساتھ بلا واسطہ لاحق ہو، اس کے ہوتے ہوئے وہ محروم ہوتا ہے، جو کسی واسطہ سے میت کے ساتھ لاحق ہوتا ہے مثلاً میت کا بیٹا ہو اور ایک یتیم پوتا ہو، تو بیٹا میت کے ساتھ بلاوسطہ لاحق ہے اور یتیم پوتا دوسرے بیٹے کے واسطے سے لاحق ہے، اس لیے بیٹے کے ہوتے ہوئے یتیم پوتا محروم رہے گا۔ (۵۳)

۵۲۔ مودودی، سید ابوالاعلی، رسائل ومسائل ج ۲، ص ۱۴۶، اسلامک پبلی کیشنز لاہور، ۲۰۰۴ء

۵۳۔ سعیدی، غلام رسول، تبیان القرآن، ج ۲، ص ۵۸۶، فرید بک سٹال، لاہور، ۲۰۰۲ء

Marfat.com

۴۔مولانا تقی عثمانی کا نقطہ نظر:

مولانا تقی عثمانی نے اس مسئلہ پر بڑی شرح وبسط کے ساتھ بحث کی ہے، اور اس مسئلہ پر اپنی کتاب میں ایک مستقل عنوان قائم کیا ہے۔ مولانا تقی عثمانی نے فقہاء اسلام کے موقف کو بڑے مدلل انداز سے عقلی ونقلی دلائل سے بیان کیا ہے۔

مولانا تقی عثمانی لکھتے ہیں:

زیر بحث مسئلہ میں میت کا قریبی رشتہ دار یعنی صلبی بیٹا موجود ہے، لہذا مذکورہ بالا اصول سے بعید رشتہ دار یعنی پوتا محروم ہوگا۔(۵۴)

دین اسلام میں شرعی مسائل کا استنباط جن سے ہوتا ہے، وہ چشمے چار ہیں۔ یعنی ہمارے پاس شریعت کے چار بنیادی ماخذ ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

۱۔قرآن

۲۔سنت

۳۔اجماع امت

۴۔قیاس

مولانا تقی عثمانی ان چاروں ماخذ سے دلائل ذکر کرتے ہیں:

۱۔قرآن مجید:

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ (۵۵)

مولانا تقی عثمانی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے وراثت کے دو بنیادی اصول بیان فرمادیے ہیں: ایک یہ کہ وراثت کی تقسیم فقر وافلاس اور حاجت مندی کے معیار پر نہیں قرابت اور رشتہ داری کے معیار پر ہے، یعنی تقسیم وراثت کے وقت یہ نہیں دیکھا جائے گا کہ کون زیادہ مفلس یا حاجت مند ہے؟ بلکہ یہ دیکھا جائے گا کہ مرنے والے سے کون قریبی رشتہ رکھتا

۵۴۔ تقی عثمانی، محمد، مولانا، ہمارے عائلی مسائل، ص ۲۷، دارالاشاعت کراچی، ۱۴۱۳ھ

۵۵۔ النساء:۷

Marfat.com

ہے؟ دوسرے یہ کہ جہاں تک نفس قرابت کا تعلق ہے، وہ تو تمام آدم کے بیٹوں میں مشترک ہے، اس لیے اصول یہ بتلایا کہ قرابت میں بھی ''اقربون'' کا اعتبار کیا جائے گا اور اقرب کے ہوتے ہوئے ابعد کو محروم کیا جائے گا۔ (۵۶)

۲۔ سنت رسول اللہ ﷺ:

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

لحقوا الفرائض باھلھافمابقی فھو لاول رجل ذکر (ا) قرآن کریم نے جن کے جو حصے مقرر کر دیئے ہیں، انہیں وہ حصے ادا کر دیں، جو بچ رہے ہیں وہ قریب ترین مذکر رشتہ دار کو دے دو۔

مولانا تقی عثمانی اس حدیث مبارکہ کی شرح کرتے ہیں۔

اس (حدیث) میں بھی قرابت کو تقسیم وراثت کا معیار قرار دیا گیا ہے، جس کی بنا پر قریبی بیٹے کے ہوتے ہوئے بعید یعنی پوتا محروم ہوگا۔ (۵۷)

امام بخاری ایک اور روایت بیان کرتے ہیں، بلکہ ایک مستقل باب قائم کیا ہے:

باب میراث ابن الا بن اذالم یکن ابن

وقال ابن ثابت ـــ ولا یرث ولد الابن مع الابن (۵۸)

یعنی بیٹے کی موجودگی میں پوتا وارث نہیں ہوگا۔

اجماع امت:

مولانا تقی عثمانی لکھتے ہیں:

علامہ عینی (۵۹) اور علامہ ابو بکر جصاص رازی نے اس پر تمام صحابہ اور علماء کا اجماع نقل کیا ہے، صحابہ کرام اور تمام علماء امت کا اجماع اتنی مضبوط دلیل ہے، کہ کم از کم کسی مسلمان کو اس کے خلاف کہنے کی جراءت نہیں ہو سکتی۔ (۶۰)

۵۶۔ ہمارے عائلی مسائل، ص ۲۷ ۵۷۔ ایضاً

۵۸۔ صحیح البخاری موسوعۃ، ص ۵۶۳

۵۹۔ محمود بن احمد، بدر الدین، عمدۃ القاری، ج ۲۳، ص ۲۳۸ ادارۃ الطباعۃ المیزیۃ، مصر، ۱۳۴۸ھ، ۶۰

۶۰۔ ہمارے عائلی مسائل، ص ۲۶

Marfat.com

مولانا تقی عثمانی نے لفظ ولد پر بھی تفصیلی بحث کی ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ پوتا حقیقی معنی میں اولاد میں داخل ہے، کیونکہ علماء بلاغت و اصول نے حقیقت اور مجاز کے معنی میں ایک بڑے پتے کی بات لکھی ہے، وہ فرماتے ہیں: کہ حقیقت کی علامت یہ ہے کہ لفظ سے اس کی نفی، اور مجازی معنی کی نفی بھی کی جا سکتی ہے، اور اثبات بھی، مثال کے طور پر "شیر" کے حقیقی معنی تو ایک مخصوص درندے کے ہیں۔ اس لیے اس مخصوص درندے سے شیر کی نفی نہیں کی جا سکتی۔ آپ یوں کہہ سکتے کہ "زید شیر ہے" تو یہاں ہم نے "شیر" کا اطلاق مجازاً زید پر کر دیا۔ اب عام حالات میں ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ "زید شیر نہیں" گویا زید سے اس مجازی معنی کی نفی بھی کی جا سکتی ہے، اور اثبات بھی (۶۱)

۲۔ یتیم پوتی

ا۔ قانون وراثت:

قانون وراثت کی رو سے یتیم پوتی اپنے دادا کی وراثت سے حصہ پائے گی۔ (۶۲)

۲۔ شریعت اسلامیہ:

شریعت اسلامیہ کی رو سے یتیم پوتی بیٹے کی موجودگی میں پوتے کی طرح حصہ نہیں پائے گی۔ اس کے دلائل پیچھے صفحات میں گزر چکے ہیں، اس بارے میں یعنی پوتی کی وراثت کے بارے میں متجددین بھی خاموش ہیں۔ انہوں نے پوتا کے حوالے سے تو دلائل ذکر کیے ہیں۔ لیکن اس بارے میں ان کا نقطہ نظر نہیں مل سکا۔ صرف اتنا ملتا ہے کہ اس قانون وراثت کی قرآن کے مطابق ہونے کی تصریحات ہیں۔

۳۔ یتیم نواسہ اور نواسی:

قانون وراثت ایکٹ کی رو سے نانا کی وراثت میں یتیم نواسہ اور نواسی بھی یتیم پوتا اور پوتی کی طرح وارث ہیں۔

ا۔ قانون وراثت ایکٹ (دفعہ ۴)

وراثت شروع ہونے سے قبل مورث کے کسی لڑکے یا لڑکی کی موت کی صورت میں ایسے

۶۱۔ ایضاً ص ۳۷ ۶۲۔ ایضاً ص ۱۱

Marfat.com

لڑکے یا لڑکی کی اولاد، اگر ہو، جو وراثت شروع ہونے پر زندہ ہو، بحصہ رسدی اس حصہ کے برابر حصہ پائے گی، جو ایسا لڑکا لڑکی، اگر زندہ ہوتے تو پاتے۔ (۶۳)

وضاحت:

اس قانون کی رو سے یتیم نواسہ اور نواسی اپنے نانا کی وراثت سے حصہ پائیں گے۔

۲۔ شریعت اسلامیہ:

شریعت اسلامیہ اور فقہاء اسلام کی تشریحات کے مطابق یتیم نواسہ اور نواسی وراثت کے حقدار نہیں۔ (اس کے دلائل ہم پچھے صفحات میں ذکر کر آئے ہیں، وہاں ملاحظہ ہوں) اور اس مسئلہ میں تمام کا اتفاق ہے حتیٰ کے متجددین نے بھی یتیم پوتا کے لیے تو اپنا نقطہ واضح کیا ہے، لیکن اس بارے میں ان کی بھی کوئی تصریح نہیں ملی، اس لیے یہ مسئلہ تمام کے نزدیک متفق علیہ ہے۔

خلاصہ:

مذکورہ بحث میں ہمارے سامنے چار اہم چیزیں واضح ہوتی ہیں:

۱۔ یتیم پوتا وراثت کا حقدار ہے، یہ متجددین کا نظریہ ہے۔

۲۔ یتیم پوتا حقدار تو نہیں لیکن اس کے لیے قانون استثناء بنایا جائے، یا قانون کفالت یا قانون وصیت، یا قانون نفقہ یہ حافظ احمد یار کا نظریہ ہے۔

۳۔ بیٹے کے ہوتے ہوئے پوتا وراثت سے محروم رہے گا۔ یہ فقہاء سلف وخلف کا نظریہ ہے، اور اس میں علامہ غلام رسول سعیدی اور مولانا تقی عثمانی کی تصریحات ہیں اور مولانا مودودی بھی اسی نظریہ کے حامی ہیں۔

۴۔ یتیم نواسہ اور نواسی نانا کی وراثت کا حصہ نہیں پائیں گے، یہ نظریہ تمام کا متفقہ ہے۔

۵۔ قانون وراثت کی رو سے پوتی وراثت کی حقدار ہو گی لیکن شریعت اسلامیہ کی رو سے حقدار نہیں ہو گی، متجددین بھی اس بارے میں خاموش ہیں۔

۶۳۔ مسلم عائلی قوانین، ص ۱۱

Marfat.com

خلاصہ تحقیق:

اس کتاب میں چند چیزیں اہم بیان ہوئی ہیں۔

ا۔ وراثت کا علم بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔

۲۔ قانون وراثت ایکٹ میں خامیاں موجود ہیں۔

۳۔ قانون وراثت ایکٹ کچھ لادینی قوتوں کی ایماء پر نافذ ہوا۔

۴۔ قانون وراثت ایکٹ میں ذوی الفروض کے جو حقوق بیان ہوئے ہیں، وہ اسلام کے مطابق ہیں۔

۵۔ قانون وراثت ایکٹ میں ذوی الارحام کے حصے شریعت اسلامیہ کے مطابق بیان ہوئے ہیں۔

۶۔ قانون وراثت ایکٹ میں عصبات کے حصص قرآن وسنت وفقہ اسلامی کے مطابق ہیں۔

۷۔ اس قانون میں یتیم پوتے کا مسئلہ امت میں معرکۃ الآرار ہا ہے۔ جس کے نتیجے میں ہمارے سامنے تین اہم آراء آتی ہیں

i۔ ادارہ طلوع اسلام والوں کے نزدیک یتیم پوتا دادا کی وراثت میں حقدار ہے، اور یہ حقیقی اولاد ہے۔

ii۔ فقہاء اسلام کے نزدیک بیٹے کی موجودگی میں پوتا وراثت سے ابعد ہونے کی بناء پر محروم رہے گا، اس حوالہ سے مولانا مودودی، علامہ غلام رسول سعیدی اور مولانا تقی عثمانی نے سیر حاصل بحث کی ہے۔

iii۔ حافظ احمد یار نے یتیم پوتے کے حوالے سے قانون استثناء قانون نفقہ، قانون کفالت اور قانون وصیت واجبہ کی تجاویز دی ہیں۔

۸۔ یتیم پوتا کی وراثت کے حوالے سے بریلوی، دیوبند، اہل حدیث، شیعہ اور جماعت اسلامی تمام مکتبہ فکر ایک طرف اور ادارہ طلوع اسلام والے دوسری طرف ہیں۔

۹۔ ادارہ طلوع اسلام والے صرف قرآن سے اور عقل سے استدلال کرتے ہیں۔

Marfat.com

یہ صرف قرآن کو ماخذ مانتے ہیں۔

۱۰۔ فقہاء اسلام قرآن، سنت، اجماع امت اور قیاس چاروں کو ماخذ مانتے ہیں اوران سے استدلال کرتے ہیں۔

۱۱۔ یتیم نواسہ اور نواسی کو حصہ نہیں ملے گا اس پر فقہاء اور ادارہ طلوع اسلام والے سبھی متفق ہیں۔

۱۲۔ قانون وراثت ایکٹ کی رو سے یتیم نواسہ اور نواسی بھی حقدار ہیں۔

۱۳۔ قانون وراثت کی رو سے یتیم پوتی دادا کی وراثت سے حصہ پائے گی لیکن شریعت اسلامیہ کی رو سے حقدار نہیں۔ متجددین اس بارے میں خاموش ہیں۔

Marfat.com

تجاویز

مذکورہ ذکر کیے گئے دلائل کی روشنی میں چند اہم تجاویز حسب ذیل ہیں:

۱۔ عائلی کمیشن نے جن عائلی قوانین کی تجاویز دیں اور یہ آرڈی نینس کے ذریعے نافذ ہوا اس کی بہت ساری شقیں خلاف اسلام ہیں۔

۲۔ اس لیے جو شقیں یا دفعات خلاف اسلام ہیں، ان کو تبدیل کرنا حکومت وقت کی ذمہ داری ہے۔

۳۔ قانون وراثت ایکٹ میں پوتا، پوتی، نواسہ اور نواسی کو جائیداد ملنے والی شق خلاف اسلام ہے، اس لیے اسے تبدیل کرنا یا ختم کرنا حکومت وقت کی ذمہ داری ہے۔

۴۔ قانون وراثت میں پوتی، نواسہ اور نواسی کو ملنے والی وراثت والی دفعہ بالاتفاق بشمول متجددین خلاف شرع ہے، اس لیے اس دفعہ ۴ کو فی الفور ختم کر دیا جائے۔

۵۔ پوتا کو وراثت ملنے کے حوالہ سے بھی یہ دفعہ خلاف شرع ہے، اسے بھی تبدیل کرنا لازم ہے۔ کیونکہ پاکستان کی غالب اکثریت اسے خلاف شرع سمجھتی ہے۔

۶۔ یتیم کی کفالت ایک اہم معاملہ ہے اس کا متبادل نظام لانا حکومت وقت کے لیے ضروری ہے، وہ متبادل نظام آگے آنے والی چند تجاویز میں سے ایک ہوسکتا ہے۔

۷۔ ورثاء میں شعوری و دینی طاقت اجاگر کی جائے اور انہیں ترغیباً اس باب کا پابند بنایا جائے۔ کہ وہ تقسیم وراثت کے وقت یتیموں کو کچھ ضرور دیں اور یہ بات خود قرآن مجید کے مطابق ہوگی۔

قرآن مجید میں ہے:

وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُوا الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينُ فَارْزُقُوهُم مِّنْهُ (۶۴)

جب تقسیم کے وقت قریبی رشتہ دار اور یتیم موجود ہوں، تو مال میں سے انہیں بھی کچھ دے دیا کرو۔

۸۔ دادا کو اس کی زندگی میں شعور دلایا جائے کہ یتیم پوتے کے نام وصیت کر جائے۔

۹۔ حکومت وقت خود ایسے یتامی کی کفالت اپنے ہاتھ میں لے لے اور یہ سب سے

۶۴۔ النساء۴:۸

Marfat.com

بہترین اور صحیح ترین اور قابل عمل اسلامی صورت ہے۔ جیسا کہ پہلے اسلامی حکومتیں ایسا کرتی رہی ہیں۔

۱۰۔ یتیم کے ولی شرعی لحاظ سے بھی اس کے خیال رکھنے کے پابند ہیں۔ ملکی قوانین بھی ایسے بنائے جائیں کہ یتیم کا ولی اپنی اس ذمہ داری کو پورا کرے۔

۱۱۔ ملک پاکستان ایک اسلامی ملک ہے، اس میں کوئی ایسا قانون نافذ نہ کیا جائے جو قرآن، سنت، اجماع امت اور قیاس کے خلاف ہو۔

۱۲۔ ملکی قوانین کے لیے حکومت جو بھی کمیشن یا ادارہ قائم کرے، اس میں ان لوگوں کا انتخاب کرے، جو دینی اور دنیاوی دونوں علوم میں رسوخ رکھتے ہوں۔

Marfat.com

Marfat.com

باب ہشدہم:

قرآنی نظام وراثت کے بنیادی اصول

اللہ ربّ العزت نے اپنے بندوں کی رہنمائی اور ان کی حقیقی فلاح و کامرانی کے لیے جو صحیفہ خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کے قلب منیر پر نازل فرمایا، اسے ہم قرآن مجید کے نام سے جانتے ہیں۔ یہ کتاب بہت ہی اچھی ہے، نرالی شان والی ہے، یہ صحیفہ بیک وقت کتاب بھی ہے اور علم معرفت کا آفتاب جہاں تاب بھی ہے۔ اس کی تجلیات سے دنیا و عقبیٰ دونوں جگمگا رہے ہیں، یہ کتاب مقدس ہر لحاظ سے سراپا اعجاز ہے۔ اس کا ہر پہلو اتنا دلربا ہے کہ اپنے پڑھنے والے کو مسحور کر لیتا ہے۔ اس کتاب نے اپنی فطری جاذبیت سے نوع انسان کے ہر طبقہ سے سنجیدہ اور ذہین افراد کو اپنی طرف متوجہ کیا اور اس میں قطعاً کوئی مبالغہ نہیں کہ "قرآن حکیم" کے متعلق جتنا کچھ لکھا گیا ہے اتنا کسی اور کتاب یا موضوع پر نہیں لکھا گیا ہے اس بحر بے پیدا کنار میں غواصی کرنے والوں نے غواصی کی اور ہر ایک نے اپنی ہمت کے مطابق انمول موتیوں سے اپنی جھولیاں بھریں لیکن اس کے معارف کے خزینے بھرے کے بھرے رہے اور اس کے رموز کے گنجینوں میں کمی واقع نہ ہوئی ہے۔

اس مقدس کتاب کے بارے میں لکھنے والے مختلف لوگ تھے اس میں اپنے بھی تھے اور بیگانے بھی، ادیب بھی تھے اور فلسفی بھی، عربی بھی تھے اور عجمی بھی، ہر ایک نے اپنی استطاعت کے مطابق لکھا اور کتاب میں بیان کردہ بے شمار موضوعات کے بارے میں لکھا۔ لیکن اس کتاب میں بیان کردہ موضوعات میں ایک موضوع بہت ہی اہم ہے اور وہ علم الفرائض کا موضوع ہے۔ اس سے مراد وراثت کے احکام ہیں اور یہ فن بہت اہم فن

Marfat.com

ہے۔قرآن مجید میں جتنی تفصیل سے میراث کے مسائل بیان ہوئے اتنی تفصیل سے دیگر مسائل بیان نہیں ہوئے ہیں ۔اسلام کا وراثت کی تقسیم کا قانون دنیا میں معاشرتی اعتدال وتوازن کا بہترین نمونہ ہے۔اس مضمون میں قرآن ،حدیث ،مفسرین کرام اور علماء کی آراء کی روشنی میں اسلام کے نظام وارثت کے بنیادی اصولوں اور علم میراث کی اہمیت کو بیان کیا گیا ہے اور آخر میں خلاصہ کے طور پر نتائج بحث کو ذکر کیا گیا ہے۔

ا۔اہمیت:

دین اسلام میں علم میراث کی اہمیت دوسرے علوم سے بڑھ کر ہے نبی کریم ﷺ نے اس علم کو نصف علوم قرار دیا ہے کیونکہ اس کا تعلق انسان کی موت سے ہے اور باقی علوم کا تعلق انسانی زندگی سے ہے۔اس بارے میں حضور ﷺ کے ارشادات گرامی درج ذیل ہیں۔

ا۔ ’’تعلموا الفرائض وعلموها الناس فانه نصف العلم‘‘(۱)

علم میراث سیکھو اور سکھاؤ کیونکہ یہ آدھا علم ہے۔یعنی آدھے علم میں سارے علوم کہ ان کا تعلق انسان کی زندگی سے ہے اور آدھے علم میں علم میراث ہے کہ اس کا تعلق انسان کی موت سے ہے۔

۲۔ ’’العلم ثلاثة وماسوى ذلك فهو فضل آية محكمة اوسنة قائمة اوفريضة عادلة‘‘۔(۲)

اصل علوم تین ہیں باقی فرع ہیں ا۔قرآن مجید (محکمات کا علم) ۲۔سنت جاریہ

ا۔ابن ماجہ،محمد بن یزید،القزوینی،سنن ابن ماجہ،ج ۳،ص ۲۰۲،رقم ۲۷۱۹،دار المعرفہ،بیروت،لبنان، ط ۱۴۱۹ھ/۱۹۹۸

۲۔ ابوداؤد،سلیمان بن اشعث،بجستانی،سنن ابی داؤد الفرائض،ص ۵۴۹،دار الفکر،بیروت، لبنان،ط ا،۱۴۲۵-۱۴۲۶ھ/۲۰۰۵ء

Marfat.com

۳۔ تقسیم وراثت:

۳۔ **"تعلموا القرآن والفرائض وعلموها الناس فانی"۔(۳)**

قرآن اور علم میراث خود سیکھو اور دوسرے لوگوں کو سکھلاؤ۔

۴۔ اسی طرح آپ ﷺ نے علم میراث کے بارے میں مزید فرمایا:

"وھو نسیی وھو اول شیٔ ینتزع من امتی"۔(۴)

یہ علم بھلا دیا جائے گا اور میری امت سے سب سے پہلے یہی علم اٹھایا جائے گا۔

۲۔ مرد و عورت حقدار:

قرآنی نظام وراثت میں مرد اور عورت دونوں اصناف مال وراثت کے حقدار ٹھہرتے ہیں۔ اس بارے میں قرآن مجید کا ارشاد ہے۔

"للرجال نصیب مما ترك الوالدان والاقربون و للنساء نصیب مما ترك الوالدان والاقربون ط مما قل منه او کثر نصیبا مفروضا"۔(۵)

مردوں کے لیے اس (مال) میں سے حصہ ہے جس کو ماں باپ اور قرابت داروں نے چھوڑا ہو (خواہ وہ مال کم ہو) اور عورتوں کے لیے بھی اس میں حصہ ہے جس کو ماں باپ اور قرابت داروں نے چھوڑا ہو خواہ وہ مال کم ہو یا زیادہ ہو۔ یہ اللہ کی طرف سے مقرر کیا ہوا حصہ ہے۔(۶)

۳۔ ترمذی، محمد بن عیسیٰ، ابوعیسیٰ، جامع الترمذی الفرائض، رقم ۲۰۹۱، ص ۸۳۰ دار المعرفۃ، بیروت، لبنان، ط ۱، ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ء

۴۔ سنن ابن ماجہ، الفرائض، رقم ۲۷۱۹، ص ۲۰۲

۵۔ النساء ۴: ۷

۶۔ سعیدی، غلام رسول، علامہ، تبیان القرآن، مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور، ۲۰۰۳ء

Marfat.com

پسِ منظر:

علامہ قرطبی اس آیت کے شانِ نزول کے بارے میں لکھتے ہیں:

حضرت اوس بن ثابت انصاری کا انتقال ہوا جو بہت مال چھوڑ گئے اور بیوی ام کجہ تین لڑکیاں، چچا کے دو بیٹے سوید وعرفجہ چھوڑے۔ اس زمانہ کے دستور کے مطابق اس کے سارے مال پر سوید وعرفجہ نے قبضہ کرلیا۔ ام کجّہ اور اس کی تینوں بیٹیوں کو کچھ نہ دیا۔ اس زمانہ میں لڑکیوں، بیویوں اور چھوٹی اولاد کو میراث نہیں دی جاتی تھی وہ کہتے تھے کہ میراث وہ پائے جو جنگ میں جائے۔ ام کجہ نے کہا کہ تم ان یتیم بچیوں کا مال لیتے ہو تو ان سے نکاح بھی کرلو۔ انہوں نے انکار کردیا کیونکہ وہ بچیاں زیادہ خوبصورت نہ تھیں۔ ام کجّہ حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور یہ داستان حضورِ اکرم ﷺ کو سنائی۔ حضورِ اکرم ﷺ نے ان دونوں سوید وعرفجہ کو بلایا اور اس ظلم کی وجہ پوچھی۔ انہوں نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ یہ عورتیں نہ گھوڑے پر سوار ہوسکتی ہیں نہ گھاس کا گٹھا اکٹھا کرسکتی ہیں نہ دشمن کا مقابلہ کرسکتی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اس مال کو روک کر رکھو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں میرے لیے کچھ حکم نازل فرمائے۔ ان کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ (۷)

اس آیت مبارکہ کے بارے میں مفسرین کی آراء درج ذیل ہے۔

۱۔ قال علماؤنا فی هذه الآية فوائد ثلاث۔ احدها بيان علة الميراث و هی القرابة ۔ للثانية عموم القرابة كيفما تصرّفت من قريب أو بعيد۔ الثالثة إجمال النصيب المفروض۔

۷۔ قرطبی، محمد بن احمد، ابوعبداللہ الجامع الاحکام القرآن، جلد نمبر ۳، صفحہ ۴۶، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان، ۱۹۶۵ء

Marfat.com

ہمارے علماء نے کہا ہے اس آیت مبارکہ میں تین فائدے بیان ہوئے ہیں:

پہلا:

اس میں میراث کی علت بیان ہوئی اور وہ میت کے ساتھ قرابت ہے۔

دوسرا:

کہ قرابت دو قسم کی ہے۔ قریب کی قرابت، دور کی قرابت۔ اور وراثت میں حصہ قرابت کے لحاظ سے ہوگا۔

تیسرا:

اس آیت مبارکہ میں اجمالی طور پر فرض حصوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ (۸)

ط وقال قل لا تصرفامن قال اشیاء فان اللّٰہ قد جعل لھن نصیباولم یعین حتی نزل التعین فی قولہ تعالیٰ یوصیکم اللّٰہ علی ماسیأتی من بعدوھو ان للزوجة وللبنات الثلثین فلمانزل التعین حکم علیہ السلام بہ فاعطی ام کجہ الثمن واللبنات الثلثین والباقی ابنی العم ھکذا قال المفسرون۔

نبی کریم ﷺ نے ان دونوں سے فرمایا کہ اس کے مال سے کچھ خرچ نہ کیا جائے پس اللہ تعالیٰ ان کے لیے حصہ مقرر فرمائے گا اور اس مال کو تقسیم نہ کیا گیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے "یوصیکم اللہ" والی آیت نازل کی اور وہ زوجہ کے لیے آٹھواں حصہ اور بیٹیوں کے لیے دو تہائی (۲/۳) تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام کجہ کو آٹھواں حصہ اور بیٹیوں کو (۲/۳) دو تہائی اور چچا کے بیٹوں کو باقی مال دے دیا۔ مفسرین نے اس طرح لکھا ہے۔ (۹)

۸۔ ایضاً

۹۔ ملا جیون، احمد جونپوری، التفسیرات احمدیہ، صفحہ ۱۵۱، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی معلوم ندارد

Marfat.com

۳۔ مردوں کے لیے بھی (خواہ وہ چھوٹے ہوں یا بڑے) حصہ مقرر ہے اس چیز میں سے جس کو (ان مردوں کے) ماں باپ اور (یا دوسرے) بہت نزدیک قرابت دار (اپنے مرنے کے وقت) چھوڑ جاویں اور اسی طرح عورتوں کے لیے (خواہ چھوٹی ہوں یا بڑی) حصہ مقرر ہے اس چیز میں سے جس کو (عورتوں کے) ماں باپ اور (یا دوسرے) بہت نزدیک کے قرابت دار (اپنے مرنے کے وقت) چھوڑ جائیں خواہ وہ چھوڑی ہوئی چیز قلیل ہو یا کثیر سب میں ملے گا حصہ (بھی ایسا ہو جو) قطعی طور پر مقرر ہے۔(۱۰)

۴۔ اس آیت میں واضح طور پر پانچ قانونی حکم دیئے گئے ہیں ایک یہ کہ میراث صرف مردوں ہی کا حصہ نہیں بلکہ عورتیں بھی اس میں حقدار ہیں۔ دوسرے یہ کہ میراث بہر حال تقسیم ہونی چاہیے خواہ وہ کتنی ہی کم ہو حتیٰ کہ اگر مرنے والے نے ایک گز کپڑا چھوڑا ہے اور دس وارث ہیں تو اسے بھی دس حصوں میں تقسیم ہونا چاہیے، یہ اور بات ہے کہ وارث دوسرے وارثوں سے ان کا حصہ خریدے اور یہ بھی کہ اس آیت کریمہ سے یہ بات بھی مترشح ہوتی ہے کہ وراثت کا قانون ہر قسم کے اموال واملاک پر جاری ہوگا خواہ وہ منقولہ ہوں یا غیر منقولہ۔ زرعی ہوں یا صنعتی یا کسی اور صنف مال میں شمار ہوتے ہوں۔ چوتھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ میراث کا حق اس وقت پیدا ہوتا ہے جو مورث کچھ چھوڑ کر مرا ہو۔ پانچویں اس سے یہ قاعدہ بھی نکلتا ہے کہ قریب تر رشتہ دار کی موجودگی میں بعید تر رشتہ دار میراث نہ پائے گا۔"(۱۱)

۵۔ عرب میں میراث کی تقسیم کا یہ قاعدہ تھا کہ عورتیں اور چھوٹے بچے اپنے مرنے والے باپ اور خاوند کی وراثت سے یکسر محروم کر دیئے جاتے تھے اور اس کی وجہ یہ بیان

۱۰۔ محمد شفیع، مفتی، معارف القرآن، جلد۲، صفحہ ۸۔۳، مطبوعہ ادارۃ المعارف کراچی، ۱۹۸۳ء

۱۱۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، تفہیم القرآن، جلد۱، صفحہ ۳۲۳، مطبوعہ مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور

Marfat.com

کی جاتی کہ جو وراثت میں داد شجاعت دینے کے قابل نہیں وہ میراث پانے کا بھی حقدار نہیں ۔ بھارت میں عورت وارث شمار نہیں کی جاتی تھی اور یورپ میں تو گنگا ہی الٹی بہہ رہی تھی صرف بڑا لڑکا وارث بنتا، دوسرے بڑے بھی محروم رہ جاتے ۔ یہ حالت تھی جب قرآن کی یہ انقلاب آفریں آیت نازل ہوئی جس نے عورتوں کو مردوں کی طرح وارث قرار دیا۔ بڑے لڑکے کی تخصیص ختم کر کے سب لڑکوں کو اپنے متوفی باپ کی وراثت میں برابر کا شریک بنایا۔ چھوٹی اور بڑی تمام جائیدادوں میں ورثاء کو حسب مقدار حصہ تسلیم کیا۔ "نصیباً مفروضاً" کے الفاظ سے واضح کر دیا کہ یہ حصے اللہ تعالیٰ کے اپنے مقرر ہیں اس میں ردّ و بدل کا کسی کو اختیار نہیں ۔" (۱۲)

۳۔ تقسیم وراثت کے وقت دوسرے ضرورت مندوں کا خیال:

قرآن مجید وارثوں کی توجہ اس طرف مبذول کرواتا ہے کہ میراث کو تقسیم کرتے وقت غیر وارث ضرورت مندوں کو بھی کچھ دو تاکہ ان کی دلجوئی ہو۔ قرآن مجید میں ہے۔

"واذا حضر القسمة اولوا القربٰی والیتمٰی والمساکین فارزقوھم منه و قولوا لھم قولا معروفا"۔ (۱۳)

اور جب ترکہ کی تقسیم کے وقت غیر وارث قرابت دار یتیم اور مسکین بھی موجود ہوں تو اس ترکہ سے انہیں بھی کچھ دے دو۔ (۱۴)

۱۲۔ الازہری، محمد کرم شاہ، پیر، ضیاء القرآن، جلد ا، صفحہ ۳۲۱۔۳۲۲، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، ۱۹۹۵ء

۱۳۔ النساء ۴:۸

۱۴۔ تبیان القرآن، جلد ۲، صفحہ ۵۸۵

Marfat.com

پسِ منظر:

یہ آیت بھی حضرت اوس بن ثابت انصاری کی زوجہ ام کجہ کے جواب کے ساتھ نازل ہوئی۔(۱۵)

اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کی آراء درج ذیل ہے:

" بین اللّٰہ تعالٰی ان من لم یستحق شیئا ارثا و حضر القسمة و کان من التقارب او الیتامی و الفقراء لا یرثون ان یکرموا و لا یحرموا۔ ان کان من المال کثیرًا و الاعتداء اللھم ان کان عقاذا او قلیلا لا یقبل الترضح، و ان کان عطاء من القلیل ففیه اجر عظیم"۔(۱۶)

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ اگر وراثت کا مال تقسیم کرتے وقت وہ لوگ جو قرابت دار یا یتیم یا مساکین جن کا حصہ مقرر نہیں ہے وہ حاضر ہوئے ہیں تو اس مال میں سے ان کو بھی دلجوئی کے لیے دے دو اور انہیں محروم نہ کرو اگر زیادہ مال ہو اور اگر مال تھوڑا ہو تو پھر ان کو تھوڑا دے کر ان سے معذرت بھی کرلو اور تھوڑے مال میں سے کچھ دو گے تو اس میں بہت زیادہ اجر ہے۔

"معنا اذا حضر وقت نسمة الترکة بین الورثة من ذوی الفروض و العصبة و ذوی الارحام اولوا القربٰی الغیر الورثین والیتامی والمساکین فاعطوا لھم قدرا منه ای مما ترك اومما دل علیه القسمة وھوالمقسوم و قولوا لھم قولا معروفا ای عذرا جمیلا و عدة و قیل القول المعروف ان یقولوا لھم خذوا بارك اللّٰہ علیکم و یستقلوا ما اعطوھم ولا یمنوا علیھم کذا فی المدارك والبیضاوی فی الکشاف"(۱۷)

۱۵۔ تفسیر قرطبی، جلد۳، صفحہ ۴۹ ۱۶۔ ایضاً: ج ۳، صفحہ ۴۸ ۱۷۔ التفسیرات الاحمدیہ، صفحہ ۱۵۱

Marfat.com

اس کا معنی یہ ہے کہ جب ترکہ وارثوں کے درمیان تقسیم ہو رہا ہو اور اس وقت اصحاب فروض عصبات، ذوی الارحام، قریبی رشتہ دار، یتیم اور مساکین موجود ہوں تو ان کو بھی ترکہ میں سے کچھ دے دو اور ان کے لیے اچھی بات کہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کو مال دے کر خدا کا شکر ادا کرو اور کشاف میں اسی طرح ہے۔

۳۔ (اور جب وارثوں میں ترکہ کے) تقسیم ہونے کے وقت (یہ لوگ) موجود ہوں یعنی دور کے رشتہ دار جن کا میراث میں حق نہیں اور یتیم اور غریب لوگ اس موقع سے کہ شاید ہم کو بھی کچھ مال مل جاوے۔ رشتہ دار تو ممکن ہے کہ گمان استحقاق سے اور دوسرے لوگ غیر میراث کے تو ان کو بھی اس ترکہ میں جس قدر بالغوں کا ہے اس میں سے کچھ دے دو۔ اور ان کے ساتھ خوبی اور نرمی سے بات کرو۔ وہ بات رشتہ داروں سے تو یہ ہے کہ سمجھا دو کہ تمہارا حصہ شرع سے اس میں نہیں ہے ہم معذور ہیں اور دوسروں سے یہ کہ دے کر احسان نہ جتلاؤ۔"(۱۸)

۴۔ خطاب میتوں کے وارثوں سے ہے اور انہیں ہدایت فرمائی جارہی ہے کہ میراث کی تقسیم کے موقع پر جو دور و نزدیک کے رشتہ دار کہ کنبہ کے غریب و مسکین لوگ اور یتیم بچے آجائیں ان کے ساتھ تنگ دلی نہ برتو میراث میں از روئے شرع ان کا حصہ نہیں ہے تو نہ سہی۔ وسعتِ قلب سے کام لے کر ترکہ میں سے ان کو کچھ نہ کچھ دے دو اور ان کے ساتھ دل شکن باتیں نہ کرو جو ایسے مواقع پر چھوٹے دل کے کم ظرف لوگ کیا کرتے ہیں۔ (۱۹)

۵۔ قانون میراث کی تفصیلات بیان کرنے سے پہلے ایک اخلاقی ضابطہ کا ذکر بھی کر دیا کہ متروکہ کی جائیداد کے وارث تو وہی ہیں جن کا ذکر تفصیلاً آگے آرہا ہے لیکن اگر

۱۸۔ معارف القرآن، جلد ۲، صفحہ ۳۰۸ ۔ ۱۹۔ تفہیم القرآن، جلد ۱، صفحہ ۳۲۵

Marfat.com

تقسیم کے وقت غیر وارث رشتہ دار، محلّہ کے یتیم بچے، بستی کے غریب لوگ جمع ہو جائیں تو ان کو بھی کچھ نہ کچھ دے دو اور ترش لب و لہجہ میں ان سے گفتگو نہ کرو جن سے ان کی دل شکنی ہو۔(۲۰)

نتائج بحث:

خطہ عرب میں صدیوں سے شراب نوشی، بیوگان اور یتیموں کا مال ہڑپ کرنا، عورتوں کی ذلت و حقارت، لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا وغیرہ کا رواج ایسا چلا آ رہا تھا کہ کسی کے خیال میں بھی نہ آتا کہ یہ عیب یہاں سے مٹ جائیں۔ ان کے نزدیک میت کے متروکہ مال میں کمزوروں، یتیموں، لڑکیوں، بیوگان کا کوئی حق نہ تھا۔ یہ اسلام کا کھلا معجزہ ہے کہ اس نے عرب کے صدیوں کے رواج کو ختم کر دیا اور ایک ایک لفظ کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا اور اس طرح مٹایا کہ نام و نشان باقی نہ رہا اور اس نوعیت سے مٹایا کہ لوگوں کو محسوس بھی نہ ہوا۔ پہلی آیت کریمہ میں تقسیم میراث کی اجمالی اصطلاح استعمال کی گئی ہے پھر اگلی آیت میں تفصیل فرما دی گئی ہے اور اشارہ ہوا کہ اے مسلمانو! میت کے متروکہ مال میں کمزور بچے بچیوں کا بھی حصہ ہے اور بے کس بیوگان، بوڑھے ماں باپ کا بھی جو کچھ ماں باپ چھوڑ جائیں اور کچھ قریب ترین رشتہ دار چھوڑیں ان میں سے لڑکوں کا حصہ ان کے حوالے کر دو اور لڑکیوں، عورتوں کے حصے ان کے سپرد کر دو اور مال کی تقسیم میں کسی قسم کا فرق نہ کرو۔ دوسری آیت مبارکہ میں ایک نیکی اور بھلائی والے کام کی ترغیب دی جا رہی ہے اور اس کے وارثوں کو خطاب ہے کہ جب تم میراث تقسیم کرو تو میت کے وہ یتیم اور عزیز فقراء موجود ہوں، جو میراث سے محروم ہوں، تو مناسب یہ ہے کہ اس مال سے انہیں کچھ نہ کچھ حصہ دے دو اور ساتھ ہی ان سے معذرت بھی کر لو کہ اگر زیادہ حصہ ہوتا تو تمہیں دے دیتا، اور حکم الٰہی پر راضی رہو اور تھوڑے مال پر ہی راضی ہو جاؤ۔ اس صورت میں یہ خیال رکھنا چاہیے کہ اگر وارثوں میں نابالغ ہیں تو نابالغ کے مال سے نہ دیا جائے صرف بالغوں کے مال سے حصہ دیا جائے اور یہ حکم استحبابی ہے وجوبی نہیں ہے۔

۲۰۔ ضیاء القرآن، جلد ۱، صفحہ ۳۲۲

Marfat.com

باب نوازدہم

قرآنی احکام وراثت۔۔۔معاشرتی اعتدال وتوازن

Marfat.com

Marfat.com

باب نوازدہم:

قرآنی احکام وراثت۔۔۔معاشرتی اعتدال وتوازن

اللہ رب العزت نے اپنے بندوں کی رہنمائی اور ان کی حقیقی فلاح و کامرانی کے لیے جو صحیفہ خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کے قلب منیر پر نازل فرمایا، اسے ہم قرآن مجید کے نام سے جانتے ہیں۔ یہ کتاب بہت ہی اچھی ہے، نرالی شان والی ہے، یہ صحیفہ بیک وقت کتاب بھی ہے اور علم معرفت کا آفتاب جہاں تاب بھی ہے۔ اس کی تجلیات سے دنیا و عقبیٰ دونوں جگمگا رہے ہیں، یہ کتاب مقدس ہر لحاظ سے سراپا اعجاز ہے۔ اس کا ہر پہلو اتنا دلربا ہے کہ اپنے پڑھنے والے کو مسحور کر لیتا ہے۔ اس کتاب نے اپنی فطری جاذبیت سے نوعِ انسان کے ہر طبقہ سے سنجیدہ اور ذہین افراد کو اپنی طرف متوجہ کیا اور اس میں قطعاً کوئی مبالغہ نہیں کہ "قرآن حکیم" کے متعلق جتنا کچھ لکھا گیا ہے اتنا کسی اور کتاب یا موضوع پر نہیں لکھا گیا ہے اس بحر بے پیدا کنار میں غواصی کرنے والوں نے غواصی کی اور ہر ایک نے اپنی ہمت کے مطابق انمول موتیوں سے اپنی جھولیاں بھریں لیکن اس کے مصارف کے خزینے بھرے کے بھرے رہے اور اس کے رموز کے گنجینوں میں کمی نہ واقع نہ ہوئی ہے۔

اس مقدس کتاب کے بارے میں لکھنے والے مختلف لوگ تھے اس میں اپنے بھی تھے اور بیگانے بھی، ادیب بھی تھے اور فلسفی بھی، عربی بھی تھے اور عجمی بھی، ہر ایک نے اپنی استطاعت کے مطابق لکھا اور کتاب میں بیان کردہ بے شمار موضوعات کے بارے میں لکھا۔ لیکن اس کتاب میں بیان کردہ موضوعات میں ایک موضوع بہت ہی اہم ہے اور وہ علم الفرائض کا موضوع ہے۔ اس سے مراد وراثت کے احکام ہیں اور یہ فن

Marfat.com

بہت اہم فن ہے۔ قرآن مجید میں جتنی تفصیل سے میراث کے مسائل بیان ہوئے اتنی تفصیل سے دیگر مسائل بیان نہیں ہوئے ہیں۔ اسلام کا وراثت کی تقسیم کا قانون دنیا میں معاشرتی اعتدال وتوازن کا بہترین نمونہ ہے۔

حضورِ اکرم ﷺ کا ارشادِ پاک ہے "علم الفرائض سیکھو کیونکہ یہ آدھا علم ہے" یعنی آدھے علم میں سارے علوم کہ ان کا تعلق انسان کی زندگی سے ہے اور آدھے علم میں علم الفرائض ہے کہ اس کا تعلق انسان کی موت سے ہے۔ اس مختصر مضمون میں قرآنی احکام وراثت کو قرآن وحدیث اور مفسرین واہل علم کی آراء کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔ آخر میں خلاصہ کے طور پر نتائج بحث ذکر کیا گیا ہے۔

۱۔ اولاد کے لیے قرآنی احکام وراثت: میراث کے مسئلہ میں قرآن مجید نے سب سے پہلے اولاد کے لیے احکام بیان فرمائے ہیں قرآن مجید میں ہے۔

يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ فَإِن كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَإِن كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ۔۔۔ (النساء:۱۱)

اللہ تمہاری اولاد (کی وراثت کے حصول) کے متعلق تمہیں حکم دیتا ہے کہ (میت کے) ایک بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں کے برابر ہے۔ سو اگر صرف بیٹیاں (دو یا) دو سے زیادہ ہوں تو ان کا حصہ کل ترکہ کا دو تہائی ہے اور اگر صرف ایک بیٹی ہو تو اس کا حصہ (کل ترکہ کا) نصف ہے۔(۱)

پسِ منظر:

اس آیت کے پس منظر میں امام ترمذی، امام ابوداؤد، ابن ماجہ اور دار قطنی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سعد بن ربیع کی بیوی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے

۱۔ سعیدی، غلام رسول، علامہ، تبیان القرآن، مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور، ۲۰۰۳ء، جلد۲، صفحہ ۵۹۰

Marfat.com

پاس آئی اور عرض کی ۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سعد شہید ہو چکے ہیں ۔ اس نے دو بیٹیاں اور ایک بھائی چھوڑا ہے ۔ پس سعد نے جو کچھ جائیداد چھوڑی ہے اس پر سعد کے بھائی نے قبضہ کر لیا ہے اور عورتوں سے نکاح ان کے مالوں کی وجہ سے کیا جاتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مجلس میں کوئی جواب نہ دیا ۔ سعد کی بیوی پھر دوبارہ آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! سعد کی بیٹیوں کا کیا بنے گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سعد کے بھائی کو میرے پاس بلاؤ پس جب سعد کا بھائی آیا ۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ سعد کی دو بیٹیوں کے لیے دو تہائی حصہ اور اس کی زوجہ کے لیے آٹھواں حصہ چھوڑ دو اور باقی تم لے لو ۔ (۲) تو اس وقت یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی ۔ اس بارے میں مفسرین واہل علم کی آراء درج ذیل ہیں:

" فکان الذی یجب الذی علی ظاهر الآیة ان یکون المیراث لجمیع الاولاد، المومن منهم والکافر ، فلما ثبت عن رسول اللّٰه صلی الله علیه وسلم انه قال لا یرث المسلم والکافر "علم ان اللّٰه اراد بعض الاولاد دون بعض، فلا یرث المسلم الکافر والکافر المسلم علی الظاهر الحدیث ۔ (۳)

قلت و لما قال اللّٰه تعالٰی فی اولادکم ۔ دخل فیهم الاسیر فی ایدی الکفار

۲۔ i۔ ترمذی، محمد بن عیسیٰ، ابوعیسیٰ، جامع ترمذی، کتاب، الفرائض، رقم ۲۰۹۲، ص ۸۳۱، دارالمعرفۃ، بیروت، ط ۱، ۱۴۲۳ھ / ۲۰۰۲ء

ii۔ ابوداود، سلیمان بن اشعث، بجستانی، سنن ابی داود، کتاب الفرائض، رقم ۲۸۹۱-۲۸۹۲، ص ۵۵۰، دارالفکر بیروت، لبنان، ط ۱، ۱۴۲۵ھ

iii۔ ابن ماجہ، محمد بن یزید، قزوینی، سنن ابن ماجہ، کتاب الفرائض، رقم ۲۷۲۰، ص ۲۰۲-۲۰۳، دارالمعرفہ بیروت، ط ۱، ۱۴۱۹ھ / ۱۹۹۸ء

iv۔ دارقطنی، علی بن عمر، امام، سنن دارقطنی، رقم ۴۰۴۸-۴۰۵۹، ص ۶۶۹-۶۷۰، المکتبۃ العصریہ، بیروت، ط ۱، ۱۴۲۶ھ / ۲۰۰۶ء

۳۔ قرطبی، محمد بن احمد، ابو عبداللہ الجامع الاحکام القرآن، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان، ۱۹۶۵ء، جلد ۳، صفحہ ۵۷

Marfat.com

فان یرث ما دام تعلم حیاته علی الاسلام و به قال کافة اهل العلم حیاته محکمه حکم المفقود ولم یدخل فی عموم الآیة میراث النبیّ صلی اللّٰه علیه وسلم بقوله :لا نورث ما ترکنا صدقة ۔۔۔ و کذلك لم یدخل القاتل عمد الابیه او جده او اخیه او عمه بالسنة واجماع الامة۔(۴)

اللہ تعالیٰ کے اس قول سے "یوصیکم اللہ فی اولادکم " سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں تمام اولاد میراث میں شامل ہے۔ وہ مومن ہوں یا کافر پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات ثابت ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کافر کا وارث نہیں ہے اس سے یہ جانا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی اس آیت سے مراد بعض اولاد ہے اور بعض نہیں اور حدیث سے ثابت ہے کہ مسلمان کافر کا وارث نہیں اور کافر مسلمان کا وارث نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ جب اللہ تعالیٰ نے کہا کہ فی اولادکم اس میں وہ اولاد بھی داخل ہے جو کافروں کے ہاتھ میں قیدی ہے بے شک وہ اس وقت تک وارث ہیں جب تک یہ علم ہے کہ ان کی زندگی اسلام پر ہے اور یہی بہت سارے اہل علم کا قول ہے سوائے نخعی کے بے شک انہوں نے کہا کہ قیدی وارث نہیں ہے پس جب اس کی زندگی کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ وہ زندہ ہے کہ نہیں ہے تو وہ مفقود کے حکم میں ہے اور اس آیت کی عمومیت میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث شامل نہیں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم جو چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہے۔ اور اس طرح قاتل بھی جو عمداً قتل کرنے والا ہے وہ بھی وارث نہیں ہوگا اپنے باپ، دادا، بھائی یا چچا کی وراثت میں یہ بات سنت اور اجماع امت سے ثابت ہے۔

ط "و بیانهٗ ان معنی قوله تعالیٰ یوصیکم اللّٰه فی اولادکم بعهد اللّٰه الیکم فی شان میراث اولادکم و هذا اجمال یفصله ما بعده و هو ان المیت الذی

۴۔ ایضاً، جلد ۳، صفحہ ۵۹

Marfat.com

ترك ولد لا يخلوا ما ان يترك ذكر او انثى جميعا او احدهما فقط فان كان جميعا فحكمهما قد بين الله تعالٰى فى قوله تعالٰى لذكر مثل حظ الانثيين يعنى حصه الذكر الواحد والانثيين من البنات ۔۔۔۔۔ فان كن نساء فوق اثنتين فلهن ثلثا ما ترك اى فان كن البنات اولاد نساء اى خلصا ليس ابن فوق اثنتين اى بالغا ما بلغن فلكل من مجموعها ثلثان مما ترك ذالك المورث على حسب القسط و الثلث الباقى قد يختلف احواله و بين حكم الواحدة فى قوله تعالٰى و ان كانت واحدة فلها النصف اى ان كانت البنت الخالصة منفرد فلها نصف ما ترك ذالك المورث والنصف الباقى۔ (۵)

اللہ تعالیٰ کے اس قول "یوصیکم اللّٰہ فی اولادکم" میں یہ بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ میراث کی تقسیم میں اولاد کے بارے میں یہ حکم دیتا ہے اور اجمال کے بعد تفصیل کا ذکر ہے اور بے شک میت جو اولاد چھوڑ کے گئی ہے وہ مذکر ہوگی یا مونث ہوگی یا دونوں میں سے ایک یا دونوں ہوں گی تو اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ للذکر مثل حظ الانثیین فلھن ثلثا ما ترک یعنی اگر صرف بیٹیاں ہوں اور ان کے ساتھ کوئی اور مذکر اولاد نہ ہو اور وہ دو یا دو سے زیادہ ہوں تو ان کے لیے دو تہائی ہے اور باقی جائیداد دوسرے وارثوں کے لیے ہے اور اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹی کے بارے میں حکم فرمایا و ان کانت واحدۃ فلھا نصف یعنی اگر ایک ہی بیٹی ہو تو اس کے لیے آدھا ہے کل مال کا اور باقی آدھا دوسرے وارثوں کے لیے ہوگا۔"

۳۔ "اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے میراث پانے کے باب میں وہ یہ کہ ایک لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر یعنی ایک لڑکا لڑکی ایک ایک یا کئی کئی ملی جلی ہوں تو ان

۵۔ ملاجیون، احمد جونپوری، التفسیرات احمدیہ، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی معلوم ندارد، صفحہ ۵۹

Marfat.com

کے حصوں میں باہم یہ نسبت ہوگی (کہ ہر لڑکے کو دوہرا اور ہر لڑکی کو اکہرا) اور اگر اولاد میں صرف لڑکیاں ہی ہوں گو دو سے زیادہ ہوں تو ان کو دو گنا ہی ملے گا۔ اس میت کا جو مورث چھوڑ کر مرا ہے اور اگر دو لڑکیاں ہوں تو دو تہائی ملنا وہ بالکل ظاہر ہے کیونکہ ان میں سے ایک لڑکی کا حصہ باوجودیکہ بھائی سے کم ہے ایک تہائی سے نہ گھٹتا پس جب دوسری بھی لڑکی ہے تب تو تہائی سے کسی بھی طرح گھٹتا نہیں۔ اور اگر دونوں لڑکیاں یکساں حالت میں ہیں پس اس کا بھی ایک تہائی ہوگا۔ دونوں کامل کر دو تہائی ہوا البتہ تین لڑکیوں میں شبہ تھا کہ شاید ان کو تین تہائی یعنی کل مل جائے اس لیے فرمایا کہ گو لڑکیاں دو یا زیادہ ہوں مگر حصہ دو تہائی سے نہ بڑھے گا۔

اور اگر ایک ہی لڑکی ہو تو اس کو کل ترکہ سے نصف ملے گا (اور پہلی صورت میں ایک ثلث بچا ہوا اور دوسری صورت میں نصف بچا ہوا۔ دوسرے خاص خاص اقارب کا حق ہے یا اگر کوئی نہ ہو تو پھر اسی کو دے دیا جائے گا جیسا کہ کتب فرائض میں مذکور ہے۔"(۶)

۴۔ "میراث کے معاملہ میں یہ اولین اصولی ہدایت ہے کہ مرد کا حصہ عورت سے دوگنا ہے چونکہ شریعت نے خاندانی زندگی میں مرد پر زیادہ معاشی ذمہ داریوں کا بوجھ ڈالا ہے اور عورت کو بہت سی معاشی ذمہ داریوں سے سبکدوش رکھا ہے لہٰذا انصاف کا تقاضا یہی ہے کہ میراث میں عورتوں کا حصہ مرد کی نسبت کم رکھا جاتا۔

یہی حکم دو لڑکیوں کا بھی ہے مطلب یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے لڑکا نہ چھوڑا ہو اور اس کی اولاد میں صرف لڑکیاں ہی لڑکیاں ہوں خواہ دو ہوں یا دو سے زائد ہوں بہر حال اس کے کل ترکہ ۲/۳ دو تہائی حصہ ان لڑکیوں میں تقسیم ہوگا اور باقی ۱/۳ ایک تہائی حصہ دوسرے وارثوں میں لیکن اگر میت کا صرف ایک لڑکا ہو تو اس پر اجماع ہے کہ دوسرے وارثوں کی

۶۔ محمد شفیع، مفتی، معارف القرآن، مطبوعہ ادارۃ المعارف کراچی، ۱۹۸۳ء، جلد ۲، صفحہ ۳۱۹

Marfat.com

غیر موجودگی میں وہ کل مال کا مالک ہوگا اور اگر دوسرے وارث موجود ہوں تو ان کا حصہ دینے کے بعد باقی سب مال اسے ملے گا۔"(۷)

۵۔ "اسلام نے صحت مند معاشرہ وجود میں لانے کے لیے کنبہ کو بڑی اہمیت دی ہے اور اس کے افراد کو ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح وابستہ کر دیا ہے کہ محبت و قرابت کا باہمی رشتہ کبھی نہ ٹوٹنے پائے۔ اس کے لیے جو وسائل اختیار کیے ہیں انہیں میں سے ایک نظام وراثت ہے۔ زندگی میں اگر کوئی کنبہ افلاس وغربت کا شکار ہو جائے تو دوسرے افراد پر اس کے نفقہ کو فرض قرار دیا ہے۔

اور اسی طرح موت کے بعد متوفی کے قریبی رشتہ داروں میں اس کی جائیداد تقسیم کرنے کا حکم دیا تاکہ زندگی اور موت میں دونوں رشتہ داروں کا مفاد باہم پیوستہ رہے کہ جدائی کا خیال ہی ان میں راہ نہ پاسکے۔ کنبہ کے اتحاد کو برقرار رکھنے کے لیے نظام وراثت میں قرابت کا اصول پیش نظر رکھا گیا ہے میراث میں حصہ کے ملنے یا نہ ملنے اور حصہ کے کم یا زیادہ ہونے میں رشتہ دار نزدیکی اور دوری کو بڑا دخل ہے۔

دوسرا اصول ضرورت ہے یعنی قریبی رشتہ داروں میں حصہ کی کمی وبیشی کا مدار ضرورت کو قرار دیا جتنی جس کی ذمہ داریاں اور ضروریات زیادہ ہوں گی۔ اسی لحاظ سے اس کا حصہ مقرر کیا جائے گا۔

تیسرا اصول تقسیم دولت ہے۔ اسلام چاہتا ہے کہ دولت سمٹ کر چند ہاتھوں میں جمع نہ ہو جائے۔ وراثت کی تقسیم میں بھی اسی اصول کو پیش نظر رکھا گیا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ افراد میں یہ دولت تقسیم ہو۔ یہ وہ تین اصول ہیں (قرابت، ضرورت، تقسیم دولت) جس پر اسلام کا یہ بے نظیر اصول قائم ہے۔ اولاد کے وارث ہونے کی چار صورتیں ہیں۔

۷۔ مودودی ابوالاعلیٰ، سید، مولانا، تفہیم القرآن، مطبوعہ مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور، جلد ا، صفحہ ۳۲۶

Marfat.com

ا۔ لڑکے بھی ہوں اور لڑکیاں بھی ہوں۔ اس صورت میں لڑکے کے دو حصے اور لڑکی کو ایک حصہ ملے گا۔

۲۔ صرف ایک لڑکی ہو تو وہ نصف جائیداد کی وارث ہوگی۔

۳۔ صرف دو لڑکیاں ہوں۔

۴۔ یا دو سے زائد لڑکیاں ہوں اور لڑکا نہ ہو۔ ان دونوں صورتوں میں لڑکیوں کو جائیداد کا دو تہائی حصہ ملے گا۔(۸)

۲۔ **والدین کے لیے قرآنی احکام وراثت:** قرآن پاک نے اولاد کے احکام بیان کرنے کے بعد والدین کے بارے میں احکام بیان فرمائے ہیں قرآن مجید میں ہے:

وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِن كَانَ لَهُ وَلَدٌ فَإِن لَّمْ يَكُن لَّهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ فَإِن كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعاً فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيماً حَكِيماً (النساء:۱۱)

اگر میت کی اولاد ہو تو اس کے ترکہ سے اس کے ماں باپ میں سے ہر ایک کا چھٹا حصہ ہے اگر میت کی اولاد نہ ہو تو اور صرف ماں باپ ہی وارث ہوں تو ماں کا تیسرا حصہ ہے اور باقی سب باپ کا ہے اور اگر میت کے بہن بھائی ہوں تو ماں کا چھٹا حصہ ہے۔ یہ تقسیم اس کی وصیت پوری کرنے کے بعد اور اس کا فرض ادا کرنے کے بعد ہے۔ تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے تم خود ہی نہیں جانتے کہ تم کو نفع پہنچانے کے کون زیادہ قریب ہے اور یہ اللہ کی طرف سے مقرر کیے ہوئے حصص ہیں بے شک اللہ خوب جاننے والا بہت حکمت والا ہے(۹)

۸۔ الازہری، محمد کرم شاہ، پیر، ضیاء القرآن، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، ۱۹۹۵ء، جلد ا، صفحہ ۳۲۲

۹۔ تبیان القرآن، جلد ۲، صفحہ ۵۹۱

Marfat.com

والدین کی وراثت کے بارے میں مفسرین واہل علم کی آراء درج ذیل آراء ہیں:ا۔

قوله تعالى ولابويه اى لابوى الميت ۔۔۔والا تثنية الاب ولامة وبلفظ الام عن ان يقال ها ابة ۔ ومن العرب من يجرى المختلفين مجرى المتفقين يا فغلب احدهما عن الاخر لخفته او شهرته جاء ذلك مسموعا فى اسماء صالحة كقولهم للأب والام ۔ ابوان و للشمس و القمر القرآن ۔۔۔ والدليل العليا جدة و لا بفرض مها الثلث يا جماع ، مخروج الجدة عن هذه اللفظ مقطوع به و قنا و له للجد مختلف فيه ممن قال هو اب و حجب به الاخوة ابو بكر صديق رضى الله عنه و لم يخالفه او من الصحابة فى ذلك ايام صامة ۔۔۔ و اجمع العلماء على ان الجد لا يرث مع الاب و ان الدين يحجب اباه ۔ و انزلوا الجد بمنزلة الاب فى الحجب و الميراث اذا لم يترك المتوفى ابا اقرب منه فى جميع الموا ضع ۔ و ذهب الجمهور الى ان الجد يسقط بنى الاخواة من الميراث ۔ ۔۔ و اما الجدة فاجمع اهل العلم على ان للجدة السدس اذا لم يكن للميت ام و اجمعوا على ان الام تجيب امها و ام الاب و اجمعوا على ان الاب لا يحجب ام الام۔

قولہٖ تعالیٰ:

(لكل واحد منهما السدس) فرض تعالىٰ لكل واحد من الابوين مع الولد السدس با أبهم الولد فكان الذكر والانثىٰ فيه سواء فان مات رجل و ترك ابناء و ابوين فلابويه لكل واحد منهما السدس و ما بقى فلابن فان ترك ابنه و ابوين فلابنة النصف و اللابوين السدسان ، و ما بقى فلا قرب عصبة و هو الذب لقول رسول الله صلى الله عليه وسلم، ما ابقت الفرائض فلا

Marfat.com

اولٰی رجل ذکر فاجتمع للاب استحقاق بجهتين التعصيب والفرض۔ (فان لم يكن له ولد وورثه ابواه فلامه الثلث) و دل بقوله "وورثه ابواه" واخباره ان الام الثلث و دل بقوله "ووراثة ابواه " واخباره ان لام الثلث ان الباقی و هو الثلثان لأب قوله تعالٰی (فان كان له اخوة فلامه السدس) الاخوة يحجبون الام عن الثلث الى السدس و هذا هو حجب النقصان ، و سواء كان الاخوة أشقاء او للاب او للام لاسهم لهم۔۔

قولہٖ تعالٰی :

(اباء كم و ابناء كم) رفع بالابتداء و الجبر مضمر تقديره هو المقسوم عليهم و هم المعطون۔

قولہٖ تعالٰی:

(لا تدرون ايهم اقرب لكم نفعًا) قيل فى الدنيا بالدعاء و الصدقة كما جاء فى الاثر ان الرجل ليرفع بدعاء ولده من بعده۔ و فى الحديث الصحيح "اذا مات الرجل انقطع عمله الا من ثلاث۔ فذكر او ولد صالح يدعو له ۔

قولہٖ تعالٰی:

(فريضةً) "فريضة " نصب على المصدر المؤكة اذ معنى "يوصيكم" يفرض عليكم (ان اللّٰه كان عليما) اى بقسمة المواريث (حكيما) حكم قسمتها و بينها لاهلها۔(۱۰)

اللہ تعالٰی کا قول "و لابويه" یعنی میت کے والدین اور ابوان یہ تثنیہ ہے۔اب اور اَبۃ

۱۰۔ تفسیر قرطبی، جلد۳، صفحہ ۶۷ تا ۷۵

Marfat.com

کا اور اس صورت میں لفظ ام کہنے کی ضرورت نہیں رہتی جیسا کہ "ابة" کے بارے میں کہا گیا ہے اور اہل عرب دو مختلف یا متفق چیزوں کے بارے میں ایسا تلفظ کرتے ہیں ان میں سے ایک کا دوسرے پر غلبہ ہونے کی وجہ سے چاہے وہ غلبہ خفت کی وجہ سے ہو یا کثرت کی وجہ سے ہو اور اس طرح تین ناموں کے بارے میں بھی بتایا گیا ہے۔ جیسے کہ اب اور ام کے لیے ابوان اور شمس وقمر کے لیے قمران ۔۔ اور ہماری اس بات کی صحت پر اللہ تعالیٰ کا یہ قول دلیل ہے۔

(فان لم یکن له ولد وورثه ابواه فلامه الثلث۔

اور اجماع سے یہ بات ثابت ہے کہ نانی کے لیے تیسرا حصہ (تہائی) نہیں ہے۔ پس اس لفظ سے نانی کا لفظ نکل گیا ہے اور "جد" اس کو شامل ہے یعنی باپ کو اس میں اختلاف کیا گیا ہے اور ان میں سے جو کہتے ہیں کہ وہ باپ کی طرح ہے اور بھائیوں کو محجوب کرنے والا ہے ان میں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کی زندگی میں صحابہ میں کسی نے ان کی مخالفت کی ۔۔۔ اور اس بات پر بھی علماء کا اجماع ہے کہ باپ کے ہوتے ہوئے دادا وارث نہیں ہوگا اور بیٹا اپنے باپ کو محجوب کرنے والا ہے اور دادا بمنزل باپ کے ہوگا۔ میراث کے محجوب کرنے میں جبکہ میت کا "اب" اقرب نہ ہو۔ تمام جگہوں میں اور جمہور اس طرف گئے ہیں کہ دادا میراث سے بھائیوں کو ساقط کردیتا ہے

بہرحال دادی اس پر اہل علم نے اجماع کیا ہے کہ دادی کے لیے چھٹا حصہ ہوگا جبکہ میت کی ماں نہ ہو اور اس پر بھی اجماع ہے کہ ماں، نانی اور دادی کو محجوب کردیتی ہے اور اس پر بھی اجماع ہے باپ نانی کو محجوب نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ کا قول ہے:" لکل واحد منهما السدس " اللہ تعالیٰ نے فرض کردیا ہے ماں باپ کے چھٹے حصے کو اولاد کے ساتھ۔ وہ اولاد کے ساتھ چاہے وہ

Marfat.com

اولاد مذکر ہو یا مونث پس اگر کوئی بندہ فوت ہو اور اس نے بیٹا چھوڑا اور ماں باپ چھوڑے بیٹی کے لیے نصف اور ماں باپ میں سے ہر ایک کے لیے چھٹا ہوگا اور باقی عصبہ اقرب کے لیے وہ باپ ہے کیونکہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو اصحاب فرائض سے بچے وہ مذکر مرد کے لیے رہے جو اقرب ہو تو اس صورت میں والد کے لیے دو حق ہوں گے۔ایک تعصیب اور دوسرا فرض۔

"فان لم یکن لہ ولد و ورثۃ ابواہ فلامہ الثلث "یعنی اگر میت کے وارث صرف ماں باپ ہوں تو اس صورت میں ماں کے لیے ایک تہائی اور باپ کے لیے دو تہائی ہوگا۔

پس اللہ تعالیٰ کا قول فان کان لہ اخوۃ فلامہ السدس اگر میت کے بھائی بھی ہوں تو وہ ماں کو ایک تہائی سے چھٹے حصے کی طرف محجوب کر دیں گے۔اس صورت میں برابر ہے کہ بھائی سگے ہوں یا باپ کی طرف سے یا ماں کی طرف سے یہ ماں کو محجوب کر دیں گے لیکن ان کے لیے کوئی حصہ نہیں ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کا قول ہے" لا تدرون ایھم اقرب لکم نفعا" اس نفع سے مراد دنیا میں دعا اور صدقہ ہے جیسا کہ اثر میں ہے کہ بے شک آدمی کے درجات بلند ہوتے ہیں اس دنیا میں سے چلے جانے کے بعد اس کی اولاد کی دعا کی وجہ سے اور حدیث صحیح میں ہے کہ جب آدمی مر جاتا ہے تو اس کا ہر عمل منقطع ہو جاتا ہے سوائے تین عملوں کے ان میں سے ایک عمل اولاد کا والدین کے لیے دعا کرنا ہے۔اللہ تعالیٰ کا قول ہے فریضۃ یہ یوصیکم کے معنی میں ہے اس نے تم پر فرض کیا۔۔۔اور پھر ارشاد ہے ان اللہ کان علیما یعنی کہ وارثوں کے حصے تقسیم کرنے کے بارے میں جاننے والا ہے اور وارثوں کے حصوں کو تقسیم کرنے والا ہے۔

Marfat.com

۲۔

قوله ولابويه لكل واحد منهما بدل منه بتكرير العامل يعنى ان كانه له سواء كان ذكر او انثى فلكل واحد من الابوين السدس مما ترك المورث فيكون لمجموعها الثلث و الثلثان الباقيان يختلف احوالهما الا ترى انه اذا كان الولد ذكر اقتصر نصيب الاب على السدس و ان يكن له قال انثى عصب ايضا مع اعطاء السدس ـ فان لم يكن له ولد و ورثة ابواه خلاصة الثلث لامه فذكر حصة الدم و لم يبين حصة الاب و لكن يفهم منه ان الباقى هو الثلثان للاب ـ ـ و ان كان له اخوة فلامه السدس يفى ان كان للميت اخوة و كان له ابواه و لم يكن له ولد فلامه السدس ـ ـ قوله تعالىٰ من بعد وصية يوصى بها او دين متعلق بسائر ما سبق من بيان الوراثة يعنى ان وراثتكم بهذه الاربعة انما بعد ما يبقى من اداء وصية المورث او دينة۔ (۱۱)

ترجمہ: پس اللہ تعالیٰ کا قول ولابويه لكل واحد منهما السدس اگر میت کی اولاد ہو چاہے مذکر ہو یا مونث ہو تو والدین میں سے ہر کسی کو چھٹا حصہ ملے گا۔ اس طرح ایک تہائی ان دونوں کو ملے گی اور باقی دوسرے رشتہ داروں کو اگر میت کا صرف ایک بیٹا ہو تو باپ کو چھٹا حصہ ملے گا اور اگر بیٹی ہو تو باپ کو چھٹا حصہ ملے گا اور وہ عصبہ بھی ہو گا۔ اگر میت کی اولاد نہ ہو اور صرف بھائی، بہن ہو تو ماں باپ ہی وارث ہوں تو اس صورت میں ماں باپ کا ایک تہائی حصہ ہو گا اور یہاں پر باپ کا حصہ بیان نہیں ہوا لیکن یہاں واضح ہوتا ہے کہ باقی دو تہائی باپ کے لیے ہے۔ یعنی اگر میت کے بھائی بہن اور والدین بھی ہوں اور اولاد نہ ہو تو ماں کو چھٹا حصہ ملے گا۔ یہ جو کچھ وراثت کے متعلق احکامات بیان ہوئے ہیں وہ اس مال میں جاری ہوں گے جو میت کی وصیت اور قرض ادا کرنے کے بعد بچے گا۔

۱۱۔ التفسیرات الاحمدیہ، جلد۳، صفحہ ۱۵۳ تا ۱۵۵

Marfat.com

۳۔

ماں باپ (کو میراث ملنے) میں تین صورتیں ہیں۔ ایک صورت تو ان کے لیے یعنی دونوں میں سے ہر ایک کے لیے میت کے ترکہ میں سے چھٹا چھٹا حصہ مقرر ہے اگر میت کی کچھ اولاد ہو (خواہ مذکر ہو یا مونث یا ایک یا ایک سے زیادہ اور بقیہ اولاد اور دوسرے خاص الخاص ورثاء کو ملے گی اور پھر بچ جاوے تو پھر سب کو دے دی جائے اور اگر اس میت کے کچھ اولاد نہ ہو اور صرف اس لیے کہا کہ بھائی بہن نہ ہوں جیسا کہ آگے آتا ہے تو اس صورت میں اس کی ماں کا تہائی حصہ ہے اور باقی دو تہائی باپ کا۔ اور چونکہ صورتِ مفروضہ میں یہ ظاہر تھا اس لیے تشریح کی حاجت نہیں ہوئی اور اگر میت کے بھائی بہن کسی بھی قسم کے ہوں خواہ ماں باپ، ایک ماں الگ الگ جس کو علاتی کہتے ہیں غرض یہ کہ کسی طرح کے بھائی بہن ایک سے زیادہ ہوں اور اولاد نہ ہوں اور ماں باپ ہوں اور یہ تیسری صورت ہے تو اس صورت میں اس کی ماں کو ترکہ کا چھٹا حصہ ملے گا اور باقی اس کے باپ کو ملے گا۔ یہ سب حصے وصیت کو نکال لینے کے بعد کہ میت وصیت کر کے جائے اگر دین ہے تو اس کو بھی نکال دیا جائے۔ (۱۲)

۴۔

یعنی میت کے صاحب اولاد ہونے کی صورت میں بہر حال میت کے والدین میں سے ہر ایک ۱/۶ چھٹا حصہ کا حقدار ہوگا خواہ میت کے وارث صرف بیٹیاں ہوں یا صرف بیٹے ہوں یا ایک بیٹا ہو یا صرف ایک بیٹی ہو۔ باقی ۲/۳ تو ان میں دوسرے وارث شریک

۱۲۔ معارف القرآن، جلد ۲، صفحہ ۳۱۹، ۳۲۰

Marfat.com

ہوں گے۔ ماں باپ کے سوا کوئی اور وارث نہ ہوں تو باقی ۲/۳ باپ کو ملے گا ورنہ ۲/۳ میں باپ اور دوسرے وارث شریک ہوں گے بھائی بہن ہونے کی صورت میں ماں کا حصہ ۲/۳ ہونے کی بجائے ۱/۴ ہوگا۔ اس طرح ماں کے حصہ میں سے جو ۱/۶ (چھٹا) لیا گیا ہے وہ باپ کے حصہ میں ڈالا جائے گا کیونکہ اس صورت میں باپ کی ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں اور یہ بات یاد رہے کہ اگر میت کے والدین زندہ ہوں تو اس کے بہن بھائیوں کو حصہ نہیں پہنچتا۔ وصیت کا ذکر قرض پر مقدم اس لیے کیا گیا ہے کہ قرض کا ہونا ہر مرنے والے کے حق میں ضروری نہیں ہے لیکن حکم کے اعتبار سے امت کا اس پر اجماع ہے کہ قرض وصیت پر مقدم ہے یعنی اگر میت کے ذمہ قرض ہو تو سب سے پہلے میت کے ترکہ میں سے وہ ادا کیا جائے گا پھر وصیت پوری کی جائے گی اس کے بعد وراثت تقسیم کی جائے گی۔ (۱۳)

۵۔

والدین کے وارث بننے کی تین صورتیں ہیں:

(۱) ماں باپ بھی موجود ہوں اور اولاد بھی خواہ لڑکا ہو یا لڑکی۔ ایک ہو یا زیادہ۔ اس صورت میں ماں باپ کو چھٹا حصہ ملے گا اور باقی ۴/۶ اولاد میں حسب قاعدہ تقسیم کر دیا جائے گا۔

(۲) صرف ماں باپ وارث ہوں میت کی اولاد بھی نہ ہو اور بہن بھائی بھی نہ ہوں اس صورت میں ماں ۱/۳ اور بقیہ دو تہائی باپ کا۔ یہاں بہن بھائی کے نہ ہونے کی تصریح نہیں کی کیونکہ تیسری صورت میں اس کی وضاحت آ رہی ہے۔

(۳) اس میت کی اولاد نہ ہو لیکن اس کے بھائی یا بہن ہوں تو اس صورت میں ماں

۱۳۔ تفہیم القرآن، جلد ۱، صفحہ ۳۲۷، ۳۲۵

Marfat.com

کو چھٹا حصہ اور ۵/۶ باپ کو، بھائی خواہ عینی ہوں یعنی ایک ماں باپ کی اولاد ہوں خواہ علاتی یعنی باپ ایک اور مائیں الگ الگ یا اخیافی یعنی دونوں الگ الگ ہوں ان سب حالتوں میں ایک ہی حکم ہے۔ باپ کے باعث بھائی بہنوں کو حصہ نہ ملے گا سابقہ حصص بیان کرنے کے بعد یہ وضاحت فرما دی کہ ان حصص کو خدائے علیم وخبیر نے اپنی حکمت کاملہ سے مقرر فرمایا ہے تمہیں یہ اختیار نہیں کہ ان میں ردّ و بدل کرو اور اگر یہ بات تمہاری صوابدید پر چھوڑ دی جاتی تو تم اپنی عارضی اور وقتی مصلحتوں اور مفاد کے زیر اثر پتہ نہیں کیا کیا ترمیمیں کرتے رہتے۔ (۱۴)

۳۔ زوجین کے لیے قرآنی احکام وراثت: قرآن مجید نے اولاد اور والدین کے حصص بیان فرمانے کے بعد میاں بیوی کے احکام وراثت بیان کیے ہیں قرآن مجید میں ہے:

وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّهُنَّ وَلَدٌ فَإِن كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِينَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّكُمْ وَلَد (سورۃ النساء:۱۲)

تمہاری بیویوں کے ترکہ میں سے تمہارے لیے آدھا حصہ ہے بشرطیکہ ان کی اولاد نہ ہو اور اگر ان کی اولاد ہو تو ان میں سے تمہارے لیے چوتھا ہے۔ ان کی وصیت پوری کرنے کے بعد اور ان کا قرض ادا کرنے کے بعد اور اگر تمہاری اولاد نہ ہو تو ان کے ترکہ میں سے ان کا آٹھواں حصہ ہے اور اگر تمہاری اولاد ہے تو تمہارے ترکہ میں سے ان کا آٹھواں حصہ ہے۔ تمہاری وصیت پوری کرنے اور تمہارے قرض ادا کرنے کے بعد۔ (۱۵)

۱۴۔ ضیاء القرآن، جلد۱، صفحہ ۳۲۶،۳۲۵ ۱۵۔ تبیان القرآن، جلد۲، صفحہ ۵۹۱

Marfat.com

قرآن کے اس حصہ کے بارے میں مفسرین کی آراء درج ذیل ہیں:

ا۔

قولہٖ تعالیٰ: ولکم نصف ما ترك ازواجکم لا تبیین الخطاب للرجال ولولدھما بنو ثعلب و بنو بنیھم و ان سفلوا ذکرانا و اناثا واحد فما زاد و باجماع و اجمع العلماء علی ان للزوج النصف مع عدم الولد او ولد الولد۔ وله مع وجوده الربع و ترث المراۃ من زوجھا الربع مع فقد الولد اثمن مع وجوده و اجمعوا علی ان حکم الواحدۃ من الازواج و اثنیین والثلاث والاربع فی الرابع ان لم یکن له ولد وفی الثمن ان کان له ولد واحد ولھن شرکا فی ذلك۔ الله عزوجل له یفرق بین حکم الواحدۃ منھن و بین حکم الجمع کما فرق بین حکم الواحدۃ من البنات والواحدۃ من الاخوات و بین حکم المبیع منھن۔(۱۶)

ترجمہ: ان دونوں آیتوں میں مردوں سے خطاب ہے اور اولاد سے مراد سگی اولاد اور اولاد کی اولاد نیچے تک ہے چاہے مذکر ہوں یا مونث۔ ایک ہوں یا زیادہ۔ اس پر اجماع ہے اور اس پر بھی علماء کا اجماع ہے میت کی اولاد نہ ہونے کی صورت میں خاوند کے لیے آدھا اور اولاد ہونے کی صورت میں چوتھا اور ہونے کی صورت میں آٹھواں حصہ ملے گا اور اس پر بھی اجماع ہے کہ بیوی ایک ہو یا دو ہوں یا تین ہوں یا چار ہوں تو اس صورت میں بھی اولاد نہ ہونے کی صورت میں چوتھا اور ہونے کی صورت میں آٹھواں حصہ مقرر ہے۔ تمام شریک ہوں گی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک یا دو کا فرق بیان نہیں کیا ہے۔ جیسا کہ ایک بیٹی یا ایک بہن اور زیادہ کے بارے میں بیان کیا۔

۱۶۔ تفسیر قرطبی، جلد ۳، صفحہ ۷۶، ۷۵

Marfat.com

۲۔

"فالزوجة ان ماتت و لم تترك ولدا ميرث زوجها وان تركت والا يرث زوجها الربع فالزوج ان مات ما لم يترك ولدا ترث زوجته الربع وان ترك والد ترث زوجته الثمن ۔۔۔ ان كانت الزوجة واحدة ترث الربع و اثمن فكذا ان كانت اكثر من واحدة تشترك فی ذالك الربع والثمن ۔(۱۷)

ترجمہ: پس اگر بیوی فوت ہوگئی اور اس نے اولاد نہ چھوڑی تو اس کے خاوند کو نصف اور اگر اس نے اولاد چھوڑی تو اس کے خاوند کو چوتھا حصہ ملے گا۔۔۔ اگر بیوی ایک ہے تو چوتھا اور آٹھواں حصہ لے گی اور اگر ایک سے زیادہ ہوں تو وہ بھی چوتھے اور آٹھواں حصہ میں شریک ہوں گی۔

۳۔

اور تم کو آدھا ملے گا اور اس ترکہ کا جو تمہاری بیبیاں چھوڑ جاویں اگر ان کی کچھ اولاد نہ ہو (نہ مذکر نہ مونث، نہ واحد اور نہ کثیر) اور اگر ان بیبیوں کے کچھ اولاد ہو (خواہ تم سے ہو یا پہلے شوہر سے تو اس صورت میں) تم کو ان کے ترکہ سے ایک چوتھائی ملے گا لیکن ہر صورت میں یہ میراث وصیت (کے قدر مال) نکالنے کے بعد ملے گی اور بیبیوں کو چوتھائی ملے گی اس ترکہ سے جس کو تم چھوڑ جاؤ خواہ ایک ہو یا کئی ہوں تو وہ چوتھائی سب میں برابر بٹ جاوے گا اگر تمہارے کچھ اولاد نہ ہو تو اس صورت میں ان کو خواہ وہ ایک ہو یا کئی تمہارے ترکہ سے آٹھواں حصہ ملے گا۔(۱۸)

۱۷۔ التفسیرات الاحمدیہ، جلد۳، صفحہ ۱۵۶

۱۸۔ معارف القرآن، جلد۲، صفحہ ۲۳۵

Marfat.com

۴۔

یعنی خواہ بیوی ہو یا کئی بیویاں ہوں اولاد ہونے کی صورت میں ۱/۸ کی، اولاد نہ ہونے کی صورت ۱/۴ کی حصہ دار ہوں گی اور یہ ۱/۴ یا ۱/۸ سب بیویوں کے ساتھ تقسیم کیا جائے۔(۱۹)

۵۔

بیوی کی وراثت تقسیم کرنے کی دو صورتیں ہیں: (i) متوفیہ بیوی کی کوئی اولاد نہ ہو نہ لڑکی نہ لڑکا نہ تم سے اور نہ کسی دوسرے خاوند سے اس صورت میں نصف خاوند کو ملے گا اور بقیہ نصف دوسرے وارثوں میں حسب قاعدہ شرعی تقسیم ہوگا۔ (ii) اس کی کوئی اولاد نہ ہو نہ لڑکی نہ لڑکا نہ موجودہ بیوی سے نہ کسی دوسری بیوی سے تو چوتھائی بیوی کو ملے گا خواہ تو بیوی کو آٹھواں ملے گا ایک ہوں یا زیادہ۔ بقیہ مال دوسرے وارثوں میں تقسیم کیا جائے گا۔(۲۰)

نتائج بحث:

اسلام سے پہلے عرب میں دو وجہ سے میراث ملتی تھی۔

۱۔ نسب ۲۔ عہد

عہد کی دو صورتیں تھیں۔ ایک زندگی میں کسی سے معاہدہ اور دوسری صورت منہ بولا بیٹا یا بھائی بنانا۔ اسلام نے پہلے بچوں اور عورتوں کو بھی حصہ دار قرار دیا ہے۔ اس کے بعد دوسری عہد کی صورت کو بھی ختم کر دیا پھر یہ تمام چیزیں منسوخ ہو گئیں اور وراثت کے تین اسباب مقرر ہوئے۔ (۱) نسب (۲) نکاح (۳) ولد یعنی غلام کو آزاد کرنا کہ مولیٰ غلام کا وارث ہوتا ہے اور غلام مولا کا۔ ان کے علاوہ باقی تمام اسباب قرآنی احکام کے بعد منسوخ ہو چکے ہیں۔

۱۹۔ تفہیم القرآن، جلد ا، صفحہ ۳۲۸ ۲۰۔ ضیاء القرآن جلد ا، صفحہ ۳۲۷

Marfat.com

سورہ النساء کے آیت نمبر اا کے ابتدائی حصہ میں نسبی وراثت کا ذکر ہے یعنی وراثت میں اولاد کا ذکر پہلے ہوا کیونکہ اولاد سے محبت زیادہ ہوتی ہے اور رشتہ دار بھی قوی تر ہے اس میں حکم دیا جا رہا ہے کہ اولاد کو بھی وارث بناؤ کہ ایک بیٹے کو دو بیٹیوں کے برابر حصہ دو کوئی بیٹا نہیں چھوڑا ہے اور بیٹی چھوڑی ہے اگر ایک ہے تو اس کو سارے مال کا آدھا ملے گا اور اگر زیادہ چھوڑی ہیں تو دو تہائی ملے گا۔ یہ اولاد چھوٹی ہو کہ بڑی، عاقل ہو یا کہ دیوانی ہر حال میں وراثت سے حصہ پائے گی۔

سورہ النساء کی آیت نمبر اا کے دوسرے حصہ میں نسبی رشتہ کے لحاظ سے وارث بننے والے والدین کے حصوں کا ذکر ہے اور وہ یہ کہ ماں باپ کے تین حال ہیں۔

ا۔ اگر میت نے اپنے والدین کے ساتھ اپنی یا اپنے بیٹے کی اولاد چھوڑی تو دونوں کو ذی فرض ہونے کی وجہ سے چھٹا چھٹا حصہ ملے گا۔

۲۔ اور اگر میت نے والدین کے ساتھ اولاد نہ چھوڑی اور نہ ہی ایک سے زیادہ چھوڑے تو اس صورت میں ماں کو کل نال کا تہائی حصہ ملے گا اور باقی کل مال باپ کو عصبہ ہونے کی وجہ سے ملے گا۔

۳۔ اگر میت نے ماں باپ کے ساتھ ایک سے زائد بھائی بہن بھی چھوڑے اور اولاد نہ چھوڑی تو ماں کو چھٹا اور باقی باپ کو مل جائے گا۔ یہ جائز ہے کہ حصے میت کی جائز وصیت اور ثابت شدہ قرض ادا ہونے کے بعد ہوں گے۔ اس صورت میں کفن و دفن کے خرچوں کے کل مال سے میت کا قرض ادا کیا جائے گا۔ بقیہ ایک تہائی سے وصیتیں پوری کی جائیں گی۔ اس کے بعد میراث تقسیم ہوگی۔

اس آیت میں یہ بھی فرمایا کہ تم میراث کے حصے اسی طرح تقسیم کرو جس طرح تمہیں حکم دیا گیا ہے۔ اس میں کمی وبیشی نہ کرو کہ تم کو خبر نہیں کہ تمہارے ماں باپ اور

Marfat.com

تمہاری اولاد میں سے کون زیادہ تمہیں نفع پہنچائے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کیونکہ وہ علیم بھی ہے اور حکیم بھی ہے۔

قرآن مجید نے پہلے نسبی وارثوں کے لیے احکام بیان کیے ہیں اور تیسرے نمبر پر سببی وارثوں کا ذکر ہے اور ان کے حصوں کی تفصیل ہے۔ یہاں پر سبب سے مراد نکاح کی وجہ سے وارث بننا ہے اور یہ صرف دو وارث ہیں۔ ایک خاوند اور دوسری زوجہ، ان دونوں کے علاوہ کوئی اور وارث نہیں ہے۔ ان دونوں کے وراثت میں حصے کے دو حال ہیں:

1۔ اگر میت کی اولاد ہے تو خاوند کو چوتھائی حصہ اور زوجہ کو آٹھواں حصہ کل جائیداد سے ملے گا۔ ان دونوں خاوند اور بیوی کو صرف حصہ مقرر ملتا ہے اور اس کے علاوہ کچھ اور نہیں ملتا۔

2۔ بیوی ایک ہو یا زیادہ وہ تمام مذکورہ حصے یعنی چوتھائی یا آٹھویں میں برابر شریک ہوں گے اور تمام میں برابر تقسیم ہوگا۔ ایک حکم یہ ہی بیان دوبارہ ہوا ہے کہ جائیداد کی تقسیم وصیت کے نافذ کرنے کے بعد اور قرض ادا کرنے کے بعد ہوگی۔

Marfat.com

مصادر و مراجع

Marfat.com

مصادر و مراجع

قرآن مجید:

۱۔ ابن رشد، محمد بن احمد، اندلسی مالکی، ہدایۃ المجتهد، دارالفکر، بیروت۔

۲۔ ابن ماجہ، محمد بن یزید، ابو عبداللہ، سنن ابن ماجہ (موسوعة) دار السلام للنشر و التوزیع، الریاض، ۱۴۲۱ھ / ۲۰۰۰

۳ ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب، دار احیاء التراث العربی بیروت، ط۱، ۱۴۱۶ھ

۴۔ ابن نجیم، زین الدین، البحر الرائق، مکتبہ ماجدیہ، کوئٹہ، س ن

۵۔ ابن عبدالبر، یوسف بن عبداللہ، ابو عمر، التمهید لما فی الموطا من المعانی والاسانید، المکتبة التجاریة مصطفیٰ احمد الباز، مکة المکرمة، السعودیة العربیة، ۱۴۱۰ھ/۱۹۹۰ء

۶۔ ابوداؤد، سلمان بن اشعث، سجستانی، سنن ابی داؤد (موسوعة)، دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض، ۱۴۲۱ھ / ۲۰۰۰

۷۔ احمد یار، یتیم پوتے کی وراثت کا مسئلہ، مطبوعۃ ادارہ علوم اسلامیہ جامعہ، پنجاب، لاہور،

۸۔ اعظمی، امجد علی، صدر الشریعة، بہار شریعت، مکتبہ رضویہ، کراچی، ۲۰۰۱ء

۹۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، امام، الجامع الصحیح المسند من حدیث رسول اللہ ﷺ وسننہ وایامہ، دار السلام، الریاض، ط۲، ۱۴۱۹ھ

۱۰۔ بیہقی، احمد بن حسین، الحافظ ابوبکر، السنن الکبریٰ، دار المعرفہ، بیروت، لبنان، ۱۴۱۳ھ/۱۹۹۲ء

۱۱۔ پانی پتی، ثناء اللہ، قاضی، التفسیر المظہری اراحیاء التراث العربی، بیروت، ط۱، ۱۴۲۵ھ

۱۲۔ پرویز، غلام احمد، مطالب الفر ادار ع اسلام، لاہور،

Marfat.com

۱۳۔ ترمذی، محمد بن عیسیٰ، ابوعیسیٰ، جامع الترمذی (موسوعۃ)، دار السلام للنشر و التوزیع، الریاض ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء

۱۴۔ تقی عثمانی، محمد، ہمارے عائلی مسائل، مطبوعۃ دار الاشاعت، کراچی، ۱۴۱۳ھ

۱۵۔ جرجانی، علی بن محمد، میر سید شریف، شریفیہ شرح سراجیہ، مطبع گلشن احمد، لکھنو، ۱۲۸۹ھ/۱۸۷۲ء

۱۶۔ ایضاً، کتاب التعریفات، دار الفکر، بیروت، ط۱، ۱۴۱۸ھ

۱۷۔ حاکم، محمد بن عبداللہ، ابوعبداللہ نیشاپوری، المستدرک علی الصحیحین، دار المعرفہ، بیروت، لبنان، ط۲، ۱۴۲۷ھ/۲۰۰۶ء

۱۸۔ حصکفی، علاؤالدین، علی، الدر المختار، مطبوعۃ مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ

۱۹۔ خضری، احمد کامل، المواریث الاسلامیہ، مطبوعۃ التوکل، مصر، ۱۳۶۹ھ/۱۹۵۰

۲۰۔ دارمی، عبداللہ بن عبدالرحمان، حافظ، سنن الدارمی، قدیمی کتب خانہ، کراچی، س ن

۲۱۔ دارقطنی، علی بن عمر، سنن دارقطنی، المکتبۃ العصریۃ، بیروت، لبنان، ط۱، ۱۴۲۶ھ/۲۰۰۶ء

۲۲۔ زحیلی، وھبۃ، دکتور، الفقہ الاسلامی وادلتہ، دار الفکر، دمشق، ط۳، ۱۴۰۹ھ

۲۳۔ راغب، حسین بن محمد، اصفہانی، المفردات فی غریب القرآن، مکتبۃ نزار مصطفیٰ الباز، مکۃ المکرمۃ، ط۱، ۱۴۱۸ھ

۲۴۔ زبیدی، محمد مرتضیٰ، ابوفیض، تاج العروس من جواہر القاموس، مطبوعہ دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، بیروت، لبنان، ط۱، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء

۲۵۔ الازہری، محمد کرم شاہ، پیر، ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۹۵ء

۲۶۔ سجاوندی، سراج الدین، محمد، السراجی فی المیراث، مطبوعہ المیزان، لاہور، ۲۰۰۴

Marfat.com

۲۷۔ سعیدی، غلام رسول، تبیان القرآن، فرید بک سٹال، لاہور، ۲۰۰۲ء
۲۸۔ سید حسن، تنویر الحواشی، مطبوعہ مکتبہ شرکت علمیہ، ملتان، ۲۰۰۲ء
۲۹۔ سید حسن، توضیح السراجی، مکتبہ شرکت علمیہ، ملتان، ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ء
۳۰۔ سیوطی، عبدالرحمان، جلال الدین، الاشباہ ولنظائر، قدیمی کتب خانہ، کراچی
۳۱۔ شامی، محمد امین، ابن عابدین، ردالمحتار علی درالمختار، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ، ۱۴۱۲ھ
۳۲۔ عینی، محمود بن احمد، بدر الدین، عمدۃ القاری، مطبوعۃ ادارۃ طباعۃ المیزیہ، مصر، ۱۳۴۸ھ
۳۳۔ فتاویٰ عالمگیری، المکتبۃ الرشیدیہ، کوئٹہ، ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء
۳۴۔ کیرانوی، وحید الزمان، قاسمی، القاموس الوحید، ادارہ اسلامیات، لاہور، ۲۰۰۱ء
۳۵۔ قرطبی، محمد بن احمد، ابو عبداللہ، الجامع، الاحکام القرآن، دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، ۱۹۶۵ء
۳۶۔ قتل مرتد، غلام اور لونڈیاں اور یتیم پوتے کی وراثت، ادارہ طلوع اسلام، لاہور، ۱۹۸۲ء
۳۷۔ مالک، ابن انس، امام، الموطا، دار الفجر للتراث، القاہرہ، مصر، ۱۴۲۶ھ/۲۰۰۵ء
۳۸۔ محمد شفیع، مفتی، معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ۱۹۸۳ء
۳۹۔ مسلم ابن حجاج، القشیری، الصحیح المسلم (موسوعۃ)، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض، ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء
۴۰۔ ملاجیون، احمد، التفسیرات احمدیۃ، مطبع مجتبائی دھلی، ندارد
۴۱۔ مناوی، عبدالروف، فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، دار الحدیث، قاہرہ، مصر، ۱۴۳۱ھ/۲۰۱۰ء
۴۲۔ مودودی، سید، ابوالاعلیٰ، رسائل و مسائل، اسلامک پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۴ء
۴۳۔ ایضاً تفہیم القرآن، مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور، ط ۴۰، ۱۴۲۶ھ/۲۰۰۵ء

Marfat.com

لطف المنان
فی
تعظیم سید الانس والجان
المعروف
تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

1 جلد

فرید حسین رضوی

Rs.1200/=

مرأۃ المناجیح
شرح
مشکوٰۃ المصابیح

8 جلدیں

حکیم الامت
مفتی احمد یار خاں نعیمی

Rs.400 ہدیہ فی جلد Rs.3200/=

شرح
کلیات اقبال اردو

• بانگِ درا • بالِ جبریل
• ضربِ کلیم • ارمغانِ حجاز

ڈاکٹر علامہ محمد اقبال

شارح

1 جلد

اعلیٰ Rs.1600/= عام Rs.1200/=

شرح
کشف المحجوب (اردو)

تصنیف
حضرت سید علی بن عثمان الہجویری
المعروف داتا گنج بخش
ترجمہ
حضرت مفتی سید غلام معین الدین نعیمی
تحقیق و شرح
علامہ ابو الترابؓ محمد ناصر الدین ناصر المدنی عطاری

1 جلد

اعلیٰ Rs.1600/= عام Rs.1200/=

پروگریسو بکس
یوسف مارکیٹ ○ غزنی سٹریٹ
اردو بازار ○ لاہور
فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

Marfat.com

علم میراث سیکھو کیونکہ یہ نصف علم ہے (الحدیث)

علمِ میراث اور قانونِ وراثت ایکٹ

تصنیف

ڈاکٹر ظہور اللہ الازہری

ڈاکٹر مفتی محمد کریم خان

پروگریسو بکس

Marfat.com